شہید اسلام علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ

مرزائیت اور اسلام

ادارہ ترجمان السنۃ
لاہور۔ پاکستان

مرزائیت اور اسلام

شہید اسلام امام العصر علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ

ادارہ ترجمان السنۃ لاہور
پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ، طبع ثانی

"مرزائیت اور اسلام" کو پہلی مرتبہ شائع کرتے ہوئے اس بات کا خیال تک نہ تھا کہ احباب اسے اس قدر پذیرائی بخشیں گے کہ تھوڑی مدت بعد ہی اس کا حصول مشکل ہو کر رہ جائے گا۔ اور اس کی شہرت پاکستان سے نکل کر سمندر پار تک جا پہنچے گی۔

اللہ تعالیٰ کا صد شکر کہ اس نے ختم نبوت کی چوکیداری اور سارقین نبوت کی گوشمالی کو شرف قبولیت بخشا، کہ پاکستان بھر میں قادیانیت کا تعاقب کرنے والوں نے اس کتاب کو اپنی تقریروں میں حوالہ کے طور پر استعمال کیا اور قادیانیوں کو اس کے آئینے میں مرزائی اکابر کے چہرے دکھلاتے رہے اور لوگ ان "تقاب وار تقدس ماب" لوگوں کے بے نقاب چہروں کو دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے۔

اس سلسلہ میں نائیجیریا سے ایک مسلمان مبلغ نے، کہ سعودی عرب نے انہیں اپنے خرچ پر دین حنیف کی تبلیغ اور مرزائیت کے تعاقب واستیصال کے لیے بھیجا تھا، مجھے لکھا:

"آپ کی عربی اور انگریزی کتاب قادیانیوں کے لیے ضرب کلیمی کی حیثیت رکھتی ہے اور یہاں خاصی بڑی تعداد میں تقسیم کی گئی۔ خداوند کریم اس پر آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔

لیکن آپ کی مختصر اردو کتابوں کو دیکھتے ہی پاکستان سے وارد شدہ قادیانی مبلغوں کے چہرے اس قدر تاریک ہوجاتے ہیں کہ انہیں الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔

میرے خیال میں اس کتاب کو بھی افریقہ میں اور خصوصاً ان علاقوں میں جہاں اردو بولنے والے بڑی تعداد میں موجود ہیں' ضرور پھیلانا چاہیئے۔"

اسی بنا پر سعودی حکومت کے نشرواشاعت اور تبلیغ و دعوت کے مختلف شعبوں نے مجھے متعدد دفعہ اس کی اشاعت نو کے بارہ میں لکھا' لیکن میں اپنی بے شمار اور متنوع مصروفیات کی بناء پر اس کے لیے وقت نہ نکال سکا' کہ میں چاہتا تھا کہ طبع نو سے پہلے اس پر نظر ثانی کرلی جائے لیکن واحسرتا! کہ قصد و ارادہ کے باوصف آج تک وہ طائر عنقا دام میں نہ آسکا کہ فراغت کہیں جسے' کہ سیاسی ومذہبی اور کاروباری مصروفیات سے جو فرصت کے لمحات میسر آئے' وہ چند زیادہ اہم تصنیفات اور مشغولیات میں صرف ہوجاتے۔ ع

تجری الریاح بما لا یشتھی السفن

اور یہ چکر آج تک اسی طرح چل رہا ہے۔ تب میں نے سوچا مالا یدرک کلہ' لا یترک کلہ' اسے اسی طرح شائع کردیا جائے کہ شاید خداوند عالم آئندہ اس کے لیے کوئی بہتر صورت پیدا فرمادے۔

آج اس مجموعہ مضامین کو دوبارہ شائع کرتے ہوئے مسرت کی ایک لہر میرے رگ وپے میں سرایت کیے ہوئے ہے' کہ جس مسئلہ کو ہمارے اکابر نے اٹھایا اور جس کے بیان اور وضاحت میں ہم نے اپنی بساط کی حد تک قلم و زبان کو کھپایا۔ للہ الحمد کہ اس کا ایک حصہ رب کی کرم فرمائیوں اور پاکستان کے غیورو جسور مسلمانوں کی قربانیوں سے حل ہو چکا ہے۔ پاکستان میں قادیانیوں کو ان کی اصلیت کے مطابق غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا ہے اور دنیا بھر کے مختلف ممالک میں جہاں جہاں مرزائی ڈیرے جمائے ہوئے اور ایک عالم کو ورغلائے ہوئے تھے' وہاں وہاں کے لوگ ان کے فریب سے آگاہ ہوچکے اور انہیں اپنا بوریا بستر سمیٹنے پر

مجبور کر رہے ہیں' اور وہ دن دور نہیں' جب رب کا غضب وجلال انہیں پوری طرح اپنی لپیٹ میں لے کر اسی طرح نیست و نابود کر دے گا جس طرح ان سے پہلے ان کے اسلاف ملیحہ' اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب کے پیروکار کو کیا ہے۔ !

اس مجموعہ کے اکثر مضامین میں یہ ثابت کیا گیا ہے' کہ مرزائی ایک علیحدہ امت ہیں اور ان کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں' اور آج جبکہ مرزائیوں کو پاکستان میں بھی غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا ہے' ظاہراً" اس کتاب کی چنداں ضرورت باقی نہیں رہتی' لیکن میں اس کی ضرورت کو آج بھی اسی طرح محسوس کرتا ہوں' جس قدر اس کی اشاعت اول کے وقت تھی' کیونکہ قادیانیوں نے ہنوز پاکستانی دستور ساز اسمبلی کے اس فیصلہ کو تسلیم نہیں کیا اور ابھی تک اپنے آپ کو مسلمان کہلانے پر مصر ہیں۔

اس سے جہاں ان کے اس فریب کا پردہ چاک ہو گا' وہاں اس بات کی بھی تصدیق ہو گی کہ دستور ساز اسمبلی کا فیصلہ درست تھا' اسی طرح جس طرح کہ دنیا کے اکثر مسلمان ممالک ایسے ہی فیصلے صادر کر چکے ہیں۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

احسان الٰہی ظہیر

۱۲ اپریل ۱۹۷۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ طبع اول

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدی وحدہ وعلی آلہ واصحابہ امن تبعھم الی یوم الدین۔

مسلمانوں کی تاریخ میں انیسویں صدی کا نصف آخر اس لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ اس میں اسلام دشمن طاقتوں نے دو ایسے فرقوں کو وجود بخشا جنھوں نے مسلمانوں کو اسلام کے نام پر گمراہ کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی' انھوں نے اعداء اسلام کی اس دیرینہ خواہش کو پورا کرنے میں اپنی پوری توانائیوں کو صرف کر دیا کہ مسلمانوں کو ان کے قبلہ وکعبہ اور ان کی امنگوں اور آرزوؤں کے مراکز مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے منقطع کر کے انہیں ان کے ان دیسوں اور وطنوں میں محصور کردیا جائے جن کے وہ باسی اور شہری ہیں تاکہ وہ مضبوط رابطہ اور تعلق ختم ہو کر رہ جائے جو کروڑوں انسانوں کو مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک ایک لڑی میں منسلک کیے ہوئے ہے اور جس کی بناء پر بخارا و سمرقند میں بسنے والے مسلمان وادی نیل کے کلمہ گوؤں کی ادنیٰ سی تکلیف پر تڑپ اٹھتے اور حجاز و نجد کے صحرا نورد اور بادیہ نشین ہمالیہ کے دامنوں میں رہنے والوں اور کشمیر کی بلندیوں پر بسنے والوں کی مصیبت کو اپنی مصیبت تصور کرتے ہیں۔

وہ گروہ جو اس کارنمایاں کو سرانجام دینے کے لیے وجود میں لائے گئے۔ ان میں سے ایک تو برصغیر پاک و ہند میں انگریزی ایجنٹ قادیانی (۱) تھے' اور دوسرے روسی انگریزی ذلہ خوار بہائی۔ (۲)

چنانچہ قادیانیت اسی غرض کے لیے وجود میں لائی گئی اور اسلام دشمن اور مسلم دشمن قوتوں کے زیر سایہ اس کی پرورش و پرواخت کی گئی اور امت محمدیہ کے تمام دشمنوں نے مال اور دیگر وسائل سے اس کی مدد و معاونت کی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ انہیں بے اندازہ مال و دولت سے نوازا گیا۔ انگریز نے برصغیر میں ان تمام لوگوں کو اعلیٰ عہدے دیے جنھوں نے قادیانیت کو قبول کیا اور ان کے بچوں کو تعلیمی وظائف پیش کیے اور اور انہیں ہر ممکن سہولتیں بہم پہنچائی گئیں۔ ہندوؤں نے ان کی حمایت میں قلم اٹھائے اور تقریریں کیں اور ہر طرح سے ان کا دفاع کیا' اسی طرح یہودیت نے انہیں اسلام کے مسلمہ اصولوں اور مسلمانوں کے بنیادی معتقدات کے خلاف دلائل (خواہ وہ کتنے بودے ہی کیوں نہ تھے) اور لٹریچر سے مسلح کیا اور اب بھی بین الاقوامی صیہونیت اسرائیل میں قادیانی سنٹر کے ذریعہ اور افریقہ میں ان کے مراکز کے توسط سے ان کی بھرپور مدد و معانت کر رہی ہے۔

۱۔ قادیانی افریقہ اور یورپ میں اپنے آپ کو "احمدی" کے نام سے موسوم کرتے ہیں' تاکہ وہاں کے سادہ لوح' سادہ دل مسلمانوں کو گمراہ کیا جا سکے حالانکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سے ان کا تعلق نہیں کہ جن کا اسم گرامی احمدؐ بھی ہے۔ رہا ان کا متنبی تو اس کا نام احمد نہیں بلکہ غلام احمد ہے۔ اور اسی لیے پاکستان اور ہندوستان میں یہ اسی کے نام سے موسوم کیے جاتے ہیں۔

۲۔ جس طرح اس کتاب میں آگے چل کر قادیانیت کو دلائل کے ساتھ انگریزی سامراج کا ایجنٹ ثابت کیا گیا ہے' اسی طرح مولف نے اپنی کتاب "البہائیتہ" میں بہائیت کو بھی انگریزی و روسی سامراج کا خود کاشتہ پودا ثابت کیا ہے اور اس کے ثبوت میں باقاعدہ شواہد و براہین پیش کیے ہیں۔

بہرحال تمام دشمنان رسالت مآب نے اپنی اپنی کوشش وکاوش ان کی ترقی وترویج میں صرف کی' اور اس سے ان کا مطلوب ومقصود صرف اور صرف یہ تھا اور ہے کہ مسلمانوں کو اس مجاہد اور قائد رسولؐ سے دور کر دیا جائے جن کا اسم گرامی آج بھی کفر پر کپکپی اور لرزا طاری کر دیتا ہے' جن کی ہیبت اور جن کے دبدبہ سے آج بھی ایوان ہائے کفر میں زلزلہ بپا ہو جاتا ہے' جبکہ انہیں رفیق اعلیٰ کے پاس گئے ہوئے بھی چودہ صدیاں گزر چکی ہیں۔

اور وہ زندہ و تابندہ تعلیمات والا نبی مکرمؐ کہ جس کی امت آج بھی اپنے دور انحطاط و زوال میں مجرموں اور اسلام دشمنوں کے حلق میں کانٹا بنی ہوئی ہے اور جن کی بیداری کا مجرد تصور ہی ملحدوں' مشرکوں اور لامذہبوں کی آنکھوں کی نیند اڑا دینے کے لیے کافی ہے اور دشمنان دین اس بات کو بخوبی سمجھتے ہیں کہ وہ تب تک سکون وچین حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ محمد عربی علیہ السلام ایسے قائد' راہنما اور راہبر کی لازوال تعلیمات کو ختم نہیں کیا جاتا۔ وہ تعلیمات جو آج بھی مردوں میں روح پھونکتی اور قوموں کے لیے صور اسرافیل کا درجہ رکھتی ہیں' اور اگر ان کا خاتمہ ممکن نہیں تو کم ازکم انہیں تبدیل کیے بغیر اور ان کی معنویت کو نیست کیے سوا انہیں اپنے مطلوبہ مقاصد حاصل نہیں ہوسکتے۔

اس کا بہترین طریق یہ ہے کہ قادیانیت ایسے گمراہ فرقوں اور مذاہب کی ہر طرح سے مساعدت و مساندت کی جائے۔ اسی بناء پر ایک نامور ہندو ڈاکٹر شنکر داس اپنے ہندو بھائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"سب سے اہم سوال جو اس وقت ملک کے سامنے درپیش ہے' وہ یہ ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کے اندر کس طرح قومیت کا جذبہ بیدار کیا جائے' کبھی ان کے ساتھ سودے' معاہدے اور پیکٹ کیے جاتے ہیں' کبھی لالچ دے کر ساتھ ملانے کی کوشش کی جاتی ہے' کبھی ان کے مذہبی معاملات کو سیاسیات کا جزو بنا کر

پولیٹکل اتحاد کی کوشش کی جاتی ہے' مگر کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔ ہندوستانی مسلمان اپنے آپ کو ایک الگ قوم تصور کیے بیٹھے ہیں اور وہ دن رات عرب کے ہی گیت گاتے ہیں۔ اگر ان کا بس چلے تو وہ ہندوستان کو بھی عرب کا نام دے دیں۔ اس تاریکی میں اور اس مایوسی کے عالم میں ہندوستانی قوم پرستوں اور محبان وطن کو ایک ہی امید کی شعاع دکھائی دیتی ہے اور وہ آشا کی جھلک احمدیوں کی تحریک ہے۔ جس قدر مسلمان قادیانیت کی طرف راغب ہوں گے وہ قادیان کو اپنا مکہ تصور کرنے لگیں گے اور آخر میں محب وطن اور قوم پرست بن جائیں گے۔ مسلمانوں میں قادیانی تحریک کی ترقی ہی عربی تہذیب اور پان اسلام ازم کا خاتمہ کرسکتی ہے۔ آؤ ہم قادیانی تحریک کا قومی نقطۂ نگاہ سے مطالعہ کریں۔

پنجاب کی سرزمین میں ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی اٹھتا ہے اور مسلمانوں کو دعوت دیتا ہے کہ اے مسلمانو! خدا نے قرآن میں جس نبی کا ذکر کیا ہے وہ نبی میں ہوں۔ آؤ میرے جھنڈے تلے جمع ہوجاؤ' اگر نہیں آؤ گے تو خدا تمہیں قیامت کے دن نہیں بخشے گا اور تم دوزخی ہوجاؤ گے۔"

میں مرزا صاحب کے اس اعلان کی صداقت یا بطالت پر بحث نہ کرتے ہوئے صرف یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ مرزائی مسلمان بننے سے پہلے مرزائی مسلمانوں میں کیا تبدیلی پیدا ہوتی ہے؟

ایک مسلمان کا عقیدہ ہے کہ:

۱۔ خدا سمے سمے پر لوگوں کی رہبری کے لیے ایک انسان پیدا کرتا ہے' جو کہ اس وقت کا نبی ہوتا ہے۔

۲۔ خدا نے عرب کے لوگوں میں ان کی اخلاقی گراوٹ کے زمانہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا

۳۔ حضرت محمدؐ کے بعد خدا کو ایک نبی کی ضرورت محسوس ہوئی اور اس نے مرزا

صاحب کو بھیجا کہ وہ مسلمانوں کی راہنمائی کریں۔

میرے قوم پرست بھائی سوال کریں گے کہ ان کے عقیدوں سے ہندوستانی قوم پرستی کا کیا تعلق ہے' اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح ایک ہندو کے مسلمان ہوجانے پر اس کی شردھا اور عقیدت رام' کرشن' وید' گیتا اور رامائن سے اٹھ کر قرآن اور عرب کی بھومی میں منتقل ہوجاتی ہے۔ اسی طرح جب کوئی مسلمان قادیانی بن جاتا ہے' تو اس کا زاویہ نگاہ بھی بدل جاتا ہے۔ حضرت محمدؐ میں اس کی عقیدت کم ہوجاتی ہے۔ علاوہ بریں جہاں اس کی خلافت پہلے عرب اور ترکستان میں تھی اب وہ خلافت قادیان میں آجاتی ہے اور مکہ مدینہ اس کے لیے روائتی مقامات مقدسہ رہ جاتے ہیں۔ کوئی بھی قادیانی چاہے وہ عرب ترکستان' ایران یا دنیا کے کسی بھی گوشہ میں بیٹھا ہو' وہ روحانی شکتی کے لیے قادیان کی طرف منہ کرتا ہے۔ قادیان کی سرزمین اس کے لیے پنیہ بھومی (سرزمین نجات) ہے اور اسی میں ہندوستان کی فضیلت کا راز پنہاں ہے' ہر قادیانی کے دل میں ہندوستان کے لیے پریم ہوگا کیونکہ قادیان ہندوستان میں ہے۔ مرزا صاحب بھی ہندوستانی تھے اور اب جتنے خلیفہ اس فرقہ کی راہبری کر رہے ہیں' وہ سب ہندوستانی ہیں۔ یہی ایک وجہ ہے کہ مسلمان قادیانی تحریک کو مشکوک نگاہوں سے دیکھتے ہیں' وہ جانتے ہیں کہ قادیانیت عربی تہذیب اور اسلام کی دشمن ہے۔

خلافت تحریک (۳) میں بھی احمدیوں نے مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیا' کیونکہ وہ خلافت کو بجائے ترکی یا عرب میں قائم کرنے کے قادیان میں قائم کرنا چاہتے

۳۔ ترکی خلافت کے سقوط کے وقت ہندوستان مسلمانوں نے خلافت کے حق میں ایک زبردست تحریک چلائی تھی' جس کا نام انہوں نے خلافت تحریک رکھا تھا۔ ہندو رائٹر اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں ہوئے کہتا ہے کہ :

"اس وقت قادیانیوں نے عام مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیا تھا"

ہیں۔ یہ بات عام مسلمان کے لیے' جو ہر وقت پان اسلام ازم اور پان عربی سنگھٹن کے خواب دیکھتے ہیں' کتنی ہی مایوس کن ہو مگر ایک قوم پرست کے لیے باعث مسرت ہے" (۴)

اور پھر جب حکیم مشرق' شاعر رسالت علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے قادیانیت کے خلاف ایک مدلل اور مفصل مضمون لکھا جس میں ان کی امت اسلامیہ سے علیحدگی کو براہین کے ساتھ ثابت کیا تو سب سے پہلے جس نے جناب علامہ کی تردید میں قدم اٹھایا' وہ مشہور ہندو لیڈر پنڈت جواہر لال نہرو تھے جنھوں نے کئی مضامین قادیانیوں کی تائید و حمایت اور ان کی مدافعت میں لکھے' حتیٰ کہ اس کے بعد جب ۲۹۔ مئی ۱۹۳۶ء کو پنڈت جواہر لال لاہور آئے تو قادیانی رضاکاروں نے باقاعدہ ان کا استقبال کیا اور انہیں سلامی دی اور جب اس پر اعتراض ہوا تو قادیانی خلیفہ مرزا محمود نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا:

"قریب کے زمانہ میں پنڈت جواہر لال صاحب نے ڈاکٹر اقبال کے ان مضامین کا رد لکھا ہے جو انھوں نے احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ قرار دیے جانے کے لیے لکھے تھے اور نہایت عمدگی سے ثابت کیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے قادیانیت پر اعتراض اور احمدیوں کو علیحدہ کرنے کا سوال بالکل نامعقول اور خود ان کے گزشتہ رویہ کے خلاف ہے تو ایسے شخص کا جبکہ وہ صوبہ میں مہمان کی حیثیت سے آرہا ہو' قادیانیوں کی طرف سے استقبال بہت اچھی بات ہے" (۵)

اور پھر شاعر رسالت ڈاکٹر علامہ اقبالؒ نے جواہر لعل کی تردید کرتے ہوئے

۴۔ مضمون ڈاکٹر شنکر داس بی۔ایس۔ ایم۔بی۔بی۔ ایس۔ لاہور مندرجہ اخبار "بندے ماترم" مورخہ ۲۲۔ اپریل ۱۹۳۲ء

۵۔ خطبہ جمعہ قادیان میاں محمود احمد' مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان' مورخہ ۱۱ جون ۱۹۳۶ء

قادیانیت کے لیے ان کی تائید کا بھی جائزہ لیا اور لکھا:

"میں خیال کرتا ہوں کہ قادیانیت کے متعلق میں نے جو بیان دیا تھا جس میں جدید اصول کے مطابق صرف ایک مذہبی عقیدہ کی وضاحت کی گئی تھی' اس سے پنڈت جی "جواہر لعل نہرو" اور قادیانی دونوں پریشان ہیں۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ مختلف وجوہ کی بناء پر دونوں اپنے دل میں مسلمانوں کی مذہبی اور سیاسی وحدت کے امکانات کو بالخصوص ہندوستان میں پسند نہیں کرتے۔ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ ہندوستانی قوم پرست جن کے سیاسی تصورات نے ان کے درست احساس کو مردہ کر دیا ہے' اس بات کو گوارہ کرنے کے لیے تیار نہیں کہ شمال مغربی ہند کے مسلمانوں کے دل میں خود اعتمادی اور خود مختاری کا خیال پیدا ہو' ان کا خیال ہے اور میری رائے میں غلط خیال ہے کہ ہندوستانی قومیت تک پہنچنے کا صرف یہی راستہ ہے کہ ملک کی مختلف تہذیبوں کو قطعی طور پر مٹادیا جائے جن کے باہمی تعامل سے ہندوستان میں اعلی اور پائیدار تہذیب ترقی پزیر ہو سکتی ہے۔ جس قومیت کی ان طریقوں سے تعبیر کی جائے گی اس کا نتیجہ باہمی تلخی بلکہ تشدد کے سوا اور کیا ہو گا' اسی طرح یہ بات بھی بدیہی ہے کہ قادیانی بھی مسلمانان ہند کی سیاسی بیداری سے گھبرائے ہوئے ہیں' کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانان ہند کے سیاسی وقار کے بڑھ جانے سے ان کا یہ مقصد فوت ہو جائے گا کہ رسول عربیؐ کی امت سے قطع و برید کر کے ہندوستانی نبی کے لیے ایک جدید امت تیار کریں۔

حیرت کی بات ہے کہ میری اس کوشش سے کہ مسلمانان ہند کو یہ جتا دوں کہ ہندوستان کی تاریخ میں اس وقت جس نازک دور سے وہ

گزر رہے ہیں، اس میں ان کی اندرونی یکجہتی اور اتحاد کس قدر ضروری ہے اور نیز ان افتراق پرور اور انتشار انگیز قوتوں سے محترز رہنا کس قدر لازمی ہے جو اصلاحی تحریکوں کے روپ میں ظاہر ہوتی ہیں۔ پنڈت جی (جواہر لعل نہرو) کو یہ موقع ملا کہ وہ اس قسم کی تحریکوں سے ہمدردی ظاہر فرمادیں" (۶)

پس قادیانیت ایسی تحریک جب وجود آئی تو یہ بدیہی بات تھی کہ تمام مخالف اسلام قوتیں اس کی تائید و حمایت کریں، چنانچہ انھوں نے بالفعل اس کی امداد کی بھی، حسب منشاء انگریزی سامراج نے تو اسے افراد تک مہیا کیے تاکہ وہ اسکی نشوونما کرسکیں اور ان میں سے اکثریت ایسے لوگوں پر مشتمل تھی جو انگریز سامراج کے ملازم تھے یا وہ لوگ جنھیں ملک وملت سے خیانت کے صلہ میں جاگیریں عطا ہوتی تھیں اور جن کا دین و مذہب ہی سامراج کی رضا جوئی اور ذلہ خواری ہوتا ہے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا اعتراف خود مرزا غلام احمد متنبی قادیان نے بھی کیا ہے، جیسا کہ وہ رقمطراز ہے:

"جس قدر لوگ میری جماعت میں داخل ہیں۔ اکثر ان میں سے سرکار انگریزی کے معزز عہدوں پر ممتاز اور یا اس ملک کے نیک نام رئیس اور ان کے خدام اور احباب ہیں، یا تاجر اور یا وکلاء اور یا نو تعلیم یافتہ انگریزی خواں اور یا ایسے نیک نام علماء اور فضلاء اور دیگر شرفاء ہیں جو کسی وقت سرکار انگریزی کی نوکری کرچکے ہیں یا اب نوکری پر ہیں یا اب ان کے اقارب اور رشتہ دار اور دوست ہیں جو اپنے بزرگ مخدوموں سے اثر پذیر ہیں، اور سجادہ نشینان غریب طبع۔

۶۔ علامہ اقبال کے مضمون "اسلام اور احمدی ازم" سے ایک اقتباس۔ یہ مضمون کتابی صورت میں چھپ چکا ہے۔

غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیک نامی حاصل کردہ اور مورد مراحم گورنمنٹ ہے اور یا وہ لوگ جو میرے اقارب یا خدام میں سے ہیں' ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد علماء کی ہے جنھوں نے میری اتباع میں اپنے وعظوں سے ہزاروں دلوں میں گورنمنٹ کے احسانات جمادیے ہیں" (۷)

رہی بات یہودی معاونت و مساعدت کی تو خود مرزا غلام احمد کے پوتے مرزا مبارک احمد نے اپنی کتاب "آور فارن مشنز" کے صفحہ ۶۸ پر اس کا اعتراف اور اقرار کیا ہے کہ:

حیفا کے ماؤنٹ کرمل میں واقع ان کے مرکز کو نہ صرف اسرائیلی حکومت ہر طرح کی سہولتیں بہم پہنچاتی ہے ' بلکہ اسرائیل کے سربراہ مملکت سے قادیانی مبلغوں کی ملاقاتیں بھی رہتی ہیں۔"

ان ہی وجوہ کی بنا پر میں نے آج سے تقریباً دس برس پیشتر جب کہ میں ابھی معمولی طالب علم تھا۔ قادیانیت کا بغور مطالعہ شروع کیا اور اسی دور میں ان کی تقریباً تمام بنیادی کتابیں دیکھ ڈالیں۔ نیز اسی زمانہ طالب علمی میں پاکستان وہند کے کئی اردو جرائد میں ان پر مقالات بھی لکھے اور پھر جب ۶۴ءمیں مجھے اسلامک یونیورسٹی مدینہ منورہ جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں مختلف ممالک خصوصاً افریقی ملکوں کے طلبہ اور مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں آنے والے دیگر زائرین اور حجاج سے یہ معلوم کرکے انتہائی تعجب ہوا کہ قادیانی بیرونی ملکوں میں عموماً اور افریقی ملکوں میں خصوصاً اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرکے لوگوں کی گمراہی کا سامان کیا کرتے ہیں۔ اور افریقی اور عرب ملکوں میں کوئی ایسی جامع کتاب نہیں جس سے ان کے

۷۔ درخواست بحضور نواب لیفٹننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ پنجاب منجانب مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۲۴۔ فروری ۱۸۹۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۷ 'ص ۱۸۔ مرتبہ قاسم علی قادیانی۔

عقائد واعمال سے پوری آگاہی حاصل ہوسکے' چنانچہ دوستوں کی خواہش' یونیورسٹی کے اساتذہ کی فرمائش اور وقت کی ضرورت کی بناء پر میں نے وہیں مدینہ منورہ میں ہی قادیانی ازم پر عربی میں مقالات لکھنے شروع کیے لیکن ان میں اس بات کو پیش نگاہ رکھا کہ کوئی بات بے سند اور بے دلیل نہ کہی جائے اور جس بات کا ذکر کیا جائے' اس کا پورا حوالہ دیا جائے۔

یہ مقالات مختلف عربی پرچوں میں چھپتے رہے اور آخر میں مدینہ منورہ کے ایک پبلشر نے ۱۹۶۷ء میں انہیں جمع کر کے کتابی صورت میں شائع کردیا۔ للہ الحمد اس کے بیشمار اچھے نتائج بر آمد ہوئے۔ اور افریقہ میں خصوصاً اس کتاب کی بیحد مانگ رہی۔ (۸)

ان ہی ایام میں افریقہ سے کچھ احباب نے اس طرف توجہ دلائی کہ اگر اس کتاب کا انگریزی ترجمہ ہوجائے تو اس کی افادیت بڑھ جائے' کیونکہ افریقہ میں عربی کی نسبت انگریزی زیادہ سمجھی اور بولی جاتی ہے۔

چنانچہ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ بھی "ادارہ ترجمان السنہ" لاہور نے شائع کر دیا اور امید ہے کہ وہ عربی سے کچھ کم مفید نہ ہوگا (۹)

۱۹۶۸ء میں پاکستان واپسی پر میں نے محسوس کیا کہ ہمارے جرائد و مجلات مرزائیت کی طرف اس قدر توجہ نہیں دے رہے جس قدر انہیں دینی چاہیے' چند ایک حضرات کو چھوڑ کر کسی کو یہ بھی معلوم نہیں کہ مرزائی اخبارات مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر کے بارہ میں کیا کچھ لکھتے اور کس قدر زہر پھیلاتے ہیں۔

۸۔ اس کتاب کے اب تک چار ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں اور اب اس کا پانچواں ایڈیشن ترمیم واضافہ کے ساتھ قاہرہ کے المکتبۃ السلفیہ سے شائع ہو رہا ہے۔

۹۔اس کے بھی اب تک چار ایڈیشن چھپ چکے ہیں اور اب نظر ثانی کے بعد اس کا پانچواں ایڈیشن زیر طبع ہے۔

خصوصاً قادیانی مرزائیوں کا ترجمان "الفرقان" اور لاہوری مرزائیوں کا ہفتہ وار "پیغام صلح" لاہور تو اکابرین امت پر طعن توڑنے اور عقائد اسلام کا مضحکہ اڑانے میں اس قدر گستاخ ہو چکے ہیں کہ نہ تو انہیں پاکستان کی مسلم اکثریت کے جذبات کا کچھ پاس ہے' نہ حکومت کے محکمہ احتساب کا کچھ ڈر۔ جب کہ دوسری جانب حکومت اس قدر حساس تھی کہ وہ ہفت روزہ "چٹان" کے ایک بے ضرر چار سطری شذرے کو بھی برداشت نہ کر سکی۔ جس میں سعودی عرب میں مرزائیت پر عائد کی گئی پابندیوں کا خیر مقدم کیا گیا تھا۔

اسلام کے نام پر وجود میں آنے والے اس مسلمان ملک میں کفر کی یہ ستم رانی میرے لیے بڑے کرب کا باعث تھی' مرزائیت کے بارہ میں اپنی سابقہ معلومات اور اس کے موجودہ احوال کی بناء پر میں خاموش نہ رہ سکا' اور جمعیت اہل حدیث کے ہفتہ وار اخبار "الاعتصام" میں جو میری ادارت میں نکلتا تھا' مرزائیت پر مسلسل دس گیارہ اداریے لکھے' جن میں دلائل و براہین سے مرزائیت کے امت مستقلہ اور اسلام دشمن ہونے کے ثبوت فراہم کیے۔ نیز مرزائی اخبارات کے اس طرح دندان شکن جواب دیے کہ پھر مدتوں "الفرقان" ربوہ اور "پیغام صلح" لاہور کو جواب دینے اور اعتراض کرنے کا حوصلہ نہ ہوا' اطلاعات کے محکمہ احتساب نے نوٹس بھجوائے' لیکن ہم نے شواہد پیش کیے کہ دل آزاری اور تفرقہ بازی کی ابتداء ہماری طرف سے نہیں' امت قادیانی کی طرف سے ہوئی ہے بلکہ ان کا وجود ہی تفرقے اور دل آزاری پر مبنی اور قائم ہے۔

رب ذوالجلال کی کریمی کہ ان مضامین کو تمام مسلمان حلقوں کی طرف سے بے حد پسند کیا گیا۔ اور بلا لحاظ مکتب تمام مسلمان فرقوں کے اخبارات و رسائل نے انہیں "الاعتصام" سے نقل کیا' جن میں شیعہ حضرات کا ہفتہ وار "شہید" لاہور اور ماہنامہ "المعرفہ" حیدر آباد تک شامل تھے۔

ازاں بعد جب ہم "الاعتصام" کی ادارت سے الگ ہوگئے تو مرزائیوں نے میدان خالی دیکھ کر پھر پر پرزے نکالنے شروع کیے اور "الفرقان" ربوہ تو کچھ زیادہ ہی دلیر ہوگیا' چنانچہ اس نے علماء امت کو عموماً" اور اہل حدیث اکابر کو خصوصاً" اپنی نازک انگلیوں کا نشانہ بنانا شروع کیا' اور ایک دفعہ تو اس کے مدیر نے یہاں تک لکھ مارا کہ اس نے برصغیر پاک وہند کے نامور عالم اور مناظر شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ تک کو مناظرات میں شکست دی ہوئی ہے۔

تب تلک ہم بفضل رب ذی المنن اپنا ماہنامہ "ترجمان الحدیث" لاہور نکال چکے' اور جمعیتہ اہل حدیث کے ہفتہ وار "اہل حدیث" لاہور کی اوارت سنبھال چکے تھے۔ اب جو ہم نے اس کا نوٹس لیا تو ان تمام قرضوں کو بھی چکا ڈالا جو ہمارے میدان میں نہ ہونے کی وجہ سے مرزائی ہمارے سر چڑھا چکے تھے۔

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر کہ اس نے ہمیں حق کی حمایت اور باطل کی سرکوبی کی توفیق عطا فرمائی کہ ان مضامین کے آتے ہی ملک بھر میں ایک غلغلہ مچ گیا۔ اور اپنے بیگانے ان کی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکے اور احباب نے شدید تقاضا کیا کہ ان تمام مضامین و مقالات کو جو وقتاً" فوقتاً" "الاعتصام" "اہل حدیث" اور "ترجمان الحدیث" میں شائع ہوتے رہے ہیں یکجا کردیں اور کتابی صورت میں چھاپ دیں' تا کہ وہ لوگ بھی ان سے استفادہ کرسکیں جو پہلے نہیں کرسکے۔ اور میں اپنی عدیم الفرصتی اور مختلف کاموں میں مشغولیت کے باوصف صرف اس لیے اس کام پر آمادہ ہوگیا کہ شاید اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے ذریعے کسی کی ہدایت اور گمراہی سے حفاظت کا سامان بہم فرمادے اور آخرت میں یہی چیز نجات وفلاح کا سبب بن جائے۔

اور شائد اس سے بھی خوشنودی رب کا وہ پروانہ مل جائے جو مرزائیت پر عربی مقالات کو جمع کرنے کے بعد ملا تھا' کہ جب ۱۹۶۷ء کے رمضان مبارک کی

ستائیسویں شب مسجد نبویؐ کے پڑوس میں اپنی کتاب "القادیانیہ" کو مکمل کر کے سویا تو کیا دیکھتا ہوں، سحر گاہ دعائے نیم شبی لبوں پر لیے باب جبریلؑ کے راستے (کہ دیار حبیب علیہ السلام میں میرا مکان اسی جانب تھا) مسجد نبویؐ کے اندر داخل ہوتا ہوں لیکن روضہ اطہر کے سامنے پہنچ کر ٹھٹک جاتا ہوں کہ آج خلاف معمول روضۂ معلے کے دروازے وا ہیں اور پہرے دار خندہ رو، استقبالیہ انداز میں منتظر ہیں، میں اندر بڑھا جاتا ہوں کہ سامنے سرور کونین، رحمت عالم محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رعنائیوں اور زیبائیوں کے جھرمٹ میں صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کی معیت میں نماز ادا فرمارہے ہیں۔ دل خوشیوں سے لبریز اور دماغ مسرتوں سے معمور ہو جاتا ہے اور جب میں دیر گئے باہر نکلتا ہوں تو دربان سے سوال کرتا ہوں یہ دروازے تم روزانہ کیوں نہیں کھولتے؟

اور جواب ملتا ہے:

"یہ دروازے روزانہ نہیں کھلا کرتے"

"یہ دروازے روزانہ نہیں کھلا کرتے"

اور آنکھ کھلی تو مسجد نبویؐ کے میناروں سے یہ دلکش ترانے گونج رہے تھے، **اشهد ان محمد رسول الله۔ اشهد ان محمد رسول الله۔** اور صبح جب میں نے مدینہ یونیورسٹی کے چانسلر کو ماجرا سنایا تو انہوں نے فرمایا تمہیں مبارک ہو کہ ختم نبوت کی چوکھٹ کی چوکیداری میں خاتم النبینؐ کے رب نے تمہاری کاوش کو پسند فرمالیا ہے اور کون جانے میرا رب اسے بھی رسالت مآب علیہ السلام کی خدمت شمار فرمالے۔

کچھ اس کتاب کے بارہ میں!

اس مجموعہ میں سب سے پہلے ایک طویل مضمون ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ مرزائی عقائد اور مسلمان عقائد میں کیا فرق ہے اور بنیادی طور پر مسلمانوں

اور مرزائیوں میں کس قدر دوری اور مغائرت ہے۔

اس کے بعد "الاعتصام" میں شائع شدہ مضامین ہیں جن میں کچھ وقتی اور ہنگامی تھے اور انہیں حذف کردیا گیا ہے۔

آخر میں "اہلحدیث" اور "ترجمان الحدیث" میں چھپے ہوئے مقالات ہیں۔ یہ مضامین اگرچہ جوابی ہیں لیکن ان میں مرزائیت کے بارہ میں اس قدر متنوع مواد جمع کردیا گیا ہے کہ شائد ہی اس کا کوئی گوشہ مخفی رہ گیا ہو۔

انداز بیان کی دلکشی کا اندازہ لگانا تو قارئین کا کام ہے لیکن مجھے امید ہے کہ آپ اسے دلچسپ پائیں گے۔ تحریر میں درشتی اور سختی جوابی ہے اور مرزا غلام احمد' اس کے خلفاء اور پیروکاروں کے بارہ میں عدم احترام' اس لیے کہ ہم رسول کریم ؐ ان کی ازواج مطہرات ؓ اور ان کے اصحاب ؓ کی توہین کرنے والوں کا احترام گناہ سمجھتے ہیں اور خود صاحب خلق عظیم ؐ نے ایسے لوگوں کو اس انداز میں مخاطب کیا ہے **من محمد رسول اللہ الی مسیلمۃ الکذاب** اور "**لنا فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ**"

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

احسان الٰہی ظہیر

مدیر ماہنامہ "ترجمان الحدیث" و ہفت روزہ "اہلحدیث" لاہور

مرزائیت اور اس کے معتقدات

قادیانیت ان باطل مذاہب میں سے ہے جن کی تکوین ہی اس خاطر کی گئی ہے کہ مسلم قوتوں کو زک پہنچائی جائے' اسلام کے ڈھانچے میں رخنے پیدا کیے جائیں اور اس کے افکار و نظریات کو نیست کیا جائے' لیکن اس صورت میں کہ کسی کو علم تک نہ ہو' کیونکہ تجربات اور تاریخ نے یہ ثابت کردیا ہے کہ جب بھی کسی جماعت یا کسی مخالف گروہ نے اسلام کو للکار کر میدان میں مقابلہ کرنے کی جرات کی تو وہ اس عظیم قوت کو ذرہ بھر بھی گزند نہ پہنچا سکا' بلکہ اس کے مقابلہ میں اسلام زیادہ آب و تاب سے چمکا اور اجاگر ہوا ' اور اس کے نام لیوا اور زیادہ ولولے اور طنطنے کے ساتھ اس کے شیدائی اور فدائی بن گئے۔ یہود و نصاریٰ اور مکہ کے مشرکوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا' کہ وہ اسلام کی منزلت' مرتبے اور شان کو کم کر دیں' لیکن اس کی رفعتوں ' پرشکوہ بلندیوں اور ناقابل شکست عظمتوں کے سامنے ان کا کوئی بس نہ چل سکا اور سوائے محرومیوں کے داغوں اور ناکامیوں کے دھبوں کے انہیں کچھ حاصل نہ ہوا۔ میدان جنگ میں اگر صلیبیوں نے اس مضبوط چٹان سے ٹکرانے کی کوشش کی تو پوری قوت و طاقت کے باوجود اپنے ہی سر کو زخمی ہونے سے نہ بچاسکے' جس طرح کہ کفار مکہ اور یہود یثرب اس کے ابتدائی ایام میں اپنے سر پھوڑ چکے تھے اور اگر کسی نے علمی میدان میں مناظرات و مناقشات کے ذریعہ اس سے پنجہ آزمائی کی کوشش کی تو اس کے نتیجہ میں اس کی حسرتوں کا خون ہونے سے نہ رہ سکا اور پھر اعدائے اسلام نے ترغیب و تحریص اور تہدید و تخویف کے حربے بھی آزما کے دیکھ لیے' لیکن نامرادیوں نے تب بھی دامن نہ چھوڑا اور اسلام اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ پھلتا پھولتا اور پھیلتا ہی چلا گیا ' راستے کی رکاوٹیں اور بیگانوں کی سختیاں اس کی جولانیوں میں مزاحم نہ

ہوسکیں اور پھر نا امیدیوں نے ڈیرے ڈال دیے اور وہ اسلام کو زک دینے' سیلاب نور کے سامنے بند باندھنے' سورج کی روشنی کو ڈھانپنے اور چھپانے سے مایوس ہوگئے۔ جزیرہ عرب کے مشرکوں' مصرو شام اور روم و یونان کے عیسائیوں اور قریظہ و خیبر کے یہودیوں نے اس کا خوب خوب تجربہ کیا اور پھر اس کو اپنے اپنے وقت میں ہندوؤں' بدھ مت کے پیروؤں' آتش پرستوں اور سکھوں نے بھی دہرا کر دیکھا اور سب نے دیکھ لیا کہ یہ وہ چٹان ہے جسے نہ صرف یہ کہ پاش پاش کرنا ناممکن ہے' بلکہ اسے چھیدنا بھی جوئے شیر لانے سے کم نہیں' ان تلخ و ترش تجربات سے دشمنان دین نے یہ سبق حاصل کیا کہ اسلام سے کھلے بندوں ٹکر لینا اپنی موت کو دعوت دینا ہے کہ اس سے مسلمانوں کے جذبات کو انگیخت ہوتی ہے اور ان کی غیرت وحمیت کو ٹھیس لگتی ہے' اس لیے انھوں نے طے کیا کہ آئندہ کبھی بھی اسلام اور مسلمانوں کو کھلے میدان میں دعوت مبارزت نہ دی جائے بلکہ ہمیشہ اسے مخفی سازش اور پوشیدہ چالوں سے زیر کرنے کی کوشش کی جائے' دھوکے اور منافقت کی تکنیک کو اپنایا جائے' اسلام کے نام لیواؤں میں سے اسلام ہی کے نام پر اسلام کی بیخ کنی کرنے والے تیار کیے جائیں اور اس طرح بتدریج اسلام کے افکار پر چھاپہ مارا جائے' اور اس کی حقیقی تعلیم کو مٹایا جائے اور بالآخر اس کے وجود کو ختم کر دیا جائے۔

اسی پلان (plan) اور تخطیط کے تحت قادیانیت کا وجود عمل میں لایا گیا' چنانچہ پہلے پہل یہ ایک اسلامی فرقے کی حیثیت سے لوگوں کے سامنے نمودار ہوئی اور بڑی چابک دستی اور ہوشیاری سے اپنے زہریلے افکار و خیالات کا مسلمانوں میں پرچار کرنے لگی کہ عام لوگوں کو اس کی اصلیت کا علم نہ ہوسکا' پھر آہستہ آہستہ اور باقاعدہ ترتیب کے ساتھ کچھ اندرون خانہ باتوں کو سامنے لایا گیا اور جب دیکھا کہ چند "بے وقوف" اور کچھ "غرض مند" اچھی طرح جال میں پھنس

گئے ہیں اور اب ان کے لیے فرار کا کوئی چارہ نہیں رہا تو اچانک اپنے اصلی خدوخال کے ساتھ ظاہر ہوگئی۔ بہت سے لوگ جو اس تحریک کے ساتھ ناواقفیت کی بناء پر وابستگی اختیار کیے ہوئے تھے اور جن کے سینے میں ہنوز ایمان کی کوئی کرن باقی تھی' اس تحریک کو ایک مستقل مذہب کی صورت میں ڈھلتے دیکھ کر اپنی نادانی پر پریشانی کا اظہار کر کے چھوڑ گئے اور بہت سے "جاہل" "فریب خوردہ" اور خود غرض" دین اسلام اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ توڑ کر قادیانیت اور متنبی ہندی سے رشتہ جوڑ بیٹھے۔

یہیں سے قادیانیوں نے اپنے ولی نعمت انگریز کے اشارے پر ان تمام مراحل کو اپنی تبلیغ اور پراپوگنڈے کی بنیاد بنا لیا' کہ پہلے پہل تو مرزا غلام احمد کو مجدد کہیں' پھر مسیح اور رسول اللہ اور آخر میں تمام انبیاء سے افضل و برتر نبی' تاکہ عام مسلمانوں کو فریب کا شکار بنایا جاسکے اور اسلام کے حقائق کو مسخ کیا جاسکے' اس لیے ضرورت تھی کہ ان کے اصل عقائد لوگوں کے سامنے رکھے جائیں' تاکہ ان پر ان کی حقیقت آشکارا ہو۔ چنانچہ ہم ان کے حقیقی معتقدات کو انھی کی کتابوں اور انھی کی عبارات میں پیش کر رہے ہیں۔ اس سے مسلمانوں کو اور بعض ناواقف قادیانیوں کو مرزائیت کی اصل صورت نظر آسکے گی اور انہیں علم ہوسکے گا کہ یہ لوگ کس قدر چلاک' منافق اور مفسد ہیں اور کس طرح یہ بے دریغ جھوٹ بول کر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ و باللہ التوفیق

بلا استثناء تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ خداوند تعالیٰ ہر قسم کے عیوب وانفعالات بشریہ سے پاک اور منزہ ہے' نہ اسے کسی نے جنم دیا ہے اور نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے اور نہ ہی کوئی اس کے مشابہ ہے۔ وہ تشبیہ و تجسیم سے مبرا ہے' اسی طرح ان کا عقیدہ ہے کہ محمد اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں، رسالتیں ان پر ختم ہو گئیں، وحی ان پر منقطع ہو گئی، ان کی کتاب آخری کتاب، ان کی امت آخری امت اور ان کا دین آخری دین ہے، اور جو کوئی بھی آپؐ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب اور مفتری ہو گا، کیونکہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین (۱)

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں"

اور باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا (۲)

آج میں نے مکمل کر دیا تمہارے لیے تمہارا دین (ناقص نہیں رکھا کہ اور کو بھیج کر اس کی تکمیل کروں) اور تم پر اپنی نعمتوں کو پورا کر دیا اور تمہارے دین اسلام کو پسند کر لیا (کہ اب کسی اور دین کی ضرورت نہیں رہی)۔

اور ناطق وحی نے فرمایا کہ:

مثلی و مثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ ترک منہ موضع لبنتہ، فطاف بہ النظار یتعجبون من حسن بنیانہ الا موضع تلک اللبنتہ، ختم بی البنیان و ختم بالرسل و فی روایتہ فانا اللبنتہ و انا خاتم النبیین (۳)

میری مثال اور انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسی ایک محل کی کہ اسے بڑا خوبصورت بنایا گیا ہے لیکن اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رکھی گئی ہو دیکھنے

۱۔ سورۃ الاحزاب ۴۰

۲۔ سورۃ المائدہ ۳

۳۔ بخاری و مسلم۔

والے اسے دیکھیں اور اس کی خوبصورتی و سجاوٹ کی توصیف و تعریف کریں، ماسوائے اس جگہ کے کہ جس میں ایک اینٹ لگنا باقی ہے۔ پس میرے ساتھ اس جگہ کو پر کردیا گیا اور اب اس محل میں کوئی جگہ باقی نہیں رہی۔ بناء میرے ساتھ مکمل کر دی گئی اور رسولوں کی ترسیل مجھ پر ختم کر دی گئی، اور دوسری روایت میں فرمایا، میں ہی وہ محل کی آخری اینٹ ہوں اور میں ہی خاتم النبیین ہوں۔اور آپ کی امت آخری امت ہے کیونکہ آپ نے فرمایا ہے:

انا اخر الانبیاء وانتم اخر الامم (۴)

میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔

نیز فرمایا:

لا نبی بعدی و لا امتہ بعد کم (۵)

میرے بعد کوئی نیا نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی نئی امت نہیں۔

اور ایک روایت میں فرمایا:

لا امت بعد امتی (۶)

میری امت کے بعد کوئی امت نہیں۔

اسی طرح امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا عقیدہ ہے کہ جہاد قیامت تک باقی رہے گا اور یہ عبادات میں سے افضل ترین عبادت اور حسنات میں سے اعلیٰ ترین نیکی ہے، نیز ان کا عقیدہ ہے کہ دنیا کا کوئی شہر اور کوئی بستی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد مکہ مکرمہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدفن مدینہ منورہ کے ہم پلہ نہیں اور دنیا کی کوئی مسجد، مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد

۳۔ بخاری و مسلم۔
۴۔ ابن ماجہ، صحیح ابن خزیمہ، مستدرک حاکم۔
۵۔ مسند احمد۔
۶۔ طبرانی و بیہقی۔

اقصیٰ کے ہم پایہ نہیں اور نہ ان سے منزلت و مرتبہ میں بڑھ سکتی ہے۔ یہ تو ہیں مسلمانوں کے عقائد! لیکن قادیانیوں کے عقائد یہ ہیں:

ذات خداوندی مرزائی عقائد کی رو سے

اللہ تعالیٰ روزہ رکھتا ہے اور نماز پڑھتا ہے' سوتا ہے اور جاگتا ہے' لکھتا ہے اور دستخط کرتا ہے' یاد رکھتا ہے اور بھول جاتا ہے' مجامعت کرتا ہے اور جنتا ہے۔ اس کا تجزیہ ہوسکتا ہے' اسے تشبیہ دی جاسکتی ہے اور اس کی تجسیم جائز ہے (العیاذ باللہ)

چنانچہ قادیانی نبی مرزا غلام احمد کہتا ہے' مجھ پر وحی نازل ہوئی:

قال لی اللہ انی اصلی واصوم واصحوا وانام (۷)

"مجھے اللہ نے کہا کہ میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور روزے بھی رکھتا ہوں جاگتا بھی ہوں اور سوتا بھی"

یہ ہے مرزائی عقیدہ اور قادیانی نبی کی وحی والہام' مگر وہ کلام حق جسے الہ الحق نے نبی برحق پر بذریعہ رسول امین نازل کیا وہ یوں ہے:

اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ و لا نوم لہ ما فی السموت وما فی الارض من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ یعلم ما بین اید یھم و ما خلفھم و لا یحیطون بشی من علمہ الا بما شاء وسع کرسیہ السموت و الارض و لا یودہ حفظھما و ھو العلی العظیم (۸)

اللہ وہ ہے جس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں وہ جو حی اور قیوم ہے۔ جو

۷۔ "البشریٰ' ج ۲' ص ۹۷' مرزائے قادیان کے عربی الہام کا مجموعہ مرتبہ منظور الٰہی قادیانی۔
۸۔ سورۃ البقرہ۔ آیت الکرسی

اونگھتا ہے اور نہ سوتا ہے۔ آسمان اور زمین جس کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ جس کے سامنے اس کی اجازت کے بغیر کسی کو سفارش کرنے کا اختیار حاصل نہیں۔ جس کا علم ہر چیز پر محیط ہے اور جس کے علم کا کوئی دوسرا احاطہ نہیں کر سکتا"

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ لا ینام و لا ینبغی لہ ان ینام (۹)

نہ خدا سوتا ہے' اور نہ ہی سونا اس کے لیے روا ہے۔

اسی طرح باری تعالیٰ اپنا وصف بیان فرماتے ہوئے کہتے ہیں:

قد احاط بکل شی علما (۱۰)

"میں ہر چیز کا علم رکھتا ہوں اور مجھ سے کوئی شے مخفی نہیں"

اور فرمایا:

ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو عالم الغیب و الشھادۃ (۱۱)

"اللہ وہی ہے جس کے علاوہ کوئی مالک و خالق نہیں جو پوشیدہ اور ظاہر دونوں قسم کی اشیاء کا علم رکھتا ہے"

اور فرشتوں کی زبانی کہا:

و ما نتنزل الا بامر ربک لہ ما بین ایدینا و ما خلفنا و ما بین ذالک و ما کان ربک نسیا (۱۲)

"کہ ہم تیرے رب کے علم کے بغیر آسمانوں سے نہیں اترتے کہ اس کے لیے ہے جو ہمارے آگے پیچھے اور اس کے درمیان ہے اور تیرا رب بھولنے والا نہیں"

۹۔ مسلم' ابن ماجہ' دارمی'

۱۰۔ التحریم: ۱۲۔

۱۱۔ الحشر: ۲۲۔

۱۲۔ مریم: ۶۴۔

اور بزبان موسیٰ علیہ السلام فرمایا:

لا یضل ربی و لا ینسی(۱۳)

نہ بھٹکتا ہے میرا رب اور نہ بھولتا ہے۔

لیکن قادیانی اس کے برعکس یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا غلطی بھی کرتا ہے اور صواب کو بھی پہنچتا ہے' اور یہ بدیہی بات ہے کہ غلطی جہل اور نسیان کے نتیجہ میں ہوتی ہے۔ اور اس کے معنی یہ ہوئے کہ پناہ بخدا باری تعالیٰ جاہل اور مبتلائے نسیان ہے۔

چنانچہ قادیانی کے اپنے عربی الفاظ ہیں:

قال اللہ انی مع الرسول اجیب اخطی واصیب انی مع الرسول محیط (۱۴)

"خدا نے کہا ہے کہ میں رسولؐ کی بات قبول کرتا ہوں' غلطی کرتا ہوں اور صواب کو پہنچتا ہوں۔ میں رسول کا احاطہ کیے ہوئے ہوں"

نیز گوہر افشاں ہے:

"ایک دفعہ میں نے کشف کی حالت میں خدا تعالیٰ کے سامنے بہت سے کاغذات رکھے' تاکہ وہ ان کی تصدیق کردے اور ان پر اپنے دستخط ثبت کردے۔ مطلب یہ تھا' کہ یہ سب باتیں جن کے ہونے کے لیے میں نے ارادہ کیا ہے ہو جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے سرخی کی سیاہی سے دستخط کردیے اور قلم کی نوک پر جو سرخی زیادہ تھی اس کو جھاڑا اور معاً جھاڑنے کے اس سرخی کے قطرے میرے کپڑوں اور عبداللہ (مرزا قادیانی کا ایک مرید) کے کپڑوں پر پڑے اور جب حالت کشف ختم ہوئی تو میں نے اپنے اور عبداللہ کے کپڑوں کو سرخی کے قطروں سے تر

۱۳۔ طہٰ: ۵۲

۱۴۔ البشریٰ' ج ۲' ص ۹۷

بہ تر دیکھا اور کوئی چیز ایسی ہمارے پاس موجود نہ تھی جس سے اس سرخی کے گرنے کا کوئی احتمال ہوتا' اور وہ وہی سرخی تھی جو خدا تعالیٰ نے اپنے قلم سے جھاڑی تھی' اب تک بعض کپڑے میاں عبداللہ کے پاس موجود ہیں جن پر وہ بہت سی سرخی پڑی تھی" (۱۵)

ایک اور مقام پر بھی قادیانی امت کا آقا و مولیٰ خالق و متعال کو' کہ وہ تشبیہ سے مبرا ہے' تیندوے سے مشابہت دیتے ہوئے ذات باری سے مذاق کرتا ہے:

"ہم تخیلی طور پر فرض کرسکتے ہیں کہ قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ' بے شمار پیر' اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لاانتہا عرض وطول رکھتا ہے۔ تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں' جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں اور کشش کا کام دے رہی ہیں" (۱۶)

اور اس طرح خداوند کریم کے اس قول کی تکذیب کی جاتی ہے

لیس کمثلہ شیء و ھو السمیع البصیر۔ (۱۷)

نہیں ہے اس طرح کا سا کوئی اور وہی ہے سننے والا دیکھنے والا۔

اور اس سے بھی بڑھ کر قادیانی' کتاب اللہ' سنت رسول اللہ اور تمام اسلامی ادیان کے بالکل برعکس یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں:

"اللہ مباشرت ومجامعت بھی کرتا ہے' اور وہ اولاد بھی جنتا ہے"

اور اس سے عجیب تر کہ:

"خدا نے ان ہی کے نبی مرزائے غلام سے مباشرت و مجامعت کی

۱۵۔ (تریاق القلوب ص ۳۴ و حقیقتہ الوحی ص ۲۵۵' مصنفہ مرزائے قادیانی)

۱۶۔ (توضیح المرام' ص ۷۵' مصنفہ مرزا غلام احمد)

۱۷۔ (الشوریٰ : ۱۱)

اور پھر نتیجتہ" پیدا بھی وہی ہوئے" یعنی:

۱۔ مرزا قادیانی ہی سے جماع کیا گیا'

۲۔ اور وہی حاملہ ٹھہرے'

۳۔ اور پھر خود ہی اس حمل کے نتیجہ میں پیدا بھی ہوئے"

اب ذرا قادیانیوں ہی کی زبان سے سنئے۔ قاضی یار محمد قادیانی رقمطراز ہے:

"حضرت مسیح موعود (مرزا) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی' کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا" (۱۸)

اور خود مرزائے قادیان کہتا ہے:

"مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔ اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں' بذریعہ اس الہام کے مجھے مریم سے عیسیٰ بنادیا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔" (۱۹)

اور پھر:

"اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں میرا نام ہی وہ مریمؑ رکھا جو عیسیٰ کے ساتھ حاملہ ہوئی اور میں ہی اس فرمان باری کا مصداق ہوں۔

و مریم ابنتہ عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا

میرے علاوہ کسی اور نے اس بات کا دعویٰ(۲۰) نہیں کیا۔" (۲۱)

۱۸۔ "اسلامی قربانی" ص ۳۴' مصنفہ قاضی یار محمد قادیانی۔

۱۹۔ "کشتی نوح" ص ۴۷' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

۲۰۔ ایسا احمقانہ دعویٰ اور کر بھی کون سکتا تھا؟

۲۱۔ حاشیہ "حقیقتہ الوحی" ص ۳۳۷' مصنفہ مرزا غلام احمد۔

اور اسی بناء پر قادیانی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ:

"غلام احمد خدا کے بیٹے ہیں' بلکہ عین خدا ہی ہیں۔"

چنانچہ متنبی قادیان کہتے ہیں کہ مجھے خدا نے کہا ہے:

انت من ماءنا وھم من فشل۔ (۲۲)

تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ لوگ بزدلی سے۔

اور اللہ نے مجھے یہ کہہ کر مخاطب کیا ہے:

اسمع یا ولدی (۲۳)

سن اے میرے بیٹے۔

اور فرمایا:

یا شمس یا قمر انت منی وانامنک۔ (۲۴)

اے سورج اے چاند! تو مجھ سے ہے' میں تجھ سے۔

اور خدا نے فرمایا کہ:

"میں تیری حفاظت کروں گا' خدا تیرے اندر اتر آیا' تو مجھ میں اور تمام مخلوقات میں واسطہ ہے" (۲۵)

اور ایک مقام پر تو یہاں تک کہہ دیتا ہے:

"میں نے خواب میں دیکھا' کہ میں خدا ہوں' میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں" (۲۶)

اور:

۲۲۔ "انجام آتھم" ص ۵۵' مصنفہ مرزا قادیانی

۲۳۔ "البشریٰ" جلد ا' ص ۴۹۔

۲۴۔ "حقیقتہ الوحی" ص ۷۳۔

۲۵۔ "کتاب البریتہ" ص ۷۵۔

۲۶۔ "آئینہ کمالات اسلام" ص ۵۶۴' مصنفہ مرزا قادیانی۔

انت منی بمنزلتہ بروزی۔ (۲۷)

تو مجھ سے ایسا ہی ہے جیسا کہ میں ہی ظاہر ہو گیا' یعنی تیرا ظہور بعینہ میرا ظہور ہو گیا۔

یہ ہیں' خدائے ذوالجلال کے بارہ میں قادیانی عقائد۔

سبحانہ وتعالی عما یصفون۔ (۲۸)

"اللہ ان صفات سے منزہ اور پاک ہے جن سے وہ متصف کرتے ہیں"

درآں حالیکہ باری تعالی نے اپنے کلام میں صراحتاً ان عقائد باطلہ کی تردید کر دی ہے' ارشاد خداوندی ہے

قل ھو اللہ احد ○ اللہ الصمد ○ لم یلد و لم یولد ○ و لم یکن لہ کفوا احد ○ (۲۹)

"تو کہہ دے کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے' نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ اسے کسی نے جنا' اور جس کے جوڑ کا کوئی نہیں"

اور فرمایا:

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم (۳۰)

تحقیق وہ لوگ کافر ہوئے جنھوں نے مسیح ابن مریم کو خدا کہا۔

اور فرمایا:

یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم و لا تقولوا علی اللہ الا الحق۔ انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ و کلمتہ القھا الی مریم

۲۷۔ وحی مقدس' ص ۵۴۵۔

۲۸۔ سورۃ انعام۔

۲۹۔ سورۃ اخلاص

۳۰۔ سورۃ المائدہ: ۱۷۸

و روح منہ فامنوا باللہ و رسلہ و لا تقولوا ثلثہ انتھوا خیرا لکم انما اللہ الہ واحد سبحنہ ان یکون لہ ولد لہ ما فی السموت و ما فی الارض و کفی باللہ وکیلا ۔ (۳۱)

اے کتاب والو! اپنے دین میں مبالغہ نہ کرو اور اللہ کے بارے میں سچی بات کے علاوہ اور کچھ مت کہو' نہیں ہیں مسیح ابن مریم مگر اللہ کے رسول کے اور اس کے کلام' جس کو مریم کی طرف ڈالا اور روح اس کے ہاں کی' سو اللہ کو مانو اور اس کے رسولوں کو اور یہ نہ کہو کہ خدا تین ہیں ' اس بات کو کہنے سے رک جاؤ اس میں تمہاری بہتری ہے۔ خدا صرف ایک ہی ہے ' اس کو لائق نہیں کہ اس کی اولاد ہو' زمینوں اور آسمانوں میں جو کچھ ہے' اسی کا ہے اور کافی ہے اللہ کارساز۔

نیز ارشاد فرمایا:

قالت الیھود عزیر ابن اللہ و قالت النصاری المسیح ابن اللہ ذلک قولھم بافواھھم یضاھئون قول الذین کفروا من قبل قاتلھم اللہ انی یوفکون۔ (۳۲)

یہودیوں نے کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیحؑ اللہ کا بیٹا ہے ان کے اپنے منہ کی باتیں ہیں (حقیقت سے جن کا کوئی تعلق نہیں) جیسے پہلے کافروں کی ریس میں کہہ رہے ہیں۔ خدا کی مار ہو ان پر۔ یہ کہاں بھٹکے پھر رہے ہیں۔

ہم بھی قادیانیوں کو ان عقائد پر اس کے سوا کچھ نہیں کہتے:

قاتلھم اللہ انی یوفکون

۳۱۔ نساء: ۱۷۱

۳۲۔ سورۃ التوبہ: ۲۰۔

ختم نبوت

دوسرا بنیادی عقیدہ جو مسلمانوں سے انہیں نمایاں طور پر الگ امت قرار دیتا ہے' وہ عقیدہ ختم نبوت ہے۔ مرزائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ:

نبوت محمد عربی علیہ الصلوۃ والسلام پر ختم نہیں ہوئی' بلکہ آپ کے بعد بھی جاری ہے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد کا بیٹا اور خلیفہ ثانی میاں محمود احمد رقمطراز ہے:

ہمارا یہ بھی یقین ہے کہ اس امت کی اصلاح اور درستی کے لیے ہر ضرورت کے موقع پر اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء بھیجتا رہے گا (۳۳)

اور:

"انھوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا کے خزانے ختم ہوگئے۔ ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر کو ہی نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے' ورنہ ایک نبی تو کیا میں کہتا ہوں ہزار نبی ہوں گے۔" (۳۴)

نیز اس سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ کیا آئندہ بھی نبی آتے رہیں گے تو جواب میں کہا:

"ہاں قیامت تک رسول آتے رہیں گے ' اگر یہ خیال ہے کہ دنیا میں خرابی پیدا ہوتی رہے گی تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ رسول بھی آتے رہیں گے۔" (۳۵)

۳۳۔ "الفضل قادیان" ۱۴' ۱۹۲۵ء

۳۴۔ "الفضل" قادیان ۱۴' مئی ۱۹۲۵ء

۳۵۔ "انوار خلافت" ص ۶۲' مصنفہ مرزا محمود احمد' "الفضل" ۷'۲۔ فروری ۱۹۲۷ء

حالانکہ اس کج فہم کو یہ بھی علم نہ ہوسکا کہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام بیماریوں کی نشاندہی فرما کر ان کا علاج تجویز کر دیا ہے' اس لیے اب کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں' کہ وہ آئے اور امراض کی تشخیص و علاج کرے۔

"آپؐ کے اس فرمان گرامی کا بھی یہی معنی ہے

کانت بنو اسرائیل تسوسہم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی اخر وانہ لا نبی بعدی و سیکون الخلفاء فیکثرون۔ (۳۶)

"کہ بنی اسرائیل کی نگہداشت انبیاء کی ذمہ داری تھی' جب بھی ایک نبی رخصت ہوتا' دوسرا اس کی جگہ لے لیتا' لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ البتہ میرے نائبین کثرت سے ہوں گے"

یعنی یہ ذمہ داری کہ ہر دور میں اسلام کی نشرواشاعت اور دین حنیف کی سربلندی کے لیے کام کیا جائے اور قوم کو ان غلطیوں پر ٹوکا جائے جن پر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے نکیر فرمائی ہے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نائبین پر عائد ہوتی ہے' اور آپ کے حقیقی نائبین علماء ہیں جیسا کہ بخاری شریف میں ہے' آپ نے فرمایا:

ان العلماء ورثۃ الانبیاء (۳۷)

علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

اور رب کریم نے بھی کلام حکیم میں اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

فلولا نفر من کل فرقتہ منہم لیتفقھوا فی الدین و لینذروا قومھم اذ ا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون (۳۸)

۳۶۔ بخاری' مسلم' ابن ماجہ' احمد

۳۷۔ بخاری' ترمذی۔ ۳۸۔ سورۃ توبہ یت ۱۲۲

اور کیوں نہ نکلے ہر فرقہ میں سے ان کا ایک حصہ' تا سمجھ پیدا کریں دین میں اور تا خبر پہنچا دیں اپنی قوم کو جب پھر آویں ان کی طرف' شاید وہ بچتے رہیں۔
(ترجمہ شاہ عبدالقادر)

اور حقیقت یہ ہے کہ مرزائیوں نے اس نظریئے کو کہ:

"جب تک فساد باقی ہے نبی کی ضرورت باقی ہے"

صرف مرزا غلام احمد کی نبوت کے اثبات کے لیے فروغ دیا ہے وگرنہ وہ کونسا فساد ہے جس کی مرزا غلام احمد نے اصلاح کی ہے' جب کہ وہ خود سرچشمہ فساد اور منبع شر ہے۔ اور یہ نہیں کہ اس عقیدہ کی اختراع مرزائیوں کے سر ہے خود مرزا غلام احمد کا یہ نظریہ نہ تھا' بلکہ وہ بھی یہی کہتا ہے کہ:

"انعام خداوندی ہے کہ انبیاء آتے رہیں اور ان کا سلسلہ منقطع نہ ہو۔ اور یہ اللہ کا قانون ہے' جسے تم توڑ نہیں سکتے۔" (۳۹)

اور پھر جب باب نبوت (اگرچہ نبوت کاذبہ ہی سہی) کھل گیا تو اس میں سب سے پہلے داخل ہونے والا خود مرزا غلام احمد ہی تھا' اسی لیے مرزائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد نہ صرف نبی اللہ اور رسول اللہ ہے' بلکہ تمام انبیاء و مرسلین سے افضل و اعلیٰ بھی ہے اور فخر الاولین والاخرین کے لقب سے ملقب بھی ہے۔ چنانچہ خود قادیانی اپنے اوصاف بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اسی نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔" (۴۰)

۳۹۔ ملخص از لیکچر سیالکوٹ' ص ۲۲۔
۴۰۔ تتمہ حقیقتہ الوحی' ص ۶۸' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی

نیز:

"سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا اور خدا تعالیٰ بہرحال جب تک طاعون دنیا میں رہے گا' گو ستر سال تک رہے قادیان کو اس خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا (۴۱) کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے' اور یہ تمام امتوں کے لیے نشان ہے (۴۲) اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں' اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔" (۴۳)

اور مرزائی جریدے "الفضل" میں تو صاف طور پر لکھ دیا گیا:

"حضرت مسیح موعود "مرزا غلام احمد" من حیث النبوت ان ہی معنوں میں نبی اللہ اور رسول اللہ تھے' جن معنوں میں آیات سے دیگر انبیاء سابقین مراد لیے جاتے ہیں۔" (۴۴)

۴۱۔ قادیان کو طاعون نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ باوجود یکہ ملک کے دوسرے حصے اس وبا سے محفوظ رہے اور اس طرح رب قدس نے قادیان کی خانہ ساز نبوت کے تاروپود بکھیر کر رکھ دیئے چنانچہ خود غلام احمد اپنے داماد کے نام اس خط میں اس بات کا اعتراف و اقرار کرتا ہے کہ "اس جگہ طاعون سخت تیزی پر ہے' ایک طرف انسان بخار میں مبتلا ہوتا ہے' اور صرف چند گھنٹوں میں مرجاتا ہے (مکتوب مرزا غلام احمد بنام نواب محمد علی مندرجہ مکتوبات احمدیہ' ج ۵' ص ۱۱۲) اور پھر طاعون صرف قادیان تک محدود ہی رہی' بلکہ خود مرزا غلام احمد کا گھر بھی اس سے نہ بچ سکا۔ چنانچہ محمد علی کے نام لکھتا ہے "بڑی غوثان کو تپ ہوگیا تھا' اس کو گھر سے نکال دیا ہے۔ اور ماسٹر محمد دین کو تپ ہوگیا اور گلٹی بھی نکل آئی' اس کو بھی باہر نکال دیا۔ آج ہمارے گھر میں ایک مہمان عورت کو جو دہلی سے آئی تھی' بخار ہوگیا۔ (مکتوبات احمدیہ' ج ۵' ص ۱۱۵)

۴۲۔ "دافع البلاء" ص ۱۰' ۱۱ مصنفہ غلام احمد ۴۳۔ "چشمہ معرفت" ص ۳۱۷' للغلام القادیانی ۴۴۔ اخبار "الفضل" قادیان' مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۱۴ء

اور اسی اخبار میں مسلمانوں کے نام ایک اپیل بھی شائع ہوئی:

اے مسلمان کہلانے والو! اگر تم واقعی اسلام کا بول بالا چاہتے اور باقی دنیا کو اپنی طرف بلاتے ہو تو پہلے خود سچے اسلام کی طرف آجاؤ جو مسیح موعود (مرزا غلام احمد) میں ہو کر ملتا ہے۔ اسی کے طفیل آج بر و تقویٰ کی راہیں کھلتی ہیں' اسی کی پیروی سے انسان فلاح و نجات کی منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہے۔ وہ (غلام) وہی فخر اولین و آخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمتہ للعالمین بن کر آیا تھا۔" (۴۵)

نعوذ باللہ من ذلک"

اور مرزا غلام احمد کا بڑا فرزند اور مرزائیوں کا راہنما مرزا بشیر احمد "کلمتہ الفضل" میں لکھتا ہے:

"غرضیکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ مسیح موعود (غلام قادیان) اللہ تعالیٰ کا ایک رسول اور نبی تھا جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ کے نام سے پکارا اور وہی نبی تھا جسے خود اللہ تعالیٰ اپنی وحی میں "یا یھا النبی" کے الفاظ سے مخاطب کیا۔" (۴۶)

اور میں نے ایک مستقل مقالہ میں مرزائی تحریروں سے یہ ثابت کیا ہے کہ مرزائیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد تمام انبیاء و رسل بشمول سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل و اعلیٰ ہے۔ یہاں ہم صرف دو حوالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ متنبی قادیان بنفسہ لکھتا ہے:

واتانی مالم یوت احد من العالمین (۴۷)

۴۵۔ اخبار "الفضل" قادیان ۲۶ ستمبر ۱۹۱۷ء

۴۶۔ "کلمتہ الفضل" مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز' قادیان' ص ۱۱۴' ج ۱۴

۴۷۔ "ضمیمہ حقیقتہ الوحی" ص ۸۴ غلام قادیانی۔

کہ مجھ کو وہ چیز دی گئی ہے کہ دنیا و آخرت میں کسی ایک شخص کو بھی نہیں دی گئی"

اور:

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے	من بعرفان نہ کمترز کسے
آنچہ داداست ہر نبی راجام	داد آں جام رامرا بہ تمام
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین	ہر کہ گوید دروغ ہست لعین (۴۸)

نزول جبریلؑ

وہ عقائد جو مرزائیوں کو مسلمانوں سے الگ اور جدا کرتے ہیں' ان میں سے تیسرا عقیدہ مرزا غلام احمد پر جبریل امین علیہ السلام کے نزول کا بھی ہے' کیونکہ تمام مسلمانوں کا بالاتفاق یہ عقیدہ ہے کہ سرور کائنات علیہ السلام کے ملاء اعلیٰ کے پاس منتقل ہو جانے کے بعد جبریلؑ امین کسی کے لیے وحی لے کر نازل نہیں ہوئے اور نہ ہوں گے۔ ادھر مرزائیوں کا دوسرا خلیفہ اور مرزا غلام احمد کا فرزند مرزا محمود کہتا ہے:

"میری عمر جب نو یا دس برس کی تھی' میں اور ایک اور طالب علم ہمارے گھر میں کھیل رہے تھے۔ وہیں ایک الماری میں ایک کتاب پڑی تھی جس پر نیلا جزدان تھا' وہ ہمارے دادا صاحب کے وقت کی تھی۔ نئے نئے ہم پڑھنے لگے تھے' اس کتاب کو جو کھولا تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ اب جبریل نازل نہیں ہوتا' میں نے کہا' یہ غلط ہے' میرے ابا پر تو نازل ہوتا ہے' مگر اس لڑکے نے کہا کہ جبریل نہیں آتا' کیونکہ

۴۸۔ "درثمین" غلام احمد قادیانی۔

اس کتاب میں لکھا ہے' ہم میں بحث ہوگئی۔ آخر ہم دونوں مرزا صاحب کے پاس گئے ' اور دونوں نے اپنا اپنا بیان پیش کیا' آپ نے فرمایا' کتاب میں غلط لکھا ہے ' جبریل اب بھی آتا ہے (۴۹)

اور خود مرزا غلام احمد رقمطراز ہے:

"آمد نزد من جبریل علیہ السلام و مرا برگزید و گردش داد انگشت خود مراد اشارہ کرد خدا ترا از دشمنان نگہ خواہد داشت۔" (۵۰)

یعنی میرے پاس جبرائیل آیا اور اس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آگیا' پس مبارک وہ جو اس کو پاوے اور دیکھے (۵۱)

اور مرزائی صرف یہی عقیدہ نہیں رکھتے کہ جبریل امین علیہ السلام مرزا غلام احمد پر نازل ہوتے تھے' بلکہ ان کا نظریہ یہ بھی ہے کہ وہ وحی یا کلام ربانی لے کر نازل ہوتے۔ بالکل اسی طرح کی وحی اور اسی طرح کا کلام جس طرح کا سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا کرتا تھا' اس لیے غلام قادیان پر نازل شدہ وحی کو ماننا بھی اسی طرح ضروری اور لازمی ہے جس طرح قرآن حکیم ماننا ضروری تھا' چنانچہ مرزائی قاضی یوسف قادیانی لکھتا ہے:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد) اپنی وحی ' اپنی جماعت کو سنانے پر مامور ہیں۔ جماعت احمدیہ کو اس وحی اللہ پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا فرض ہے' کیونکہ وحی اللہ اسی غرض کے واسطے سنائی جاتی ہے' ورنہ اس کا سنانا اور پہنچانا ہی بے سود اور لغو فعل ہوگا' جبکہ اس پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا مقصود بالذات نہ ہو۔

۴۹۔ "الفضل" قادیان' مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۲ء

۵۰۔ "مواہب الرحمٰن" ص ۴۳' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

۵۱۔ " حقیقتہ الوحی" ص ۱۰۳' مصنفہ مرزا غلام احمد۔

یہ شان بھی صرف انبیاء کو حاصل ہے کہ ان کی وحی پر ایمان لایا جاوے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قرآن شریف میں یہی حکم ملا اور ان ہی الفاظ میں ملا اور بعدہ حضرت احمد (مرزا غلام احمد) علیہ الصلوۃ والسلام کو ملا۔ پس یہ امر بھی آپ (مرزا غلام احمد) کی نبوت کی دلیل ہے۔" (۵۲)

اور خود غلام قادیان کہتا ہے:

"میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں ' میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں' جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں' اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے' خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔" (۵۳)

نیز:

"مجھے اپنی وحی پر ویسا ہی ایمان ہے ' جیسا کہ تورات اور انجیل اور قرآن حکیم پر۔" (۵۴)

اور مرزائیوں کا نامور مبلغ جلال الدین شمس مرزا غلام احمد کے دعاوی واقاویل کا ذکر کرنے کے بعد لکھتا ہے:

"ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام' اپنے الہامات کو کلام الٰہی قرار دیتے ہیں اور ان کا مرتبہ بلحاظ کلام الٰہی ہونے کے ایسا ہی ہے' جیسا کہ قرآن مجید' تورات اور انجیل کا۔" (۵۵)

۵۲۔ النبوۃ فی الالہام" ص ۲۸' قاضی محمد یوسف قادیانی۔
۵۳۔ "حقیقۃ الوحی" ص ۲۱۱' مصنفہ مرزا غلام احمد۔
۵۴۔ "تبلیغ رسالت" ج ٦' ص ۶۴' مصنفہ غلام احمد
۵۵۔ "منکرین صداقت کا انجام" ص ۴۹' مصنفہ جلال الدین شمس۔

اور چونکہ مرزائی مرزا غلام احمد کے ہفوات کو کلام الٰہی کا درجہ دیتے اور قرآن حکیم کے مماثل قرار دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے انھوں نے اس نظریہ کو عقائد اساسی میں داخل کرلیا ہے کہ ہر وہ حدیث رسول ہاشمی علیہ السلام جو مرزا غلام احمد کے مخالف ہو مردود اور غیر صحیح ہے، اگرچہ وہ بالذات صحیح ہی کیوں نہ ہو اور اس کے برعکس اگر کسی موضوع حدیث سے بھی مرزا غلام احمد کے کسی قول کی تصدیق ہوتی ہو تو وہ حدیث صحیح اور مقبول قرار پائے گی۔ چنانچہ مرزا محمود گوہر افشاں ہے:

"مسیح موعود (مرزا غلام احمد) سے جو باتیں ہم نے سنی ہیں وہ حدیث روایت سے معتبر ہیں۔ کیونکہ حدیث ہم نے آنحضرت کے منہ سے نہیں سنی۔ پس سچی حدیث اور مسیح موعود کا قول مخالف نہیں ہوسکتے۔" (۵۶)

اور انہی کے اخبار "الفضل" کے ۲۹۔اپریل ۱۹۱۵ء کے شمارہ میں یہ بھی شائع ہوا، کہ:

ایک شخص نے نہایت گستاخی اور بے ادبی سے لکھا ہے کہ احادیث، جنھیں ہم نے اپنے محدود ناقص علم سے صحیح سمجھا ہے، ان کے مقابلہ میں مسیح موعود (غلام قادیانی) کی وحی رد کردینے کے قائل ہے، اس نادان نے اتنا بھی نہیں سوچا، کہ اس طرح تو اسے مسیح موعود کے دعاوی صادقہ سے بھی انکار کرنا پڑے گا۔ وہ احادیث جن سے آپ کا دعویٰ ثابت ہوتا ہے۔ یہ سب محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں، مگر خدا کے مامور نے جب اپنے دعوے کا صدق الہامات کے ذریعے، پیش گوئیوں اور دیگر نشانات سے ثابت کردیا تو پھر ہم نے آپ

۵۶۔ اخبار "الفضل" قادیان مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۱۵ء

کو عدل و حکم مان لیا اور جس حدیث کو آپ (مرزا غلام احمد) نے صحیح کہا وہ ہم نے صحیح سمجھی اور جسے آپ نے متشابہ قرار دیا اسے ہم نے حکم کے تابع کرلیا اور جس حدیث کے بارے میں فرمایا یہ چھوڑ دینے کے قابل ہے وہ چھوڑی' کیونکہ حدیث تو راویوں کے ذریعے ہم تک پہنچی اور ہم کو معلوم نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درحقیقت کیا فرمایا مگر خدا کا زندہ رسول (غلام قادیانی) جو ہم میں موجود تھا' اس نے خدا سے یقینی علم پاکر امرحق پر اطلاع دی اور جب وہ اتباع کامل نبوی سے نبی ہوا تو ہم نے مان لیا کہ آپ کے قول و فعل کے خلاف اگر کوئی حدیث بیان کی جائے تو ہم اسے قابل تاویل سمجھیں گے' اس لیے کہ جو باتیں ہم نے مسیح موعود (غلام احمد) سے سنیں' وہ اس راوی کی روایت سے زیادہ معتبر ہیں جسے حدیث نبی بتایا جاتا ہے" (۵۷)

اور مرزا کے دوسرے خلیفہ اور غلام احمد کے فرزند مرزا محمود نے تو قادیان میں خطبہ جمعہ دیتے ہوئے واشگاف الفاظ میں یہاں تک کہہ دیا:

پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جب کوئی نبی آجائے تو پہلے نبی کا علم بھی اس کے ذریعہ ملتا ہے' یوں اپنے طور پر نہیں مل سکتا اور ہر بعد میں آنے والا نبی پہلے نبی کے لیے بمنزلہ سوراخ کے ہوتا ہے۔ پہلے نبی کے آگے دیوار کھینچ دی جاتی ہے اور کچھ نظر نہیں آتا سوائے آنے والے نبی کے ذریعہ دیکھنے کے' یہی وجہ ہے کہ اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو حضرت مسیح موعود (غلام قادیانی) نے پیش کیا' اور کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں نظر آئے اور کوئی نبی نہیں سوائے اس کے جو

۵۷۔ اخبار "الفضل" قادیان ۲۹۔ اپریل ۱۹۱۵ء

حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اسی ذریعہ سے نظر آئے گا کہ حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دیکھا جائے، اگر کوئی چاہے کہ آپ سے علیحدہ ہو کر کچھ دیکھ سکے تو اسے کچھ نظر نہ آئے گا ایسی صورت میں اگر کوئی قرآن کو بھی دیکھے گا تو وہ اس کے لیے **یھدی من یشاء** والا قرآن نہ ہوگا، بلکہ **یضل من یشاء** والا قرآن ہوگا۔

اسی طرح اگر حدیثوں کو اپنے طور پر پڑھیں گے تو وہ مداری کے پٹارے سے زیادہ وقعت نہیں رکھیں گی۔ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے، حدیثوں کی کتابوں کی مثال تو مداری کے پٹارے کی ہے، جس طرح مداری جو چاہتا ہے اس میں سے نکال لیتا ہے تو اس طرح ان سے جو چاہو نکال لو۔" (۵۸)

۵۸۔ خطبہ جمعہ مرزا محمود مندرجہ الفضل، مورخہ ۱۵۔ جولائی ۱۹۲۴ء

قرآن مجید اور امت مستقلہ

ان مرزائی عقائد کے بیان سے مقصود اس بات کو آشکار کرنا ہے کہ ان کا اور ان کے عقائد کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ بہت سے جدید تعلیم یافتہ حضرات اور بے خبر لوگ حتیٰ کہ بعض مرزائی بھی اس بات سے لاعلم ہیں کہ مرزائی معتقدات اور اسلامی عقائد میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور ان کے درمیان کوئی قدر مشترک نہیں' بہرحال اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ دین اسلام ایک کامل اور مکمل ضابطہ حیات ہے اور قرآن پاک اس ضابطہ حیات اور دین کا اکمل مجموعہ ہے اور جس طرح اسلام کے بعد کسی اور دین کی ضرورت باقی نہیں رہتی اسی طرح قرآن مجید کے بعد کسی اور کتاب کی حاجت نہیں۔ یہ وہ آخری کتاب ہدایت ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے آسمانوں سے بنی نوع انسان کے لیے نازل کی ہے۔

اس کے برعکس مرزائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ غلام احمد پر اسی طرح کتاب نازل ہوئی جس طرح اولی العزم رسولوں پر نازل ہوتی رہی' بلکہ جو کچھ غلام قادیانی پر نازل ہوا وہ اکثر انبیاء پر نازل شدہ کتب اور صحیفوں سے زیادہ ہے' اور ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کتاب کی تلاوت اسی طرح ضروری ہے جیسے پہلے آسمانی کتابوں کی تلاوت لازمی اور ضروری تھی اور جس طرح کہ تمام سماوی کتب کے مخصوص نام ہیں مثلاً تورات' زبور' انجیل' اور قرآن' اسی طرح غلام قادیان پر اترنے والی کتاب کا بھی ایک مخصوص نام ہے اور وہ ہے "کتاب مبین" اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ قرآن قادیانی' قرآن مجید کی طرح ہی آیات پر مشتمل ہے اور اس کے بیس پارے یا اجزاء ہیں' چنانچہ مرزائی پرچہ "الفضل" اسی بارہ میں رقمطراز ہے کہ:

"ان (مرزا غلام احمد) کا نزول الیہ من ربہ بہ برکت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم و قرآن شریف اس قدر زیادہ ہے کہ کسی نبی کے ماانزل الیہ سے کم نہیں بلکہ اکثروں سے زیادہ ہوگا۔ (۵۹)

اور قاضی محمد یوسف قادیانی لکھتا ہے:

"خدا تعالٰی نے حضرت احمد علیہ السلام (غلام قادیان) کے بہیئت مجموعی الہامات کو "**الکتاب المبین**" فرمایا ہے اور جدا جدا الہامات کو آیات سے موسوم کیا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کو یہ الہام متعدد دفعہ ہوا ہے۔ پس آپ کی وحی بھی جدا جدا آیت کہلا سکتی ہےجب کہ خدا تعالٰی نے ان کو ایسا نام دیا ہے اور مجموعہ الہامات کو **الکتاب المبین** کہہ سکتے ہیں۔ پس جس شخص یا اشخاص کے نزدیک نبی اور رسول کے واسطے کتاب لانا ضروری شرط ہے خواہ وہ کتاب شریعت کاملہ ہو یا کتابالمبشرات والمنذرات ہو تو ان کو واضح ہو کہ ان کی اس شرط کو بھی خدا نے پورا کردیا ہے' اور حضرت "غلام قادیانی" صاحب کے مجموعہ الہامات کو جو مبشرات اور منذرات ہیں "**الکتاب المبین**" کے نام سے موسوم کیا ہے' پس آپ اس پہلو سے بھی نبی ثابت ہیں **ولو کرہ الکافرون** (اگرچہ کافر اسے ناپسند ہی کریں) (۶۰)

اور خلیفہ قادیانی مرزا محمود نے عید کا خطبہ دیتے ہوئے کہا:

"حقیقی عید ہمارے لیے ہے مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ اس الہٰی کلام کو پڑھا جائے اور سمجھا جائے جو حضرت مسیح موعود (غلام قادیانی) پر اترا۔ بہت کم لوگ ہیں جو اس کلام کو پڑھتے اور اس کا دودھ پیتے

۵۹۔ "الفضل" قادیان مورخہ ۱۵۔ فروری ۱۹۱۹ء

۶۰۔ "النبوۃ فی الالہام" ص ۴۳' ۴۴' مصنفہ قاضی محمد یوسف قادیانی

ہیں۔ وہ سرور اور لذت جو حضرت مسیح موعود (مرزا) کے الہاموں کو پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے کسی اور کتاب کو پڑھنے سے نہیں ہوسکتی۔ جو ان الہاموں کو پڑھے گا وہ کبھی مایوسی اور ناامیدی میں نہ گرے گا' مگر جو پڑھتا نہیں یا پڑھ کر بھول جاتا ہے' خطرہ ہے کہ اس کا یقین اور امید جاتی رہے۔ وہ مصیبتوں اور تکلیفوں سے گھبرا جائے گا' کیونکہ وہ سرچشمہ امید سے دور ہوگیا۔ پس حقیقی عید سے فائدہ اٹھانے کے لیے ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود (غلام قادیانی) کے الہامات پڑھے"(۶۱)

اور خود مرزا قادیانی اپنی وحی کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے:

"اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے' کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا" (۶۲)

اور اسی بناء پر مرزائی یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ ان کا ایک الگ اور مستقل دین ہے' اور ان کی شریعت' شریعت مستقلہ ہے۔ نیز غلام احمد کے ساتھی صحابہ کی مانند ہیں اور اس کی امت ایک نئی امت ہے' چنانچہ مرزائی اخبار "الفضل" نے ایک بڑا مفصل مقالہ شائع کیا' جس میں تھا کہ:

"اللہ تعالیٰ نے اس آخری صداقت کو قادیان کے ویرانہ میں نمودار کیا اور حضرت مسیح موعود (غلام قادیانی) کو جو فارسی النسل ہیں اس اہم کام کے لیے منتخب فرمایا اور فرمایا میں تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچادوں گا۔ اور حملہ آوروں سے تیری تائید کروں گا اور جو دین تو لے کر آیا ہے اسے تمام دیگر ادیان پر بذریعہ دلائل و براہین غالب کروں گا اور اس کا غلبہ دنیا کے آخر تک قائم رکھوں گا۔" (۶۳)

۶۱۔ "الفضل" ۳۔ اپریل ۱۹۲۸ء ۶۲۔ "حقیقۃ الوحی" ص ۳۹۱' مصنفہ غلام قادیانی ۶۳۔ "الفضل" ۳ فروری ۱۹۳۵ء

اور اسی اخبار نے شائع کیا

"پس ہر احمدی کو جس نے احمدیت کی حالت میں حضور (غلام قادیانی) کو دیکھا یا حضور نے اسے دیکھا' صحابی کہا جائے۔" (۶۴)

اسی طرح خود مرزا غلام احمد نے اپنے بارہ میں لکھا کہ:

"جو میری جماعت میں داخل ہوا وہ درحقیقت سیدالمرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا ہے۔" (۶۵)

اس پر مرزائی اخبار "الفضل" حاشیہ آرائی کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"مرزا غلام احمد کی جماعت حقیقت میں صحابہ کی جماعت ہے' جس طرح صحابہ حضور کے فیوض سے متمتع ہوتے تھے' اسی طرح مرزا غلام احمد کی جماعت ان کے فیوض سے متمتع ہوتی ہے" (۶۶)

اور مرزا محمود احمد خلیفہ قادیانی نے اپنی جماعت کو ایسے افراد کی ملاقات پر انگیخت کرتے ہوئے کہا:

"پھر حضرت مسیح موعود (مرزا غلام قادیانی) کے صحابہ سے ملنا چاہئے۔ کئی ایسے ہوں گے جو پھٹے پرانے کپڑوں میں ہوں گے اور ان کے پاس سے کہنی مار کر لوگ گزر جاتے ہوں گے' مگر وہ ان میں سے ہیں جن کی تعریف خود اللہ تعالیٰ نے کی' ان سے خاص طور پر ملنا چاہیے۔" (۶۷)

رہی بات امت کی تو خود مرزا غلام احمد اپنی امت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

"میری امت کے دو حصے ہوں گے' ایک وہ جو مسیحیت کا رنگ اختیار کریں گے اور یہ تباہ ہو جائیں گے اور دوسرے وہ جو مہدویت کا رنگ

۶۴۔ "الفضل" ۱۳۔ ستمبر ۱۹۳۶ء

۶۵۔ "خطبہ الہامیہ" ص ۱۷۱' مصنفہ غلام احمد قادیانی

۶۶۔ "الفضل" یکم جنوری ۱۹۱۴ء

اختیار کریں گے۔" (۶۸)

اور اسی طرح وہ خود بھی اپنی الگ شریعت کا اقرار کرتا ہے:

"یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے، جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہوگیا۔

اور میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی، اوراگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ان ھذا لفی الصحف الاولی صحف ابراھیم و موسی

یعنی قرآنی تعلیم تورات میں بھی موجود ہے۔" (۶۹)

پچھلی تحریرات سے اس بات کو تو آپ نے جان ہی لیا ہے کہ اسلام کے بنیادی عقائد اور مرزائی عقائد میں کس قدر اختلاف اور تضاد ہے، اور کس طرح مرزائی مسلمانوں سے الگ ایک مستقل اور جدید امت ہیں جن کی اپنی شریعت اپنی کتاب، اپنا دین اور خداوند تعالیٰ کے بارہ میں اپنے مخصوص نظریات ہیں، اب ہم ان کے دیگر جداگانہ معتقدات کا تذکرہ کرتے ہیں۔

مکہ مکرمہ اور قادیان

اس وقت ہم مرزائیوں کے قادیان، یعنی اس بستی کے بارہ میں جہاں متنبی قادیانی پیدا ہوا عقائد کا ذکر کرتے ہیں، کہ ان کے نزدیک یہ بستی مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کی مانند بلکہ ان سے بھی افضل ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس کی زمین

۶۸۔ "قول غلام قادیانی" منقول از اخبار "الفضل" قادیان ۲۶۔ جنوری ۱۹۱۶ء

۶۹۔ اربعین نمبر۴، ص ۷، مولف غلام قادیانی

حرم ہے۔ اس میں شعائر اللہ ہیں اور وہاں تجلیات و برکات ربانی کا نزول ہوتا ہے اور اس میں ایک ایسا قطعہ زمین بھی ہے جو حقیقتاً جنت کا ایک ٹکڑا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ قادیان میں ایک ایسا مقبرہ ہے جہاں خود محمد رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم سلام پڑھتے ہیں ۔ نیز مساجد قادیان' مسجد نبویؐ' مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ کا مقابلہ کرتی ہیں' بلکہ یہ خود پوری کی پوری بستی ہی مسلمانوں کے قبلہ وکعبہ کی ہمسر ہے۔ چنانچہ ایک دریدہ دہن مرزائی اخبار "الفضل" میں لکھتا ہے :

قادیان کیا ہے' وہ خدا کے جلال اور اس کی قدرت کا چمکتا ہوا نشان ہے اور حضرت مسیح موعود (غلام قادیانی) کے فرمودہ کے مطابق خدا کے رسول کا تخت گاہ ہے ۔ قادیان خدا کے مسیح کا مولد' مسکن اور مدفن ہے۔ اس بستی میں وہ مکان ہے جس میں دنیا کا نجات دہندہ' دجال کا قاتل' صلیب کو پاش پاش کرنے والا اور اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنے والا پیدا ہوا' اس میں اس نے نشونما پائی اور اسی جگہ اس کی زندگی گزری۔" (۷۰)

ایک دوسرا کذاب کہتا ہے :

"قادیان کی بستی خدا کے انوار کے نازل ہونے کی جگہ ہوئی' اس کی گلیوں میں برکت رکھی گئی' اس کے مکانوں میں برکت رکھی گئی' ایک ایک اینٹ آیت اللہ بنائی گئی' اس کی مساجد پرنور' موذن کی اذان پرنور' اسلام کے غلبہ کی تصویر شکل منارہ اسی جگہ بنائی گئی جہاں خدا کا مسیح نازل ہوا' اسی منارہ سے وہی لا الہ الا اللہ کی آواز پھر بلند کی گئی جو آج سے تیرہ صدیاں قبل عرب میں بلند کی گئی تھی۔" (۷۱)

۷۰۔ اخبار "الفضل" ۱۳ دسمبر ۱۹۲۹ء

۷۱۔ "الفضل" یکم جنوری ۱۹۲۹ء

اور غلام قادیان کا فرزند اکبر ہرزہ سرا ہے:

"میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے کہ قادیان کی زمین بابرکت ہے' یہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں۔" (۷۲)

ایک اور دفعہ خطبہ جمعہ دیتے ہوئے کہتا ہے:

"یہ مقام قادیان وہ مقام ہے جس کو خدا تعالیٰ نے تمام دنیا کے لیے ناف کے طور پر بنایا ہے' اور اس کو تمام جہان کے لیے ام قرار دیا ہے اور ہر ایک فیض دنیا کے اس مقدس مقام سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اس لیے یہ مقام خاص اہمیت رکھنے والا مقام ہے۔ (۷۳)

نیز:

"خدا تعالیٰ نے قادیان کو مرکز بنایا ہے' اس لیے خدا تعالے کے جو فیوض اور برکات یہاں نازل ہوتے ہیں اور کسی جگہ نہیں۔ حضرت مسیح موعود (غلام قادیانی) نے فرمایا ہے' جو لوگ قادیان نہیں آتے' مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہی رہتا ہے۔" (۷۴)

اور مرزائی اخبار "الفضل" نے واضح طور پر لکھا کہ وہ مسجد اقصیٰ جس کی طرف سرور کائنات علیہ السلام معراج کی رات تشریف لے گئے وہ یہی مسجد ہے جو کہ قادیان میں ہے چنانچہ "الفضل" کی عبارت ہے "**سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ**" کی آیات کریم میں مسجد اقصیٰ سے مراد قادیان کی مسجد ہے۔ جیسے لکھا:

۷۲۔ تقریر مرزا محمود احمد مندرج اخبار "الفضل" ۱۱۔ دسمبر ۱۹۳۲ء

۷۳۔ الفضل ۳۔ جنوری ۱۹۲۵ء

۷۴۔ انوار خلافت' ص ۱۱۷۔ مجموعہ تقاریر مرزا محمود احمد

اس معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر فرما ہوئے اور وہ مسجد اقصی یہی ہے جو قادیان میں بجانب مشرق واقع ہے، جو مسیح موعود (مرزا غلام) کی برکات اور کمالات کی تصویر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بطور موہبت ہے۔"

اور دجال قادیانی بذات خود اس مسجد کو بیت الحرام سے تشبیہ دیتے ہوئے کہتا ہے:

بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کے لیے مشغول رہا اور رہتا ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور آخری فقرہ مذکورہ بالا (و من دخلہ کان آمنا) اس مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے" (۷۵)

اس لیے قادیان کے ناظر اعلی نے اپنے مضمون "تحریک ہجرت" میں لکھا ہے:

اللہ تعالیٰ نے قادیان کی بستی کو اپنے نبی کی زبان پر دارالامان کا خطاب بخشا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے: **ومن دخلہ کان امنا** حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے جو نیا آسمان اور نئی زمینیں بنانے کا وعدہ فرمایا ہے، قادیان دار الامان اس نئی دنیا کا تقدیر الہی میں مرکز قرار پاچکا ہے، اس لیے مخلص احمدیوں کو چاہیے کہ اس کی برکات روحانی وجسمانی سے متمتع ہونے کے لیے اور اپنی اولاد کو ان میں شریک کرنے کے لیے قادیان کی طرف خدمت دین اور روحانی علاج کی نیت سے ہجرت کریں" (۷۶)

اور پھر یہی وجہ تھی دجاجلہ کے اس گروہ کو یہاں تک جرات ہوئی کہ انھوں نے کہا:

۷۵۔ "براہین احمدیہ" ص ۵۵۸، مصنفہ مرزا غلام احمد

۷۶۔ مضمون ناظر قادیان، مندرجہ اخبار "الفضل" ۷۔ مئی ۱۹۳۱ء

عرب نازاں تھے اگر ارض حرم پر
تو ارض قادیاں فخر عجم ہے (۷۷)

اور

اے قادیاں، اے قادیاں — تیری فضائے نور کو!
دیتی ہے ہردم روشنی، — جو دیدہ ہائے حور کو!
میں قبلہ وکعبہ کہوں — یا سجدہ گاہ قدسیاں!
اے تخت گاہ مرسلاں، — اے قادیاں اے قادیاں (۷۸)

اور تبھی تو غلام احمد کے بیٹے اور مرزائیت کے دوسرے خلیفہ مرزا محمود نے خطبہ جمعہ دیتے ہوئے کہا:

"یہ مقام (قادیان) وہ مقام ہے جس کو خدا تعالیٰ نے تمام دنیا کے لیے ناف کے طور پر بنایا ہے اور اس کو تمام جہان کے لیے ام قرار دیا ہے، اور ہر ایک فیض دنیا کو اسی مقام سے حاصل ہو سکتا ہے" (۷۹)

اور ایک بدگو دریدہ دہن قادیانی غلام قادیانی کی قبر کے بارہ میں یوں ہرزہ سرائی کرتا ہے:

"پھر کیا حال ہے اس شخص کا جو قادیان دار الامان میں آئے اور دو قدم چل کر مقبرہ بہشتی میں داخل نہ ہو۔ اس میں وہ روضہ مطہرہ ہے، جس میں اس خدا کے برگزیدہ کا جسم مبارک مدفون ہے، جسے (عیاذاباللہ) افضل الرسل نے اپنا سلام بھیجا، اور جس کی نسبت حضرت خاتم النبیین نے فرمایا **"یدفن معی فی قبری"** اس اعتبار سے مدینہ منورہ کے گنبد

۷۷۔ اخبار "الفضل" ۲۵۔ دسمبر ۱۹۳۲ء
۷۸۔ اخبار "الفضل" قادیان ۱۸۔ اگست ۱۹۳۲ء
۷۹۔ خطبہ جمعہ مرزا محمود احمد، مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان ۳۔ جنوری ۱۹۲۵ء

خضراء کے انوار کا پورا پورا پر تو اس گنبد بیضاء پر پڑ رہا ہے' اور آپ گویا ان برکات سے حصہ لے سکتے ہیں' جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقد منور سے مخصوص ہیں' کیا ہی بدقسمت ہے وہ شخص جو احمدیت کے حج اکبر میں اس تمتع سے محروم رہے۔ (۸۰)

ایک اور دوسرے گستاخ نے تو تمام حدود کو پھاند دیا:

"آج تمہارے لیے ابوبکر و عمر سی فضیلت حاصل کرنے کا موقع ہے اور وہ بہشتی مقام موجود ہے جہاں تم وصیت کر کے اپنے پیارے آقا المسیح الموعود (مرزا) کے قدموں میں دفن ہو سکتے ہو' اور چونکہ حدیثوں میں آیا ہے کہ مسیح موعود رسول کریمؐ کی قبر میں دفن ہو گا' اس لیے تم اس مقبرہ میں دفن ہو کر خود رسول اکرمؐ کے پہلو میں ہو گے اور تمہارے لیے اس خصوصیت میں ابوبکر کے ہم پلہ ہونے کا موقع ہے (۸۱)

اور آخر میں مرزائیت کے دوسرے خلیفہ کی گل افشانی ملاحظہ کیجئے' وہ حقیقتہ الرؤیاء میں رقمطراز ہے:

قادیان ام القریٰ ہے جو اس سے منقطع ہو گا اسے کاٹ دیا جائے گا' اس سے ڈرو کہ تمھیں کاٹ دیا جائے اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے اب مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو چکا ہے' جبکہ قادیاں کا دودھ بالکل تازہ ہے۔" (۸۲)

اس طرح اس جھوٹے مدعی نبوت کے پیروکار نے مکہ اور مدینہ کی شان گھٹانے اور ان کی توہین و تحقیر کرنے کی سعی مذموم کی۔ اس مکہ مکرمہ کی کہ جس کی قسم

۸۰۔ صیغہ تربیت قادیان مشتہرہ اخبار "الفضل" ۱۸۔ دسمبر ۱۹۲۲ء

۸۱۔ بہشتی مقبرہ کے افسر کا اعلان مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان' مورخہ ۲۔ فروری ۱۹۱۵ء

۸۲۔ حقیقتہ الرؤیاء' ص ۴۶

خود رب عرش عظیم نے کھائی ہے اور جسے بلدہ امین کا لقب دیا ہے' فرمایا :

لا اقسم بھذا البلد (۸۳)

مجھے مکہ کی قسم ہے

اور فرمایا :

و ھذا البلد الامین (۸۴)

اس امن والے شہر "مکہ معظمہ" کی قسم

اور اسے ام القریٰ کے نام سے یاد کیا' فرمایا :

لتنذر ام القری ومن حولھا (۸۵)

اس کتاب کو ہم نے اس لیے نازل کیا ہے کہ آپ بستیوں کی ماں مکہ مکرمہ اور اس کے پڑوس کی بستیوں کے باسیوں کو ڈرائیں۔

اور مکہ وہ شہر مقدس ہے جس میں اللہ نے اس بیت عتیق کو بنایا کہ پوری دنیا کے مسلمان جس کی جانب رخ کر کے نماز ادا کرتے اور جس کے فیوض و برکات سے بہرہ ور ہوتے ہیں اور اسے بابرکت کے ساتھ ساتھ محترم بھی قرار فرمایا:

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکتہ مبارکا و ھدی للعالمین ○ فیہ ایات بینات مقام ابراھیم ومن دخلہ کان امنا۔ (۸۶)

"بے شک وہ مکان جو سب سے پہلے لوگوں کی عبادت کے لیے مقرر کیا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے اور جسے برکت دی گئی ہے اور جو پوری دنیا کے لیے راہنما

۸۳۔ سورۃ البلد' آیت ا

۸۴۔ سورۃ والتین' آیت : ۳

۸۵۔ سورۃ انعام' آیت ۹۳' سورۃ شوریٰ' آیت ۷

۸۶۔ سورۃ آل عمران ۹۶' ۹۷

ہے' اس میں اللہ کے کھلے نشان ہیں' (ان میں سے) ایک مقام ابراہیمؑ ہے اور جو اس میں داخل ہوجائے' وہ امن میں ہوجاتا ہے۔"

اور فرمایا:

انما امرت ان اعبد رب ھذہ البلدۃ الذی حرمھا (۸۷)

مجھ کو یہی حکم ملا ہے کہ میں اس شہر (مکہ مکرمہ) کے رب کی عبادت کیا کروں جس نے اس (مکہ) کو محترم بنایا ہے۔

اور مکہ مکرمہ کی سرزمین وہی ہے جس کے بارہ میں صادق و مصدوق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

واللہ انک لخیر ارض واحب ارض الی اللہ (۸۸)

کہ اے مکہ تو بہترین جگہ اور اللہ کی اراضی میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب سرزمین ہے۔

باقی رہا مدینہ تو یہ وہ مبارک شہر ہے' جسے شہر رسول ہاشمی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جو محیط وحی بھی ہے اور منبع نور بھی۔ سرور کائنات کی ہجرت گاہ بھی ہے اور استراحت گاہ بھی' کہ دنیا کا سب سے زیادہ برگزیدہ انسان اس کی گود میں محو خواب ہے۔ مدینہ وہ بستی ہے جس کا نام اللہ نے طیبہ رکھا' اور اس میں مرنے والے کے لیے رسولؐ کریم کی شفاعت کو اجازت بخشی اور اسے وبال اور طاعون کے داخلہ سے مصئون رکھا۔ اور جسے ناطق وحی رسول کریمؐ نے اسی طرح محترم قرار دیا جس طرح ابراھیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو محترم قرار دیا تھا' اور دنیا میں یہی ایک مقام ہے جسے اللہ کے نبی نے ایمان کا قلعہ کہا ہو

۸۶۔ سورۃ آل عمران' ۹۶' ۹۷

۸۷۔ سورۃ نمل' آیت ۹۱

۸۸۔ ترمذی' نسائی' ابن ماجہ' احمد' مستدرک حاکم' صحیح ابن حبان۔

چنانچہ آپؐ کے ارشادات ہیں:

ان اللہ سمی المدینۃ طابۃ (۸۹)

اللہ نے مدینہ منورہ کا نام طابہ (پاکیزہ) رکھا ہے۔

اور فرمایا:

من استطاع ان یموت بالمدینۃ فلیمت بھا فانی اشفع لمن یموت بھا۔ (۹۰)

جو مدینہ میں مرسکے وہ اس میں مرے کہ میں اس میں وفات پانے والے کے لیے قیامت کے دن سفارش کروں گا۔

اور ارشاد فرمایا:

علی انقاب المدینۃ ملائکۃ لا یدخلھا الطاعون ولا الدجال۔ (۹۱)

مدینہ کے دروازوں پر اللہ کے فرشتے مقرر ہیں۔ اس میں دجال اور طاعون داخل نہیں ہوسکتے۔

نیز فرمایا:

ان ابراھیم حرم مکۃ وانی احرم ما بین لابتیھا۔ (۹۲)

ابراھیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو محترم فرمایا تھا' اور میں مدینہ کو محترم قرار دیتا ہوں۔

اور ارشاد فرمایا:

ان الایمان لیارز الی المدینۃ کما تارز الحیۃ الی جحرھا (۹۳)

۸۹۔ بخاری و مسلم
۹۰۔ ترمذی' ابن ماجہ' صحیح ابن حبان
۹۱۔ بخاری و مسلم' موطا امام مالک' مسند احمد
۹۲۔ ترمذی۔
۹۳۔ بخاری' مسلم' ابن ماجہ' مسند احمد۔

ایمان مدینہ منورہ کی طرف اس طرح پناہ پکڑے گا جس طرح سانپ اپنے بل میں پناہ ڈھونڈھتا ہے

نیز یہ بھی کہہ دیا:

المدینة تنفی الناس کما ینفی الکیر خبث الحدید۔ (۹۴)

مدینہ لوگوں کو اس طرح چھانٹ دیتا ہے جس طرح دھونکنی خراب لوہے کو خالص لوہے سے الگ کر دیتی ہے۔

یہ تو ہے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا اصل مقام اور ان کا حقیقی مرتبہ، لیکن آج مرزائی اسے جھٹلانے اور کم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اور وہ ان مبارک اور متبرک مقامات کے مقابلہ میں قادیان کو رکھ کر نہ صرف مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی توہین کا ارتکاب کر رہے ہیں، بلکہ دوسرے لوگوں سے بھی اس بات کے خواہاں ہیں کہ وہ قادیان ایسی نجس بستی کو بھی مکہ اور مدینہ کے ہم پلہ سمجھ لیں، بلکہ ان سے بھی فروتر، اور اسی لیے ہی تو ان کے خلیفہ ثانی نے کہا تھا کہ اب مکہ، مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ تو خشک ہو چکا، جب کہ قادیان میں اس کی نہریں جاری ہیں اور ساتھ ہی یہ اعلان بھی کرتا ہے:

"یہاں (قادیان میں) کئی ایک شعائر اللہ ہیں، مثلاً یہی علاقہ جس میں جلسہ ہو رہا ہے، اسی طرح شعائر اللہ میں مسجد مبارک، مسجد اقصیٰ (قادیان) منارۃ المسیح شامل ہیں۔ ان مقامات میں سیر کے طور پر نہیں بلکہ ان کو شعائر اللہ سمجھ کر جانا چاہیے۔" (۹۵)

۹۴۔ بخاری، مسلم، ترمذی، موطا امام مالک، مسند احمد، سنن ابی داؤد الطیالسی۔

۹۵۔ تقریر مرزا محمود خلیفہ قادیانی مندرج اخبار "الفضل" ۸۔ جنوری ۱۹۳۳

حج

وہ عقائد جو مرزائیوں کو امت مسلمہ سے الگ کرتے ہیں' ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ان کے نزدیک "حج" قادیان کے سالانہ جلسہ میں حاضری کا نام ہے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد کا بیٹا اور خلیفہ محمود کہتا ہے:

"آج جلسہ کا پہلا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے کیونکہ حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہے جو احمدیوں کو قتل کردینا بھی جائز سمجھتے ہیں' اس لیے خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس کام کے لیے مقرر کیا ہے اور اس لیے جیسا حج میں رفث' فسوق اور جدال منع ہے' ایسا ہی اس جلسہ میں بھی منع ہے۔" (۹۶)

اور ایک دوسرا قادیانی گوہر فشانی کرتا ہے:

"جیسے احمدیت کے بغیر پہلا یعنی حضرات مرزا صاحب کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہ جاتا ہے' وہ خشک اسلام ہے' اس طرح اس ظلی حج کو چھوڑ کر مکہ والا حج بھی خشک رہ جاتا ہے کیونکہ وہاں پر آج کل حج کے مقاصد پورے نہیں ہوتے" (۹۷)

اور خود غلام قادیانی یوں رقمطراز ہے:

"اس جگہ (قادیان) نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطرہ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی۔" (۹۸)

اور مرزا محمود ہی ایک مرزائی کی زبانی بیان کرتے ہوئے اس کی توثیق کرتا ہے:

۹۶۔ برکات خلافت مجموعہ تقاریر مرزا محمود پسر غلام قادیان۔
۹۷۔ منقول از "پیغام صلح" مورخہ ۱۹۔ اپریل ۱۹۳۳ء
۹۸۔ "آئینہ کمالات اسلام" ص ۳۵۲' مصنفہ مرزا غلام احمد

شیخ یعقوب علی صاحب بھی بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے یہاں (قادیان) آنے کو حج قرار دیا ہے" (۹۹)

اور اسی بناء پر قابلی مرزائی عبدالطیف جسے ارتداد کے جرم میں حکومت پاکستان نے قتل کردیا تھا، حج کے لیے نہ گیا، کیونکہ مرزا غلام احمد نے حج کی بجائے اسے قادیان میں قیام کا حکم دیا تھا (حوالہ مذکورہ) اور شاید یہی وجہ ہے کہ خود مرزا غلام احمد نے بھی بیت الحرام کا طواف اور حج نہیں کیا کہ اس کے نزدیک حج کے لیے مکہ معظمہ کا قصد ضروری نہیں، بلکہ قادیان، اس ناپاک بستی کا قیام ہی کافی ہے جو ایک جھوٹے مدعی نبوت کے باعث دنیا میں رسوا ہو کر رہ گئی۔ حاصل کلام اب تک مرزائیت کے جو معتقدات بیان ہوئے ہیں، وہ یہ ہیں:

۱۔ مرزائیوں کا خدا انسانی صفات سے متصف ہے جو روزہ بھی رکھتا ہے اور نماز بھی پڑھتا ہے۔ سوتا بھی ہے، اور جاگتا بھی ہے، غلطی بھی کرتا ہے اور نہیں بھی کرتا، لکھتا بھی ہے اور اپنے دستخط بھی کرتا ہے۔ صحبت (ہم بستری) بھی کرتا ہے اور اس کے نتیجے میں جنتا بھی ہے۔

۲۔ انبیاء و رسول قیامت تک دنیا میں آتے رہیں گے۔

۳۔ مرزا غلام احمد قادیانی اللہ کا نبی اور رسول ہے۔

۴۔ نہ صرف یہ بلکہ غلام احمد قادیانی سرور کائنات (فداہ ابی وامی) سمیت تمام انبیاء اور رسولوں سے افضل بھی ہے۔

۵۔ اس پر وحی نازل ہوتی ہے۔

۶۔ وحی لانے ولا فرشتہ وہی جبریل امین ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا کرتا تھا۔

۷۔ مرزائیوں کا ایک مستقل دین اور ان کی مستقل شریعت ہے جس کا دوسرے

۹۹۔ تقریر مرزا محمود احمد مندرج اخبار "الفضل" قادیان، ۵ جنوری ۱۹۳۳ء

ادیان اور شریعتوں سے کوئی تعلق نہیں اور مرزائیت ایک مستقل امت ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی امت۔

۸۔ مرزائیوں کا ایک الگ قرآن ہے' جو مرتبہ و مقام میں قرآن حکیم ایسا ہی ہے اور اس کے بیس پارے ہیں اور یہ پارے اسی طرح آیات پر منقسم ہیں' جس طرح قرآن مجید کے پارے اور اس قرآن کا نام "کتاب مبین" ہے اور اس کی آیات یہ ہیں:

ان اللہ ینزل فی القادیان (۱۰۰)

اللہ قادیان میں اترے گا۔

اور:

یحمدک اللہ فی عرشہ ویمشی الیک (۱۰۱)

اور خدا عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔

اور:

"بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر اللہ تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے ۔ تجھ میں حیض نہیں' بلکہ وہ بچہ ہوگیا' ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے۔" (۱۰۲)

۹۔ قادیان شان و منزلت میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ایسی ہے بلکہ مکہ و مدینہ سے بھی افضل ہے ۔

۱۰۔ اور حج قادیان کے سالانہ جلسہ میں شرکت کا نام ہے۔

۱۰۰۔ "انجام آتھم" ص ۵۵' مصنفہ مرزا غلام احمد

۱۰۱۔ حوالہ کے لیے دیکھیے مرزا غلام احمد قادیان کے الہامات کا مجموعہ "البشریٰ" ص ۵۶۔

۱۰۲۔ تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۴۳ مصنفہ مرزا

یہ مرزائیوں کے دس عقیدے ہیں جو پچھلے صفحات میں تفصیل کے ساتھ ان کی کتابوں کے حوالوں کے ساتھ گزر چکے ہیں۔ اب ذرا ان احکامات پر ایک نگاہ ڈالتے چلیے جو انگریز کے ساختہ و پرودرہ متنبی پر اس کے خدا انگریز بہادر کی جانب سے نازل ہوئے کہ ان کے ذریعہ مسلمانوں کی قوت کو توڑا اور برصغیر میں استعمار کے قبضہ کو مضبوط کیا جاسکے۔

جہاد

برصغیر میں انگریزی استعمار سب سے زیادہ مسلمانوں کے عقیدہ جہاد سے خوفزدہ تھا' استعماری طاقتیں یہ سمجھتی تھیں کہ جب تک مسلمان جہاد کے عقیدہ پر قائم ہیں اس وقت تک ان پر مکمل طور پر تسلط حاصل نہیں کیا جاسکتا اور پھر یورپ اور شرق اوسط کی صلیبی جنگوں کے زخم ابھی تک ان کی راتوں کی نیند حرام کیے ہوئے تھے' اسی لیے انھوں نے سب سے پہلے جس چیز پر توجہ دی وہ مسلمانوں کے اندر سے اسی عقیدہ جہاد کی بیخ کنی کی سازشیں تھیں' اور مرزا غلام قادیانی کی نبوت بھی اسی سازش کے سلسلہ کی ہی ایک کڑی تھی' چنانچہ مرزا غلام احمد پر سب سے پہلی وحی جو نازل ہوئی وہ یہی تھی کہ اب جہاد کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔ چنانچہ مرزا غلام احمد لکھتا ہے:

"اللہ تعالیٰ نے بتدریج جہاد کی شدت کو کم کردیا ہے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بچوں' بوڑھوں اور عورتوں کا قتل ممنوع قرار پایا اور اب میرے زمانہ میں جہاد کو قطع طور پر منسوخ کردیا گیا ہے۔" (۱۰۳)

۱۰۳۔ اربعین نمبر ۴' ص ۱۵' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی

اور:

"آج کے بعد تلوار کے ساتھ جہاد کو ختم کردیا گیا ہے، چنانچہ آج کے بعد کوئی جہاد نہیں ۔ یہی نہیں جو کوئی اب کفار پر ہتھیار اٹھائے گا اور اپنے آپ کو غازی کہلائے گا ' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالف قرار پائے گا جنھوں نے آج سے تیرہ سو سال پہلے اعلان کردیا تھا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں جہاد منسوخ ہوجائے گا (قطعی جھوٹ جس کی کوئی دلیل نہیں) پس میں مسیح موعود ہوں اور میرے ظہور کے بعد اب کوئی جہاد نہیں، ہم نے صلح اور امن کا پرچم لہرا دیا ہے۔" (۱۰۴)

اور مرزائی پرچے ریویو آف ریلجنز کے مدیر محمد علی نے ایک مرتبہ انگریزی حکومت کے سامنے اپنی پشتینی وفاداری کا یوں تذکرہ کیا:

"گورنمنٹ کا یہ اپنا فرض ہے کہ اس فرقہ احمدیہ کی نسبت تدبیر سے زمین کے اندرونی حالات دریافت کرے ۔ ہمارے امام (غلام قادیانی) نے ایک بڑا حصہ عمر کا جو ۲۲ برس ہیں ۔ اس تعلیم میں گزارا ہے کہ جہاد حرام اور قطعاً" حرام ہے' یہاں تک کہ بہت سی عربی کتابیں بھی مضمون ممانعت جہاد لکھ کر ان کو بلاد اسلام عرب' شام کابل وغیرہ میں تقسیم کیا ہے ' جن سے گورنمنٹ بے خبر نہیں ہے۔" (۱۰۵)

اور خود مرزا غلام احمد قادیانی برطانوی استعمار کے حضور اپنی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے:

"یہ وہ فرقہ ہے جو فرقہ احمدیہ کے نام سے مشہور ہے اور پنجاب اور ہندوستان اور دیگر متفرق مقامات میں پھیلا ہوا ہے ۔ یہی وہ فرقہ ہے جو

۱۰۴۔ اربعین' ص ۴۷

۱۰۵۔ ریویو آف ریلجنز ۱۹۰۲ء جلد ۱ نمبر ۲

دن رات کوشش کررہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات میں سے جہاد کی بیودہ رسم کو اٹھادے' چنانچہ اب تک ساٹھ کے قریب میں نے ایسی کتابیں عربی' فارسی' اردو اور انگریزی میں تالیف کرکے شائع کی ہیں' جن کا یہی مقصد ہے کہ غلط خیالات مسلمانوں کے دلوں سے دور ہوجائیں' اس قوم میں یہ خرابی اکثر نادان مولویوں نے ڈال رکھی ہے' لیکن اگر خدا نے چاہا تو امید رکھتا ہوں کہ عنقریب اس کی اصلاح ہوجائے گی۔" (۱۰۶)

جہاد جسے انگریز کا خود کاشتہ پودا بے ہودہ قرار دے رہا ہے وہی عقیدہ مبارکہ ہے جس کے بارہ میں رسول کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

الجہاد افضل الاعمال (۱۰۷)

جہاد سب سے افضل عمل ہے۔

اور:

افضل الناس مومن یجاھد بنفسہ ومالہ فی سبیل اللہ (۱۰۸)

لوگوں میں سب سے بہترین وہ مومن ہے جو اپنی جان ومال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے

نیز:

ان فی الجنتہ مائتہ درجتہ اعدھا اللہ للمجاھدین فی سبیلہ۔ (۱۰۹)

کہ جنت میں سو درجے ہیں جن سب کو اللہ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کیا ہے۔

۱۰۶۔ عریضہ غلام احمد قادیانی' بحضور حکومت انگریز مندرجہ مرزائی رسالہ
۱۰۷۔ بخاری ومسلم' ابوداؤد' ترمذی' نسائی' مسند دارمی' مسند احمد۔ ۱۰۸۔ بخاری' ترمذی' نسائی' سنن دارمی' مسند احمد۔ ۱۰۹۔ بخاری' مسلم' نسائی' مسند احمد

اور مجاہدوں کے سردار اور جنگوں میں ان کے سالار رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

لغدوتہ فی سبیل اللہ او روحتہ خیر من الدنیا وما فیھا ۔(۱۱۰)

اللہ کی راہ میں صبح وشام جہاد کے لیے نکلنا دین اور دنیا کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے۔

نیز فرمایا:

ما اغبرت قدما عبد فی سبیل اللہ فتمسہ النار۔ (۱۱۱)

کسی کے بھی قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود نہیں ہوتے مگر اس پر جہنم کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔

یہ ہے جو نبی اسلام، محمد اکرم، سرور عالم، رسول اعظم علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے رب کی ہدایات کے مطابق فرمایا، کہ ارشاد رب عظیم ہے:

وقاتلوھم حتی لا تکون فتنہ ویکون الدین للہ۔ (۱۱۲)

اور کافروں سے جنگ کرو، حتی کہ شرک وکفر کا فتنہ مٹ جائے اور دین اللہ کا ہی پھیل جائے۔

فرمایا:

فلیقاتل فی سبیل اللہ الذین یشرون الحیوۃ الدنیا وبالاخرتہ ومن یقاتل فی سبیل اللہ فیقتل او یغلب فسوف نوتیہ اجرا عظیما (۱۱۳)

”چاہیے کہ وہ لوگ جو دنیوی زندگی کے بدلے آخرت کے طلبگار ہیں،

۱۱۰۔ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ماجہ، مسند احمد، ابی داؤد طیالسی، دارمی

۱۱۱۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، مسند احمد، ابی داؤد، طیالسی،

۱۱۲۔ سورۃ بقرہ آیت :۱۹۳

۱۱۳۔ سورۃ نساء آیت :۷۴

اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور جو شخص اللہ کی راہ میں لڑتا ہے پس چاہے وہ مارا جائے یا غالب رہے ہم اس کو اجر عظیم عطا فرمائیں گے۔"

اور اس کے مقابلہ میں وہ ہے جو انگریزی نبی نے اپنے آقایان ولی نعمت کے اشارہ پر کہا، لکھا اور پھیلایا۔

انگریز کی وفاداری

دوسرا حکم جو غلام احمد قادیانی نے اپنے متبعین کو دیا، وہ انگریز کی وفاداری اور اطاعت کیشی تھی، اس موضوع پر اگرچہ ہمارے دوسرے مقالات میں کافی مواد جمع کردیا گیا ہے۔ پھر بھی مختصر طور پر ہم چند ایک باتوں کا ذکر کیے دیتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ انگریز کی اطاعت اور وفاداری مرزائیت کے ہاں ایک اضافی اور معمولی مسئلہ نہیں، بلکہ اصولی اور بنیادی مسئلہ ہے اسی لیے مرزا غلام احمد قادیان نے اسے اپنی بیعت کی شرطوں میں سے ایک شرط قرار دیا ہے اور یہ مسلمہ امر ہے، کہ بیعت میں ان امور کی شرط لگائی جاتی ہے، جو اساسی ہوں۔ چنانچہ خود مرزا غلام احمد نے اس شرائط کو اپنا دستور العمل قرار دیا ہے، وہ لکھتا ہے

"جو ہدایتیں اس فرقہ کے لیے میں نے مرتب کی ہیں، جن کو میں نے ہاتھ سے لکھ کر اور چھاپ کر ہر ایک مرید کو دیا ہے کہ ان کو اپنا دستور العمل رکھے، میرے اس رسالہ میں مندرج ہیں، جو ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں چھپ کر عام مریدوں میں شائع ہوا ہے۔ جس کا نام تکمیل تبلیغ مع شرائط بیعت ہے، جس کی ایک کاپی اس زمانہ میں گورنمنٹ میں بھی بھیجی گئی، ان ہدایتوں کو پڑھ کر اور ایسا ہی دوسری ہدایتوں کو دیکھ کر جو وقتاً" فوقتاً" چھپ کر مریدوں میں شائع ہوتی ہیں۔ گورنمنٹ کو معلوم ہوگا (سارا کام ہی گورنمنٹ کی خوشنودی اور رضا جوئی کے

لیے اس کے حکم پر ہے' تبھی تو ہر بات گورنمنٹ انگریزی کے نوٹس میں لائی جاتی ہے) کہ امن بخش اصولوں کی اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے۔ اور کس طرح بار بار ان کو تاکیدیں کی گئی ہیں کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے سچے خیرخواہ اور مطیع رہیں" (۱۱۴)

اور وہ شرائط بیعت کیا ہیں' مرزا غلام احمد خود جواب دیتا ہے:

"اس تمام تقریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کیے ہیں' صاف ظاہر ہے کہ میں سرکار انگریزی کا بدل و جان خیرخواہ ہوں اور میں ایک شخص امن دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ اور ہمدردی بندگان خدا کی میرا اصول ہے اور یہ وہ اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے ۔ چنانچہ پرچہ شرائط بیعت جو ہمیشہ مریدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے ۔ اس کی دفعہ چہارم میں ان ہی باتوں کی تصریح ہے" (۱۱۵)

اور مرزائیت کا دوسرا خلیفہ اور غلام قادیانی کا فرزند اس کی توثیق کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہے :

> "ایک خاص امر کو اس جگہ ضرور بیان کردینا چاہتا ہوں ' اور وہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا اپنی بیعت کی شرائط میں وفاداری حکومت کا شامل کرنا ہے (آپ نے لکھا کہ جو شخص اپنی گورنمنٹ کی فرمانبرداری نہیں کرتا اور کسی طرح بھی اپنے حکام کے خلاف شورش کرتا اور ان کے احکام کے نفاذ میں روڑے اٹکاتا ہے وہ

۱۱۴۔ درخواست بحضور لفٹینٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار غلام احمد قادیان' مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۷' ص ۱۹

۱۱۵۔ ضمیمہ کتاب البریہ ص ۹' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی

میری جماعت میں سے نہیں۔

یہ سبق آپ نے جماعت کو ایسا پڑھایا کہ ہر موقع پر جماعت احمدیہ نے گورنمنٹ ہند کی فرمانبرداری کا اظہار کیا ہے اور کبھی خفیف سے خفیف شورش میں بھی حصہ نہیں لیا۔" (۱۱۶)

مسلمان اور مرزائی

ان عقائد فاسدہ اور احکامات خبیثہ کے ساتھ ایک اور عقیدہ کا اضافہ کر لیجئے جس کے ذکر پر ہم اس بحث کو ختم کرتے ہیں اور وہ ہے کہ مرزائیوں کے نزدیک وہ شخص جو مرزا غلام احمد متنبی قادیان پر ایمان نہیں رکھتا اور اس کے ان جھوٹے عقائد واحکامات کو نہیں مانتا وہ کافر ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہے گا' چنانچہ مرزا محمود لکھتا ہے:

کل جو مسلمان حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل ہوئے' خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں" (۱۱۷)

اور مرزا غلام احمد کا دوسرا بیٹا مرزا بشیر احمد یوں ہرزہ سرا ہے:

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰؑ کو نہیں مانتا یا عیسیٰؑ کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا' یا محمدؐ کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (غلام قادیانی) کو نہیں مانتا' وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے" (۱۱۸)

اور خود متنبی قادیان کہتا ہے:

۱۱۶۔ تحفۃ الملوک ص ۱۲۴' مصنفہ مرزا محمود احمد

۱۱۷۔ "آئینہ صداقت" ص ۳۵' مصنفہ مرزا محمود احمد قادیانی۔

۱۱۸۔ "کلمۃ الفصل" مصنفہ مرزا بشیر احمد' مندرج رسالہ ریویو ریلیجنز' ص ۱۱۰' نمبر ۳ ج ۱۴۔

"خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان نہیں ہے" (۱۱۹)

اور اپنے الہام کا ذکر کرتا ہے:

"جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے" (۱۲۰)

اور آخر میں ہم مرزا محمود خلیفہ قادیانیت کی ایک عبارت نقل کرتے ہوئے پوری امت مرزائیہ سے سوال کرتے ہیں کہ اس کے باوجود بھی انہیں اپنے مسلمان ہونے اور الگ امت نہ ہونے پر اصرار کیوں ہے؟

"حضرت مسیح موعود (غلام احمد) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں' آپ نے فرمایا' یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا ' اللہ تعالیٰ کی ذات' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم' قرآن نماز' روزہ' حج ' زکوۃ۔ غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے" (۱۲۱)

کیا اس کے بعد اس میں کوئی شبہ باقی رہ جاتا ہے کہ مرزائی ایک الگ دین کے پیروکار اور ایک الگ شخص کی امت ہیں جن کا کم ازکم اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں اور اس مضمون میں ہم دلائل و شواہد سے اس کا ثبوت فراہم کر چکے ہیں' اور خود مرزائی تحریروں کی روشنی میں! وباللہ التوفیق۔

۱۱۹۔ منقول از اخبار الفضل ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء

۱۲۰۔ الہام غلام قادیان مندرجہ تبلیغ رسالت' ج ۹' ص ۲۷

۱۲۱۔ خطبہ جمعہ مرزا محمود احمد مندرجہ اخبار "الفضل قادیان" ۳۰' جولائی ۱۹۳۱ء

اسلام اور مرزائیت

حدیث شریف میں آیا ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی وفی روایتہ لا تقوم الساعتہ حتی یخرج ثلاثون دجالون کلھم یزعمون انہ رسول اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔

یعنی میری امت میں تیس جھوٹے اور دجال ایسے پیدا ہوں گے جو نبوت و رسالت کا دعویٰ کریں گے، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

یہ حدیث ترمذی اور ابوداوٗدؒ میں موجود ہے، اسی لیے تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بھی نبوت و رسالت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب اور دجال ہوگا اور اس کے پیروکار دجال اور کذاب کے پیروکار ہوں گے اور ان کے اس عقیدہ کی بنیاد اس گراں قدر ہستی کے فرمان پر ہے جن کے متعلقہ اصدق القائلین کا ارشاد ہے:

وما ینطق عن الھوی ان ھوالا وحی یوحی (۱۲۲)

کہ محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرضی و خواہش سے نہیں بولتے، بلکہ ان کے فرمودات وحی الٰہی کے تابع ہوتے ہیں!

بدیں وجہ امام ابن کثیر رحمت اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:

فمن رحمت اللہ تعالیٰ بالعباد ارسال محمد صلی اللہ الیھم ثم من تشریفہ لھم ختم الانبیاء والمرسلین واکمال الدین الحنیف لہ وقد اخبر

۱۲۲۔ سورۃ نجم

اللہ تبارکہ و تعالیٰ فی کتابہ و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی السنتہ المتواترہ عندانہ لا نبی بعدہ لیعلموا ان کل من ادعی ھذہ المقام بعدہ' ھو کذاب' دجال' ضال' مضل' و لو تحرق و شعبد و اتی بانواع السحر و الطلاسم و النیر نجات فکلھا ضلال عند اولی الالبّاب کما اجری اللہ سبحانہ وتعالیٰ علی ید الاسود العنسی بالیمن و مسیلمتہ الکذاب بالیمامتہ من الاحوال الفاسدہ والاقوال البارِدۃ فعلم کل ذی لب و فہم و جحی انھما کاذبان لعنھما اللہ و کذالک کل مدع لذالک الی یوم القیامتہ فکل واحد من ھولا الکذابین یخلق اللہ تعالیٰ معہ من الامور ما یشھد العلماء و المومنون بکذب من جاء بھا۔ (۱۲۳)

یعنی اللہ تعالیٰ نے محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کرکے اور ان پر نبوتوں اور رسالتوں کا خاتمہ کرکے اور ان پر دین حنیف کو مکمل کرکے کرکے لوگوں پر احسان عظیم کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس قرآن حکیم میں اور رسول کریمؐ نے اپنی حد تواتر کو پہنچی ہوئی احادیث میں یہ اس لیے بیان فرما دیا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا' تا کہ لوگ جان لیں کہ جو بھی آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا' وہ جھوٹا' مفتری' دجال' گمراہ اور گمراہ کن ہوگا اگرچہ جادوگری' شعبدہ بازی اور ہاتھ کی صفائی کے کتنے ہی کرتب کیوں نہ دکھلادے' جس طرح کہ یمن کے اسود عنسی اور یمامہ کے مسیلمہ کذاب نے دکھلائے تھے' کہ ان دونوں کی بازی گری اور چالاکی کے باوصف عقل سلیم اور قلب صحیح رکھنے والا جان گیا تھا کہ یہ دونوں ملعون' کذاب اور مفتری ہیں اور بعینہٖ قیامت تک اس قسم کا دعویٰ کرنے والے جھوٹے اور ملعون ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ایسے احوال و امور کو بھی پیدا فرماتے رہیں گے جنھیں دیکھ کر

۱۲۳۔ تفسیر ابن کثیر' ج ۳' ص ۴۹۴' ط مصر

علماء اور مومن ان کے جھوٹے اور کذاب ہونے کی گواہی دیتے رہیں گے۔

اور یہی وجہ تھی کہ خاتم النبیین رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد جب مسیلمہ اور اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو صدیق اکبر نے لمحہ بھر کے لیے بھی ان کے دجل وفریب اور کذب وافترا میں شبہ نہ کرتے ہوئے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر جرار مسیلمہ کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا اور حضرت مہاجرؓ بن ابی امیہ کی قیادت میں یمن کی طرف اسود عنسی اور ان کے پیروکاروں کی گوشمالی کے لیے فوج روانہ کی۔ اور پرانی روایات کے بالکل برعکس انہیں حکم دیا کہ رسول کے بغیر کسی اور کی نبوت تسلیم کرلینے والوں کے گھروں کو جلا دیا جائے' ان کے پھل دار درخت جڑ سے اکھاڑ دیے جائیں' ان کے کھیت تخت و تاراج کر دیے جائیں' ان کی عورتوں کو لونڈیاں اور ان کے بچوں کو غلام بنا دیا جائے اور ان سے کسی قسم کی رعایت نہ برتی جائے۔ (۱۲۴)

لیکن آج ہمارے پاس نہ عزیمت صدیق ہے اور نہ درہ فاروق' اور نہ سیف خالد اور نہ شجاعت عکرمہ رضوان علیہم اجمعین' کہ ہم ایسے لوگوں کے خلاف علم جہاد بلند کرسکیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلین کا انکار کرکے کسی دجال اور کذاب کی جھوٹی و جعلی نبوت و رسالت کو اصلی اور حقیقی بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ ہم ایسے جعل ساز متنبی کو آج صرف یہی کہہ سکتے ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "**سیکون فی امتی کذابون ثلاثون** یا یخرج ثلاثون دجالون" کہ وہ کذاب اور دجال ہے۔

یا ہم مرزا غلام احمد قادیانی کی زبان میں کہہ سکتے ہیں:

"میں ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم

۱۲۴۔ حوالہ کے لیے دیکھیے البدایہ والنہایہ' الکامل لابن اثیر' تاریخ الامم للطبری وغیرہ

الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمدؐ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی" (۱۲۵)

اور اسی طرح جس طرح ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کو حسب قول رسول دجال اور کذاب اور بقول مرزا قادیانی کافر و کاذب جانتے ہیں، اسی طرح ایسے کذاب و دجال اور کافر کو نبی سمجھنے والوں کو بھی دجال اور کذاب اور کافر کے پیروکار سمجھتے ہوئے کافر مانتے ہیں۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے اور عقیدے کے بارہ میں کسی قسم کی مفاہمت، مداہنت اور سودے بازی نہیں ہوسکتی۔ ہاں ہم یہ بات ضرور کہتے ہیں کہ ملکی مفاد کی خاطر کوئی ایسا اقدام نہیں کرنا چاہیے جس سے کسی کی دل آزاری ہو۔

لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے کہ کسی غیر مسلم کو غیر مسلم کہنا کسی کی دل آزاری کا باعث نہیں ہوسکتا۔ اگر پاکستان میں بسنے والے عیسائیوں، یہودیوں، پارسیوں، ہندوؤں، بدھسٹوں اور حتیٰ کہ بہائیوں کو غیر مسلم کہا جاسکتا ہے اور انہیں غیر مسلم کہنے سے کوئی فرقہ واریت لازم نہیں آتی۔ تو مرزائے قادیانی کے الفاظ میں کسی دوسرے کافر کے ماننے والوں کو مسلم قرار دینے سے فرقہ واریت کیسے پیدا ہوجاتی ہے؟ بلکہ فرقہ واریت اور دل آزاری تو اس وقت پیدا ہوتی ہے جب کوئی غیر مسلم مسلمان نہ ہوتے ہوئے اپنے آپ کو مسلمان کہلا کر مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرے یا مسلمان کسی غیر مسلم کو مسلم کہہ کر اسے تنگ کریں۔ یہ بالکل واضح بات ہے کہ کسی عیسائی کو عیسائی یا غیر مسلم کہنا طرفین میں سے کسی کے لیے بھی موجب

۱۲۵۔ اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی، مورخہ ۲۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۲، ص ۲۔

تکلیف نہیں ۔ لیکن عیسائی کو مسلمان کہنا دونوں فریقوں کے لیے رنج والم کا باعث ہوگا۔ عیسائی اسے اپنی توہین پر محمول کرے گا اور مسلمان اسے اپنے مذہب کی اہانت سمجھے گا۔ اسی لیے مسلمانوں کے ہاں چودہ سو سال سے ایک قاعدہ کلیہ چلا آرہا ہے جو ایک خدا کو مانتا ہے اور اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کرتا اور محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو تسلیم کرتا ہے اور ان کے بعد کسی نئے نبی کی آمد و بعثت کو تسلیم نہیں کرتا وہ مسلمان ہے ۔ اور اس کے علاوہ اگر وہ ایک خدا کو مانتے ہوئے کسی اور کی بھی عبادت کرتا ہے یا محمد اکرمؐ کو نہیں مانتا' یا مان کر ان کے بعد کسی اور پیدا ہونے والے کو بھی نبی تصور کرتا ہے' تو وہ مسلمان نہیں' اس قاعدہ پر جو پورا نہیں اترتا' ہمارے نزدیک اس کا اسلام اور مسلمانوں سے دینی و مذہبی 'کوئی بھی تعلق نہیں ۔ وہ ان کا ہم وطن ' ہم قوم ' ہم نسل تو ہوسکتا ہے ' ہم مذہب نہیں' خواہ عیسائی ہوں' کہ محمد اکرمؐ کو نہیں مانتے' خواہ کمیونسٹ ہوں کہ خدا کو نہیں مانتے خواہ ہندو ہوں کہ خدا کو مانتے ہوئے اوروں کی بھی عبادت کرتے ہیں' اور خواہ بہائی ہوں کہ رسول عربیؐ کو مانتے ہوئے متنبی فارسی حسین علی مازندانی کو بھی مانتے ہیں اور خواہ مرزائی کہ متنبی ہندی کو مانتے ہیں' لیکن آنحضرت کو خاتم النبیین نہ مانتے ہوئے کسی اور کی نبوت کے بھی قائل ہیں۔

(بحوالہ الاعتصام ۳ مئی ۱۹۶۸ء)

مرزائی اور مسلمان

ربوہ کے مرزائی آرگن "الفرقان" اپریل کے شمارہ میں "اتحاد بین المسلمین کے لیے محکم اصول" کے عنوان سے ایک مقالہ سپردِ قلم کیا گیا ہے جس میں مسلمانوں کو اتفاق واتحاد کی دعوت دیتے ہوئے ارشاد کیا گیا ہے:

"ہمارے نزدیک اتحاد بین المسلمین کی واضح راہ یہ ہے کہ تمام فرقے اور تمام افراد جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ قرآن پاک کو اپنی شریعت یقین کرتے ہیں اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لاتے ہیں، ان سب کو مسلمان سمجھا جائے۔ دلوں کا حال تو اللہ ہی جانتا ہے اور دلوں کی اصلاح بھی وہی کر سکتا ہے، لیکن ظاہر کے لحاظ سے اس سے بہتر کوئی واضح اصول نہیں اور اس سے بڑھ کر کوئی صحیح طریقہ نہیں جس سے مسلمان فرقوں میں اتحاد پیدا کیا جا سکے۔ باہمی جزوی اختلافات اور ان کے نتائج کو چھوڑ کر مذکورہ بالا اصولی مسلک کو اختیار کرنے سے سب مسلمانوں میں اتحاد اور اتفاق پیدا ہو سکتا ہے"

مدیر "الفرقان" کی یہ تجویز اپنے اندر کیا کچھ اینچ اور پیچ رکھتی ہے اور اس میں کس طرح ہاتھ کی صفائی دکھائی گئی ہے، یہ ایک الگ بحث ہے۔ ہم اس سلسلہ میں مدیر "الفرقان" سے پوچھنے کی جسارت ضرور کریں گے کہ وہ اپنے اس خود ساختہ اصول کی بناء پر یہ فرمائیں کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہلاتا ہے اور قرآن پاک کو اپنی شریعت یقین کرتا ہے اور کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لاتا ہے لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی د رسول نہیں مانتا۔ ایسے شخص کے بارہ میں آپ کا نظریہ کیا ہے؟

کیا آپ اسے اپنے مبینہ اصول کی بناء پر مسلمان سمجھتے اور تسلیم کرتے ہیں؟

اگر آپ اسے مسلمان تصور کرتے اور مانتے ہیں تو آپ کا اس شخص کے متعلق کیا خیال ہے جو ایسے آدمی کو مسلمان نہیں سمجھتا؟ ایسی کتابوں اور لٹریچر کے بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے جس میں ایسے لوگوں کو کافر اور غیر مسلم کہا گیا ہے؟

اور آپ کا یہ ارشاد کہ:

"اس محکم اصول کو توڑنے والے اور یہ کہنے والے کہ فلاں فرقہ اسلام کا جزو نہیں ' یا فلاں کو ہم مسلمان تصور نہیں کرتے ۔ وہی لوگ درحقیقت اتحاد بین المسلمین کے دشمن اور ملک کے بدخواہ ہیں"

کیا آپ ایسے دشمنان اتحاد اور ملک کے بدخواہوں کو جاننے کے بعد انہیں ان کے کیفر کردار تک پہنچانے میں ہمارے ساتھ تعاون کریں گے جو حقیقی مسلمانوں اور محمد عربی علیہ السلام کے غلاموں کو خواہ مخواہ ایک معمولی اور ادنی آدمی کے باعث کافر بنانے پر تلے ہوئے ہیں اور ان کی کتابوں اور لٹریچر کے ضبط کروانے کی طرف حکومت کو توجہ دلائیں گے۔؟

ایسے لوگوں اور کتابوں کی مختصر سی نشان دہی ہم آج کی صحبت میں کیے دیتے ہیں۔

سر فہرست ایک نام ہے' مرزا غلام احمد قادیانی ' ان کی ایک کتاب ہے "حقیقتہ الوحی"۔ وہ اس میں رقمطراز ہیں:

"جو مجھ کو باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھراتا ہے تو مومن کیونکر ہوسکتا ہے؟ اگر وہ مومن ہے تو میں بوجہ افتراء کرنے کے کافر ٹھہرا کیونکہ میں ان کی نظر میں مفتری ہوں" (۱)

اور:

"خدا تعالٰی نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا' وہ مسلمان نہیں ہے" (۲)

۱۔ حقیقتہ الوحی ص ۱۶۳

۲۔ ارشاد مرزا قادیانی مندرجہ الذکر الحکیم' منقول از اخبار "الفضل" ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء

اور مرزا غلام احمد کے فرزند اور قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا محمود احمد اپنے ابا کی کفر گری کا تذکرہ یوں کرتے ہیں :

"آپ (یعنی مرزا غلام احمد) نے اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا جانتا ہے مگر مزید اطمینان کے لیے اس بیعت میں توقف کرتا ہے 'کافر ٹھہرایا ہے' بلکہ اس کو بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا' لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے 'کافر ٹھہرایا ہے"(۳)

اور خود اپنی مسلمان دشمنی کا ثبوت یوں مہیا کرتے ہیں کہ :

"جو مسلمان حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا' وہ کافر دائرہ اسلام سے خارج ہیں " (۴)

اور مرزا غلام احمد کے دوسرے بیٹے مرزا بشیر احمد یوں اپنی مسلم دشمنی اور بدخواہی کا ثبوت دیتے ہیں کہ:

"ہر ایک شخص جو موسیٰؑ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰؑ کو نہیں مانتا' یا عیسیٰؑ کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا۔ یا محمدؐ کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے"(۵)

اور ایک اور مرزائی محمد فضل لکھتا ہے:

"یہ بات تو بالکل غلط ہے کہ ہمارے اور غیر احمدیوں کے درمیان کوئی فروعی اختلاف ہے ۔ کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے ' ہمارے مخالف حضرات مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں 'بتاؤ یہ اختلاف

۳۔ قول مرزا محمود' مندرجہ تشحیذ الاذہان' ۱۴۔ اپریل ۱۹۱۱ء
۴۔ آئینہ صداقت' مصنفہ مرزا محمود احمد ص ۳۵
۵۔ کلمۃ الفصل' مصنفہ مرزا بشیر احمد' مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز' ص ۱۱۰' نمبر ۳' ج ۱۴

فروعی کیونکر ہوا" (٦)

ایک اور فتنہ پرداز لکھتا ہے :

"جری اللہ فی حلل الانبیاء سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت احمد (مرزا) علیہ السلام ایک عظیم الشان نبی اللہ ورسول اللہ ہیں اور ان کا انکار موجب غضب الٰہی اور کفر ہے" (٧)

اور مرزائیوں کا ترجمان "الفضل" مورخہ ۱۴ ستمبر رقم طراز ہے :

چوہدری ظفراللہ صاحب کی بحث تو صرف یہ تھی کہ ہم (احمدی) مسلمان ہیں' ہم کو کافر قرار دینا غلطی ہے۔ باقی غیر احمدی کافر ہیں یا نہیں' اس کے متعلق عدالت ماتحت میں بھی احمدیوں کا یہی جواب تھا کہ ہم ان کو کافر کہتے ہیں اور ہائیکورٹ میں چوہدری صاحب نے اس کی تائید کی" (٨)

یہ ہے ان ملک کے بدخواہوں اور اتحاد بین المسلمین کے دشمنوں کی ایک ہلکی سی جھلک اور معمولی سی فہرست ۔ ہمیں امید ہے کہ مدیر "الفرقان" ان کے بارہ میں اپنی رائے سے ہمیں اور اپنے قارئین کو آگاہ کریں گے اور حکومت پاکستان سے درخواست کریں گے کہ وہ ایسے تمام لٹریچر کو ضبط کرے جس میں دنیا کی عظیم ترین قوم جس کی تعداد اس وقت ستر کروڑ سے زائد ہے' اور جو محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نام لیوا ہے' کے خلاف زہر اگلا گیا ہے اور ان کے اسلام اور ایمان کی نفی کی گئی ہے' اور اس طرح وہ اس بات کا عملی ثبوت مہیا کریں گے کہ وہ واقعتاً اس قماش کے لوگوں کو اتحاد بین المسلمین کے دشمن اور ملک کے بدخواہ سمجھتے ہیں۔

(بحوالہ الاعتصام' ۱۷ مئی ۱۹۶۸ء)

٦۔ "منہج المصلی" ص ۳۸۲' مصنفہ محمد فضل قادیانی ٧۔ النبوۃ فی الالہام مولفہ قاضی یوسف قادیانی ٨۔ "الفضل" قادیان' ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۲۲

اشتعال انگیز تحریریں

مرزائی حضرات آئے دن یہ واویلا کرتے رہتے ہیں کہ مسلمان ان کے خلاف نفرت انگیز تقریریں کرتے ہیں اور اشتعال انگیز لٹریچر چھاپتے ہیں ۔ اس سے وہ حکومت کو یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم بڑے صلح کن اور امن جو لوگ ہیں مسلمان بڑے فسادی اور شر انگیز ۔ اس طرح بعض دفعہ گورنمنٹ ان کے بھرے میں آکر مسلمان افراد کے خلاف ایسے اقدامات کر گزرتی ہے کہ اگر اسے حقائق کا علم ہو تو وہ کبھی ان کا ارتکاب نہ کرے ۔ کیونکہ شر انگیزی ہمیشہ مرزائیوں کی طرف سے ہوتی ہے اور جب مسلمان علماء و مبلغین اور رسائل ان کا نوٹس لیتے ہیں تو وہ فوراً امن پسندی اور انصاف کے نام پر حکومت کو خفیہ اور ظاہری طریقوں سے متوجہ کرنا شروع کردیتے ہیں اور اس طرح مسلمان حکومت کو مسلمانوں کے خلاف اکسا اور بھڑکا کر انہیں زک دینے کی کوشش کرتے ہیں جس سے عوام کے دلوں میں اپنی مسلم حکومت کے خلاف شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں اور ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے جس سے حکام اور رعایا کے درمیان دوری ہوتی ہے اور نفرت جنم لیتی ہے ' اس کی مثال یوں ہے کہ مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری رسول ہیں اور خداوند کریم نے یہ شرف آپ کو عطاء کیا ہے کہ نبوتیں اور رسالتیں آپ پر ختم ہوگئی ہیں اور اس طرح وہ کام جو پہلے انبیاء کیا کرتے تھے' اب اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسند کے امین سرانجام دیا کریں گے ۔ اب ایک آدمی اٹھتا ہے اور مسلمانوں کے اس متفقہ علیہ عقیدے کے برعکس نبی اکرمؐ کے اس شرف و فضیلت پر حملہ کرتے ہوئے اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی اور رسول ہے تو ظاہر ہے' اس سے مسلمانوں کے جذبات میں تموج پیدا ہوگا اور انہیں صدمہ پہنچے

گا کیونکہ اس سے ایک تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وفضیلت میں فرق آتا ہے اور دوسرے آپ کی بات کی تکذیب ہوتی ہے جب کہ آپؐ فرماتے ہیں:

فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجدا وطہورا وارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون (رواہ المسلم)

مجھے تمام انبیاء پر چھ چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے۔

۱۔ مجھے جامع کلمات سے نوازا گیا ہے۔

۲۔ مجھے رعب و دبدبہ عطا کیا گیا ہے۔

۳۔ میرے لیے اموال غنیمت کو حلال ٹھہرایا گیا ہے۔

۴۔ روئے زمین کو میرے لیے پاک اور سجدہ گاہ بنایا گیا ہے کہ جہاں نماز کا وقت ہوجائے، وہیں نماز ادا کرلی جائے۔

۵۔ مجھے پوری دنیا کے لیے مبعوث کیا گیا ہے۔

۶۔ نبیوں کا سلسلہ مجھ پر ختم کردیا گیا ہے۔

اب ظاہر ہے مسلمان اس شخص کے بارہ میں کبھی اچھا نظریہ نہیں رکھ سکتے جو ان کے مطاع ومقتداء محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کو کم کرنا چاہے، یا ان کے ارشاد کی تکذیب کرے اور پھر وہ ایسے لوگوں کو کیسے پسند کرسکتے ہیں یا ان کے بارے میں اچھی رائے رکھ سکتے ہیں جو ایسے آدمی کو خدا اوراس کے رسولؐ کے فرامین کے بالکل برخلاف نبی اور رسول مانتے ہیں اور پھراس پر بھی اکتفا نہ کرتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف زبان لعن وطعن بھی استعمال کرتے ہوں۔ اس لیے ہم اپنی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی ریاست پاکستان میں مسلمانوں کے مفادات کا لحاظ اور پاس رکھتے ہوئے

ایسی تمام تحریرات کو ضبط کرے جن سے مسلمانوں کے عقائد پر زو پڑتی ہو اور ان کے جذبات کو ٹھیس لگتی ہو اور جنھیں پڑھ کر ان کے قلوب واذہان جوش میں آجاتے ہوں، کیونکہ جب تک اشتعال انگیزی اور نفرت خیزیٔ کے محرکات کا خاتمہ نہ کیا جائے گا، اس وقت تک اشتعال و نفرت ختم نہیں کی جاسکے گی ۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے پیروکار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کریں ، مسلمانوں کو کافر اور جہنمی کہیں ، ان کی نماز جناز پڑھنے سے منع کریں ، ان کے پیچھے نماز ادا کرنے سے روکیں ، ان سے شادی بیاہ کی ممانعت کریں اور مسلمان پھر اسے مسلمان ہی سمجھیں ؟

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب اعجاز احمدی میں لکھتا ہے :

لہ خسف القمر المنیر وان لی

غسا القمران المشرقان اتنکر

"اس کے (نبی کریمؐ کے) لیے چاند گرہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو ان کا انکار کرے گا" (۱)

اور مرزا قادیانی کا بیٹا بشیر احمد تو یہاں تک گستاخی پر اتر آتا ہے کہ:

"اگر نبی کریمؐ کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود (مرزائے قادیانی) کا بھی کفر ہونا چاہیے کیونکہ مسیح موعود (مرزا) نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو (نعوذ باللہ) نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں ، کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں بقول مسیح موعود "آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے" آپ کا انکار کفر نہ ہو۔ (۲)

۱۔ اعجاز احمدی ، ص ۷۱

۲۔ کلمۃ الفضل مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص ۱۴۷ نمبر ۳ جلد ۱۴ مصنفہ مرزا بشیر احمد

اور ایک اور دریدہ دہن گستاخ یہاں تک کہہ دیتا ہے:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں،
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں!" (۳)

ایک اور مرزائی شاہنواز لکھتا ہے:

"حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا (۴)

اور پھر مرزائیوں کا دوسرا خلیفہ مسلمانوں کے خلاف اس قدر تند تیز اور تلخ جذبات رکھتا ہے کہ اپنی کتاب "انوار خلافت" میں اس قسم کی شدید اشتعال انگیز تحریر درج کرنے سے نہیں چوکتا۔

"ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اوران کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالٰی کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے، اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں" (۵)

(بحوالہ الاعتصام ، ۲۴ مئی ۱۹۶۸ء)

پچھلے شمارہ میں ہم نے اپنی گزارشات پیش کرتے ہوئے یہ مطالبہ کیا تھا کہ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی ریاست پاکستان میں مسلمانوں کو مکمل مذہبی تحفظ حاصل ہونا چاہیے ، تا کہ کوئی دریدہ دہن اسلامی شعائر، دینی مصطلحات اور مسلم اکابر پر زبان طعن دراز نہ کرسکے اور قلم گستاخ حرکت میں نہ لاسکے اور ایسے تمام لٹریچر کو

۳۔ "اخبار پیغام صلح" ۱۴ مارچ ۱۹۱۶ء نظم ظہورالدین اکمل قادیانی
۴۔ ریویو آف ریلیجنز، ۷ مئی ۱۹۲۹ء
۵۔ "انوار خلافت" ص ۹۰

ضبط کیا جائے جس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوتے ہوں ' کیونکہ اگر پاکستان ایسے قومی وملی وطن میں مسلمانوں کی نگہداشت نہ کی جاسکے تو دوسرے ممالک میں دوسروں سے کیا توقع رکھی جاسکے گی ؟

اس سلسلہ میں ہم نے چند ایسی تحریروں کی نشاندہی کی تھی جس سے مسلمانوں کے قلوب واذہان انتہائی برا اثر قبول کرتے ہیں اور ان کے اندر ہیجان اور منافرت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں ' آج ہم اس قسم کی چند اور تحریریں پیش کرتے ہیں تا کہ ہمارے ارباب اختیار کو معلوم ہو کہ ایک مخصوص گروہ جسے انگریزی حکومت نے اپنے مخصوص مقاصد کے لیے جنم دیا تھا' مسلمانوں کے متعلق کس قدر اشتعال انگیز اور منافرت خیز خیالات رکھتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا فرزند مرزا بشیر احمد مسلمانوں کے خلاف اپنے کینہ و عناد کا اظہار کرتے ہوئے لکھتا ہے

چو دور خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

اس الہامی شعر میں اللہ تعالیٰ نے مسئلہ کفر و اسلام کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے ' اس میں خدا نے غیر احمدیوں کو مسلمان بھی کہا ہے کہ وہ مسلمان کے نام سے پکارے جاتے ہیں' اور جب تک یہ لفظ استعمال نہ کیا جاوے لوگوں کو پتہ نہیں چل سکتا کہ کون مراد ہے' مگر ان کے اسلام کا انکار اس لیے کیا گیا ہے کہ وہ اب خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں بلکہ ضرورت ہے کہ ان کو پھر نئے سرے سے مسلمان کیا جاوے" (۶)

اور یہی بشیر احمد اسلام اور مسلمانوں سے اپنے بغض باطنی کو یوں اگلتا ہے:

۶۔ کلمۃ الفصل مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز' ص ۱۴۳' نمبر ۳ جلد ۱۴

حضرت مسیح موعود (مرزائے قادیانی) کی اس تحریر سے بہت سی باتیں حل ہوجاتی ہیں، اول یہ کہ حضرت صاحب کو اللہ نے الہام کے ذریعے اطلاع دی کہ "تیرا انکار کرنے والا مسلمان نہیں اور نہ صرف یہ اطلاع دی، بلکہ حکم دیا کہ تو اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھ، دوسرے یہ کہ حضرت (مرزا) صاحب نے عبدالحکیم خاں کو جماعت سے اس واسطے خارج کیا کہ وہ غیر احمدیوں کو مسلمان کہتا تھا، تیسرے یہ کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے منکروں کو مسلمان کہنے کا عقیدہ ایک خبیث عقیدہ ہے، چوتھے یہ کہ جو ایسا عقیدہ رکھے اس کے لیے رحمت الٰہی کا دروازہ بند ہے۔ چھٹے یہ کہ جو مسیح موعود کے منکروں کو راست باز قرار دیتا ہے، اس کا دل شیطان کے پنجے میں گرفتار ہے" (۷)

ایک اور مرزائی مسلمانوں کے متعلق یوں گہربار ہے:

خدا تعالٰی نے حضرت مرزا صاحب کو فرمایا کہ جس کو میرا محبوب بننا منظور اور مقصود ہو، اس کو تیری اتباع کرنی اور تجھ پر ایمان لانا لازمی شرط ہے، ورنہ وہ میرا محبوب نہیں بن سکتا۔ اگر تیرے منکر تیرے اس فرمان کو قبول نہ کریں، بلکہ شرارت اور تکذیب پر کمربستہ ہوں تو ہم سزا دہی کی طرف متوجہ ہوں گے، ان کافروں کے واسطے ہمارے پاس جہنم موجود ہے جو قیدخانہ کا کام دے گا۔ یہاں صرف حضرت احمد (قادیانی) کے منکر اور اطاعت و بیعت میں نہ آنے والے گروہ کو کافر قرار دیا ہے، اور جہنم ان کے لیے بطور قیدخانہ قرار دیا ہے"۔ (۸)

اور مرزائیوں کا دوسرا خلیفہ مرزا محمود احمد مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنے کے

۷۔ کلمۃ الفصل مندرجہ ریویو آف ریلیجنز، ص ۱۲۵، نمبر ۳، جلد ۱۴

۸۔ النبوۃ فی الالہام، ص ۴۰، مولف قاضی محمد یوسف قادیانی

بارہ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے:

"حضرت مسیح موعود (مرزائے قادیانی) نے سختی سے تاکید فرمائی ہے کہ کسی (احمدی) کو غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ باہر سے لوگ اس کے متعلق بار بار پوچھتے ہیں، میں کہتا ہوں تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے، اتنی دفعہ ہی میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں، جائز نہیں۔" (۹)

ایک اور جگہ پھر اس سے بھی زیادہ صراحت کے ساتھ کہتا ہے:

"ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے، اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔" (۱۰)

اور پھر یہی محمود احمد اس حد تک دشنام طرازی پر اتر آیا ہے کہ:

"کسی احمدی (مرزائی) نے احمدیت (مرزائیت) کی حالت میں غیر احمدی سے احمدی لڑکی کا نکاح نہیں کیا، اس سے مراد ہی ہے جو حدیث میں آیا ہے

لا یزنی زان حین یزنی وھو مومن۔

نہیں زنا کرتا کوئی زانی در آں حالیکہ وہ مومن ہو۔

بعض احکام ایسے ہوتے ہیں کہ جن کو کرتے وقت انسان ایمان سے نکل جاتا ہے اور اسی طرح یہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص احمدیت کو تسلیم کرتا ہو اور پھر غیر احمدی کو اپنی لڑکی دے دے۔" (۱۱)

۹۔ انوار خلافت، ص ۸۹ ۔ ۱۰۔ انوار خلافت، ص ۹۰

۱۱۔ الفضل مورخہ ۲۶، ۲۹ جون ۱۹۲۲ء

اور خود مرزا غلام کی مسلم دشمنی اور عداوت کا یہ عالم ہے کہ وہ کہتا ہے

"یہ جو ہم نے دوسرے مدعیان اسلام سے قطع تعلق کیا ہے '
اول تو یہ خدا کے حکم سے تھا' نہ اپنی طرف سے اور دوسرے وہ لوگ ریاپرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں حد سے بڑھ گئے ہیں' ان لوگوں کو ان کی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہے ' جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں جو سڑ گیا ہے اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں اس وجہ سے ہماری جماعت کسی طرح ان سے تعلق نہیں رکھ سکتی اور نہ ہمیں ایسے تعلق کی حاجت ہے" (۱۲)

اور پھر یہی مرزائے قادیانی انتہائی جسارت سے کام لے کر اپنے آپ کو سرور عالم' محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل واعلیٰ کہنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا:

"ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچ ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا' اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کی انتہا نہ تھا بلکہ کمالات کے معراج کے لیے پہلا قدم تھا۔ پھر روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری تجلی فرمائی" (۱۳)

دیکھئے کس قدر گستاخی اور بے باکی سے ایک ادنیٰ ترین شخص اپنے آپ کو اعلی الخلائق سے افضل و برتر کہنے میں کوئی شرم وحیا محسوس نہیں کرتا اور ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے دل اس سے جس قدر بھی زخمی ہوں کم ہے' اس لیے ہم اپنی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس گروہ مسلم دشمن کو ہدایت کرے کہ وہ

۱۲۔ خطبہ الہامیہ ' ص ۱۷' مصنفہ غلام احمد قادیانی

۱۳۔ تشحیذ الاذہان' جلد ۶' نمبر ۸' ص ۳۱۱

آئندہ اس قسم کی کتابوں اور تحریروں کی نشرواشاعت سے باز رہے اور پہلے چھپی ہوئی تمام تحریروں کو تلف کرے جن سے آقائے مدنی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہ کرام علیہم رضوان اللہ کے خلاف یا مسلمانوں کے مقدسات اور عقائد پر زد پڑتی ہو اور ان کے جذبات مجروح ہوتے ہوں۔ کیونکہ ایسا کرنا ملکی اور قومی مفادات میں شامل ہے

(بحوالہ "الاعتصام" ۳۱ مئی ۱۹۶۸ء)

فتنہ پرور

ہم متعدد بار ان کالموں میں اس بات کا ذکر کرچکے ہیں کہ اس اسلامی ملک پاکستان میں کسی فرقہ کو اس بات کی اجازت نہیں دینی چاہیئے کہ وہ مسلمانوں کی دل آزاری کرے۔ ان کے معتقدات اور مقدسات پر حملہ کرے' ان کے اکابر کی عزتوں سے کھیلے اور ان کے بزرگوں پر کیچڑ اچھالے' کیونکہ جس وقت کسی بھی فرقہ اور مذہب سے تعلق رکھنے والے لوگ مسلمانوں کے کسی عقیدے یا مسلمانوں کی کسی بزرگ شخصیت پر زبان درازی کرتے ہیں تو وہ براہ راست اسلام اور شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام پر حملہ آور ہوتے ہیں اور ایک مسلمان ملک میں اسلام پر نقد و جرح اور مسلمانوں کی تنقیص و توہین کرنے والوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہونی چاہیے۔ اس موضوع پر ائمہ کرام نے کتب فقہ میں مستقل ابواب لکھے ہیں اور کئی نے اس مسئلہ پر مبسوط اور مفصل کتابیں اور رسائل ترتیب دیئے ہیں' کیونکہ وہ شخص جس سے ایک مسلم اور اسلامی ریاست میں رہتے ہوئے مسلمانوں کی آبرو اور اسلام کی عزت محفوظ نہیں اس سے یہ توقع کیسے رکھی جاسکتی ہے کہ وہ مسلمانوں کی ریاست اور ان کے قائم کردہ ملک و وطن کا وفادار اور فرمانبردار اور اس کی سالمیت اور بقاء کا طلب گار اور خواہش مند ہوگا' کیونکہ اس کی ساری ہمدردیاں اور خیر خواہیاں اس کے ساتھ وابستہ ہوں گی جو اس کے مفادات ومطالبات کو پورا کرتا ہے اور اس کی مقصد براری میں اس کا ہاتھ بٹاتا ہے خواہ وہ ملک و وطن کا بدخواہ ہو اور خواہ وہ اہل وطن کا دشمن۔ ایسے لوگ صرف اپنے اہداف اور اپنی اغراض کے غلام ہوتے ہیں اور ان اغراض واہداف کے حصول کی خاطر وہ ادنیٰ سے ادنیٰ کام کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی گرامی اور ذات مطہرہ کے

ذات مطہرہ کے متعلق یاوہ گوئی سے باز نہیں رہتا' اس سے یہ توقع ہی فضول ہے کہ وہ آپؐ کے نام اطہر پر قائم ہونے والے وطن کے بارہ میں اچھے جذبات رکھے گا اور ایسی فضا پیدا کرنے سے گریز کرے گا جس سے ملک کے امن و امان کے تہ و بالا ہوجانے کا خدشہ پیدا ہوتا ہو اور لوگوں کے جذبات مجروح ہوتے ہوں' بلکہ ایسے لوگوں کی تو خواہش ہی یہی ہوتی ہے کہ ملک کی فضاء (خاکش بدہن) ہمیشہ مکدر رہے' تاکہ حکومت کو ملک کی سلامتی اور ترقی کی طرف توجہ کرنے کا موقع ہی نہ ملے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ مسلمانوں کی قومی وملی حکومت کو خود مسلمانوں سے بھڑایا جائے اور اس طرح عوام کو حکومت سے متنفر کرکے ملک میں افراتفری پیدا کی جائے جس سے اسلامی قوتیں اور طاقتیں کمزور ہوں اور خود انھیں پنپنے اور پھلنے پھولنے کے مواقع مل جائیں اور اس کی صورت یوں ہو کہ جب مسلمانوں کے کسی مسلمہ عقیدے یا کسی محترم ہستی پر چھینٹے دیے جائیں اور جب مسلمان اس پر برافروختہ ہوں تو قانون اورامن کے نام پر حکومت کو انگیخت کی جائے' چنانچہ آئے دن ایسے لوگوں کے اخبارات اور رسائل ایسی ہی تحریریں شائع کرتے اور ان کے "بڑے" اپنی تقریروں اور جلسوں میں اس کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔

اسی طرح کی ایک تحریر حال ہی میں ایک مرزائی پرچہ میں شائع ہوئی ہے جس میں مسلمانوں کے ایک انتہائی محترم و معظم اور صف اول کے ناموو عالم کے خلاف دریدہ دہنی نہیں بلکہ دشنام طرازی کی گئی ہے۔ اس میں ایک مرزائی نورالدین بھیروی اور ضیغم ملت مولانا محمد حسین بٹالوی رحمتہ اللہ علیہ کا موازنہ کیا گیا ہے کہ:

"ایک (یعنی نورالدین) نے اپنے "نور ایمان" سے مرزائے قادیانی کو مان لیا اور دوسرے (مولانا محمد حسین بٹالویؒ) نے اپنی "بے بصیرتی" سے تسلیم

نہ کیا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ "اللہ تعالیٰ نے اسے ایسا ذلیل کیا کہ نام ونشان ہی مٹ گیا' اور اپنی زندگی میں وہ رسوا اور نامراد رہا" (۱)

اب ظاہر ہے کہ کسی بھی مسلمان کا اس تحریر کو پڑھ کر جوش وغصہ میں آنا ایک قدرتی امر ہے اور اسے حق حاصل ہے کہ وہ ایسے بدباطن کا اچھی طرح نوٹس لے جو ایک معزز اور قابل صد احترام مرحوم مسلمان عالم دین کو صرف اس لیے گالی دیتا ہے کہ اس نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلینی کے خلاف بغاوت کرنے سے انکار کردیا تھا' اگر نبی عربی فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری واطاعت اور آپؐ کے دامن اقدس سے وابستگی کا نام (عیاذاباللہ) ذلت ورسوائی ہے تو متنبی ہندی کی رفاقت واطاعت بھی باعث عزت اور قابل پذیرائی نہیں ہوسکتی۔

ہمارے نزدیک غلام احمد قادیانی کے یہ مرید اور نورالدین مرزائی کے یہ حمائتی ان دونوں کے دوست نہیں' بلکہ دشمن ہیں جو ہمیں اس بات پر مجبور کرتے ہیں کہ ہم ان کی ذلتوں اور رسوائیوں کا رازطشت ازبام کریں لیکن اس سے پہلے کہ ہم بتلائیں کہ کون ذلیل ورسوا ہو کے مرا ہے' مولانا محمد حسین بٹالوی علیہ الرحمتہ یا نورالدین مرزائی اور مرزا غلام احمد قادیانی؟ ہم اپنی حکومت اور پریس برانچ سے یہ پوچھنے کی جرات ضرور کریں گے کہ وہ ایسے بے لگاموں کو کیوں لگام نہیں دیتے جو ملک میں فتنہ وفساد کے بیج بوکر ملک کی سالمیت کو نقصان پہنچاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس فتنہ وفساد کے نتیجہ میں ان کے گھروندے سلامت ومحفوظ رہیں گے' کیا انہیں معلوم نہیں کہ یہ اسی وقت تک محفوظ ہیں' جب تک کہ ملک محفوظ ہے' اگر خدانخواستہ ملک پر کوئی آنچ آگئی تو یہ بھی ان کے اثر سے مامون سے نہیں رہ سکیں گے۔

۱۔ مرزائی پرچہ "پیغام صلح" ۲۹ مئی ۱۹۶۸ء

ہم اپنی حکومت سے دوبارہ اپیل کریں گے کہ وہ ملک کے ان بدخواہوں پر کڑی نگرانی رکھے اور ان کی تمام ایسی تحریرات پر قدغن لگائے جن سے اسلام کے نام پر وجود میں آئے ہوئے اس دیس میں مسلمانوں اور اسلام کے خلاف جارحیت کا ارتکاب کیا گیا ہو اور جن سے ملک کے امن وامان کو خطرہ لاحق ہوتا ہو کیونکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ان لوگوں کا اصل اقدام کسی مخصوص مسلمان جماعت کے خلاف نہیں بلکہ تمام مسلمانوں، راعی اور رعایا، حکومت اور عوام کے خلاف ہے، اس دفعہ اسی پر اکتفاء کرتے ہوئے ہم آئندہ اس مضمون کا علمی تجزیہ کرتے ہوئے بدلائل یہ ثابت کریں گے کہ رسوائی اورذلت کی موت کون مرا؟

مرزا غلام احمد، نورالدین یا مولانا محمد حسین بٹالوی رحمتہ اللہ علیہ؟ ان شاء اللہ! ●

(بحوالہ الاعتصام، ۷ جون ۱۹۶۸ء)

ذلیل و رسوا ـــــــــــ کون؟

ہم نے پچھلے شمارہ میں ایک مرزائی پرچہ کی ایک دل فگار اور منافرت انگیز عبارت کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنی حکومت سے یہ اپیل کی تھی کہ وہ ایسے لوگوں کا سختی سے محاسبہ کرے جو ایک اسلامی ریاست میں بستے ہوئے مسلمانوں کی عزت و آبرو پر حملہ آور ہوتے ہیں اور ان کے اکابر علماء' صلحاء' اور مقدسات و شعائر کی گستاخی' بے ادبی' اور بے حرمتی کرتے ہیں اور صرف اس جرم کی پاداش میں کہ انھوں نے محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین اور شریعت سے بغاوت کا ارتکاب کیوں نہیں کیا اور ان چیزوں کو اس قدر مطہر ومقدس کیوں خیال کرتے ہیں جن سے رسول عربی علیہ الصلوۃ والسلام کا تعلق' محبت اور وابستگی رہی ہے۔ اس سلسلہ میں ہم نے اس قماش کے لوگوں کی ایک نئی اور تازہ جارحیت کی نشاندہی کرتے ہوئے جو انھوں نے مسلمانوں کی ایک انتہائی معزز اور محترم اور گرامی قدر شخصیت مولانا محمد حسین بٹالوی رحمتہ اللہ علیہ کے بارہ میں کی تھی' اس بات کا وعدہ کیا تھا کہ اس شمارہ میں ہم اس کا علمی تجزیہ کریں گے اور بدلائل یہ ثابت کریں گے کہ مرزائی الزام کا اصل مصداق کون ہے؟ حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی رحمتہ اللہ علیہ یا مرزا غلام احمد قادیانی اور نورالدین بھیروی؟

یاد رہے کہ مرزائی پرچے "پیغام صلح" نے اپنے شمارہ نمبر ۲۰' ۲۱' جلد ۵۶۔ مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۶۸ء میں حکیم نورالدین بھیروی اور حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی رحمتہ اللہ علیہ کا موازنہ کرتے ہوئے لکھا کہ

"چونکہ مولانا بٹالوی نے مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیحیت کو قبول نہ کیا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسے ایسا ذلیل کیا کہ نام ونشان ہی مٹ گیا

اور اپنی زندگی میں وہ رسوا اور نامراد رہا"

یہ عبارت اپنے اندر جس قدر گھٹیا پن اور پستی لیے ہوئے ہے' اس سے قطع نظر ہم اس وقت صرف یہ ثابت کریں گے کہ ذلت و رسوائی کی موت کون مرا؟

نور الدین جس نے مرزا کے دعویٰ مسیحیت کو قبول کرلیا' یا کہ مرزا جس نے مسیحیت کا دعویٰ کیا؟

اسی اخبار "پیغام صلح" کے نامہ نگار نے ایک اشتہار شائع کیا' جس کا نام رکھا "گنجینہ صداقت" اور اس اشتہار کو نقل کیا' مشہور مرزائی پرچہ "الفضل" نے۔ اس میں نورالدین کی ذلت ورسوائی کی موت کو اس کے " نوربصیرت" کے باوصف ان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے:

"کہاں مولوی نورالدین صاحب کا حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نبی اللہ اور رسول اللہ اور اسمہ احمد کا مصداق یقین کرنا اور کہاں وہ حالت کہ وصیت کے وقت مسیح موعود کی رسالت کا اشارہ تک نہ کرنا۔ استقامت میں فرق آنا اور پھر بطور سزا کے گھوڑے سے گر کر بری طرح زخمی ہونا اور آئندہ جہاد میں بھی کچھ سزا اٹھانا اور اس کے بعد اس کے فرزند عبدالحی کا عنفوان شباب میں مرنا اور اس کی بیوی کا تباہ کن طریق پر کسی اور جگہ نکاح کرلینا' یہ باتیں کچھ کم عبرت انگیز نہیں" (۱)

کیا کہتا ہے "پیغام صلح" کا موجودہ مضمون نویس کہ یہ سچا ہے یا "پیغام صلح" کا وہ روزنامہ نگار جس نے "گنجینہ" صداقت شائع کیا تھا اور جس کی عبارت کو "الفضل" نے نقل کیا ہے؟ اور اسی "پیغام صلح" نے مورخہ ۲۳۔ مئی ۱۹۱۷ء کو

۱۔ منقول از اخبار "الفضل" قادیان شمارہ نمبر ۱۹' جلد نمبر ۹ مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۲۲ء

یہ خبر شائع کی تھی جو پس منظر کا پورا پتہ دیتی ہے کہ:

"فروری کا مہینہ وہ مہینہ ہے جب حضرت مولانا نورالدین صاحب بستر علالت پر تھے اور آپ کی حالت دن بدن تشویشناک تھی" (۲)۔

اور پھر انہی مرزائیوں کی جانب سے مرزا بشیر الدین پر کیا کیا الزام لگائے گئے، کہ اس نے نورالدین کی اولاد کا خاتمہ کیا' اس کی بیٹی اور اپنی بیوی امتہ الحی کو قتل کروا دیا۔ نورالدین کے بیٹے عبدالحی کو زہر دلوا کر مروا دیا' اور پھر یہ تو کل کی بات ہے' اسی نورالدین جس نے مرزائیت کی خاطر اپنا سب کچھ' دین' ایمان' مذہب' ضمیر اور روپیہ ہر چیز لٹا دیا تھا' جس نے بقول "پیغام صلح" اپنے "نور بصیرت" سے مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیحیت کو مان لیا تھا' اس کے دوسرے بیٹے عبدالمنان سے خلیفہ قادیان نے جو کچھ کیا تھا' وہ کسی سے پوشیدہ نہ ہوگا۔ کہ اسے منافق قرار دیا' اس کا سوشل بائیکاٹ کروایا اور ربوہ میں اس کا داخلہ ممنوع قرار پایا اور اسے اس جماعت تک سے نکال باہر پھینک دیا جس کی خاطر اس کے باپ نے ہزار ذلت و رسوائی مول لی تھی اور اس طرح نورالدین کی عبرت انگیز اور ذلت آمیز موت پر ہی اکتفا نہ کیا' بلکہ اس کی رسوائی میں اس کی موت کے بعد اور اضافے کیے گئے اور اس کا نام ونشان تک مٹا دیا گیا۔

ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے پھر کسی دوسرے پر حملہ آور ہونا اپنے گھر سے بے خبری کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے؟ یا شائد "پیغام صلح" کے مضمون نویس کو نورالدین کی زندگی کے احوال یاد رہ گئے ہوں' جنہیں وہ حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی علیہ الرحمتہ کے حالات سمجھتا رہا ہو' وگرنہ ذلت ورسوائی کی موت نورالدین کے مقدر ہوئی نہ کہ مولانا بٹالوی کے اور پھر موت کے بعد تباہیاں اور نامرادیاں نورالدین کو نصیب ہوئیں کہ مرزائیوں کے بقول "بچے بھی انھوں نے مروائے

۲۔ پیغام صلح' ۲۳۔ مئی ۱۹۶۷ء

جن کی خاطر اس نے اپنا سب کچھ حتیٰ کہ عزت کی موت کو بھی تج دیا تھا اور یہ رسوائیاں صرف اسی کا مقدر نہیں بنیں بلکہ اس کا مقدر بھی جس کی خاطر اس نے اپنا ایمان اور مذہب تک قربان کردیا تھا کہ خدائے جبار و قہار نے اس پر اس دنیا میں ہی انواع واقسام کی بیماریاں اور عذاب نازل کیے اور موت سے پہلے ہی رسوائیاں اور ذلتیں اس پر مسلط کردی گئیں:

"دایاں ہاتھ ٹوٹ گیا اور آخر عمر تک شل رہا' کہ اس ہاتھ سے پانی تک اٹھا کر نہ پیا جاسکتا" (۳)

"دانت خراب اور ان میں کیڑا لگا ہوا" (۴)

"آنکھیں اس قدر خراب کہ کھولنے میں تکلیف ہو" (۵)

"حافظہ اس قدر خراب کہ بیان نہیں ہوسکتا" (۶)

"دوران سر اور بردِ اطراف کی اس قدر تکلیف کہ موت سے تین برس پہلے تک اور اس سے پہلے بھی متعدد سال رمضان کے روزے نہ رکھے" (۷)

"اور کبھی دورے اس قدر سخت پڑتے کہ ٹانگوں کو باندھ دیا جاتا" (۸)

"اور کبھی اس قدر غشی پڑ جاتی کہ چیخیں نکل جاتیں" (۹)

"اور اس کے علاوہ ذیابیطس اور تشنج قلب اور دق کی بیماری اور حالت

۳۔ "سیرۃ المہدی" حصہ اول' مصنفہ مرزا بشیر احمد فرزند مرزا قادیان۔

۴۔ "سیرۃ المہدی" حصہ دوئم' ص ۱۳۵

۵۔ "سیرۃ المہدی" حصہ دوئم' ص ۷۷

۶۔ "مکتوبات احمدیہ" ج ۵' ص ۲۱

۷۔ "سیرۃ المہدی" حصہ اول' ص ۵۱

۸۔ "سیرۃ المہدی" حصہ اول' ص ۴۲

۹۔ "سیرۃ المہدی" حصہ اول' ص ۱۳

مردمی کالعدم اور دل دماغ اور جسم نہایت کمزور" (۱۰)

"اور پھران سب پر مستزاد مالیخولیا اور مراق کا موذی مرض" (۱۱)

"اور ہسٹریا بھی" (۱۲)

اور پھر خدا منتقم وشدید العقاب نے ردائے نبوت کے سرقہ کے جرم کی پاداش میں اس طرح رسوا اور ذلیل کیا کہ:

"قریب سو دفعہ کے دن رات میں پیشاب آتا ہے اور اس سے ضعف ہوجاتا ہے" (۱۳)

"اور اس وجہ سے رات کو مٹی کا برتن پاس ہی رکھ لیا جاتا اور اس میں پیشاب کرکے خود ہی مرزا قادیانی پیشاب کے برتن کو صاف کرتا" (۱۴)

اور آخر کار موت نے اس کی تمام ذلتوں اور رسوائیوں پر مہر تصدیق ثبت کردی' چنانچہ مرزا قادیان کے اپنے الفاظ جو اس نے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ رحمتہ اللہ علیہ کو دعوت مباہلہ میں لکھے خود اس کی ذلت آمیز اور رسوا کن موت پر زبردست گواہ ہیں' وہ لکھتا ہے کہ:

اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں' جیساکہ اکثر اوقات آپ اپنے پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا' کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی عمر بہت نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ناکام ہلاک ہوجاتا ہے" (۱۵)

۱۰۔ نزول المسیح' ص ۲۰۹' مصنفہ مرزا قادیانی۔

۱۱۔ "سیرۃ المہدی" حصہ دوئم' ص ۵۵

۱۲۔ ریویو قادیان اگست ۱۹۲۶ء

۱۳۔ ضمیمہ براہین احمدیہ' ج ۵' ص ۲۰۱

۱۴۔ "الفضل" مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۴۰ء

۱۵۔ تبلیغ رسالت' ج ۱۰' ص ۱۲۰

اور وہی ہوا' کہ اس کے صرف ایک سال اور ایک ماہ بعد مرزا قادیانی ذلت و حسرت کے ساتھ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ ایسے دشمنوں کی زندگی میں اس بری مرض میں مبتلا رہ کر مرگئے جسے ہیضہ کہتے ہیں اور اس رسوائی کا نقشہ بھی خود اس کے بیٹے نے کھینچا ہے جو اسے مرض موت میں لاحق ہوئی' وہ اپنی والدہ کے حوالے سے لکھتا ہے:

"پہلے ایک پاخانہ آیا اور اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانے نہ جاسکتے تھے' اس لیے چارپائی کے پاس ہی بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی' مگر ضعف بہت ہوگیا تھا' اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک اور قے آئی - جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ پشت کے بل چارپائی پر گرگئے' اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہوگئی" (۱۶)

اور پھر اسی پیغام صلح میں شائع ہوا کہ:

"بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی موت کے وقت ان کے منہ سے پاخانہ نکل رہا تھا" (۱۷)

اب بتلائیے کہ رسوائی اور ذلت کی موت کون مرا ؟ مرزائی نورالدین بھیروی' مرزا غلام احمد قادیانی یا حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی علیہ الرحمتہ ؟

اس لیے ہم نے کہا تھا کہ جو لوگ مرزا قادیانی کے مخالفین پر اس قسم کے گھٹیا' بے بنیاد اور جھوٹے الزام تراش کر اپنے حواریوں کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ مرزا غلام احمد اور اس کے ساتھیوں کے دوست نہیں بلکہ دشمن ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کی ذلتوں اور رسوائیوں کو ان لوگوں کے سامنے بے نقاب

۱۶۔ سیرۃ المہدی' ص ۱۰۹ ۱۷۔ "پیغام صلح" ۳ ۔ مارچ ۱۹۳۹ء

کیا جائے جو پہلے اس سے بے خبر ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ ہماری یہ مختصر تحریر جو ہنوز تشنہ ہے' ان لوگوں کے لیے فکر و عبرت کے کافی سامان مہیا کر دے گی۔

(بحوالہ الاعتصام' ۱۴۔ جون ۱۹۶۸ء)

مرزا غلام احمد کا دعویٰ

مرزائیوں کی لاہوری پارٹی کے امیر صدر الدین صاحب کا ایک بیان مرزائی ترجمان "پیغام صلح" مورخہ ۱۲۔ جون ۱۹۶۸ء میں شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے اپنے اور اپنی جماعت کے عقائد بیان کیے ہیں کہ:

"احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اس بات پر محکم یقین رکھتی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور جو شخص حضور کو خاتم النبیین یقین نہیں کرتا اس کو بے دین سمجھتی ہے اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتی ہے' اور جو شخص حضور کے بعد دعویٰ نبوت کرے اس کو لعنتی گردانتی ہے"

اور آگے چل کر کہتے ہیں:

"احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور یہ اعتقاد رکھتی ہے کہ مرزا غلام احمد رئیس قادیان موجودہ دور کے مجدد ہیں" (۱)

اس بات سے قطع نظر کہ لاہوری مرزائیوں کے اصل عقائد کیا ہیں اور جناب صدرالدین صاحب کے اس بیان میں کس قدر واقعیت اور حقیقت ہے؟ ہم اس وقت صرف یہ پوچھنے کی جسارت کریں گے کہ اگر واقعی لاہوری مرزائیوں کے یہی عقائد ہیں جن کا اظہار اس لمبے چوڑے بیان میں کیا گیا ہے تو پھر ان کی مرزا غلام احمد سے نسبت کیا معنی رکھتی ہے؟ جب کہ ان کے مذکورہ قول کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا لعنتی ہے اور مرزا قادیانی بہانگ دہل اپنی نبوت کا اعلان کررہے ہیں' وہ اپنی کتاب "حقیقتہ الوحی" میں لکھتے ہیں:

۱۔ مرزائی پرچہ "پیغام صلح" شمارہ نمبر ۲۲' ۲۳' جلد ۵۶۔ مورخہ ۱۲۔ جون ۱۹۶۸ء

"اس امت میں نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں" (۲)

ایک اور جگہ اس سے بھی زیادہ وضاحت سے رقمطراز ہیں:

ہلاک ہوگئے وہ جنھوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا' مبارک ہے وہ جس نے مجھ کو پہچانا' میں خدا کی سب راہوں سے آخری راہ ہوں اور اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے' کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے" (۳)

اور پھر ان سب سے بڑھ کر:

"پس میں جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیش گوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں' کہ صاف طور پر پوری ہوگئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جب کہ خود خدا نے یہ نام میرے رکھے ہیں' تو میں کیونکر رد کردوں یا کیونکر اس کے سوا کسی سے ڈروں" (۴)

صدرالدین صاحب اور ان کی جماعت بغور سنیں کہ مرزا غلام احمد کیا کہہ رہے ہیں:

"اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں' جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں" (۵)

۲۔ "حقیقتہ الوحی" ص ۳۹۱' مصنفہ مرزا غلام احمد

۳۔ "کشتی نوح" ص ۵۶' مصنفہ مرزا قادیانی ۴۔ "ایک غلطی کا ازالہ" مصنفہ مرزا قادیانی

۵۔ "تتمہ حقیقتہ الوحی" ص ۶۸' مصنفہ مرزا غلام احمد قادنی۔

اور اسی کتاب میں آگے چل کر لکھتے ہیں:

"خدا نے ہزار ہانشانوں میں سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گزرے ہیں جن کی یہ تائید کی گئی لیکن پھر جن کے دلوں پر مہریں ہیں وہ خدا کے نشانوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھاتے" (۶)

اور اپنی ایک دوسری کتاب میں اسی مفہوم کو یوں بیان کرتے ہیں:

"اور خدا نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں، اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے" (۷)

کیا ان عبارات سے صدرالدین صاحب اور ان کی جماعت کو معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ کیا ہے اور وہ ان کے بیان کے مطابق کیا ٹھہرتے ہیں؟ اور اگر اب بھی انہیں مرزا کے دعویٰ کا علم نہ ہوا ہو تو وہ اپنے علم میں اضافہ کریں جسے مرزا قادیانی نے خود تحریر کیا ہے:

"سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا ۔ تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ خداتعالیٰ بہرحال جب تک طاعون دنیا میں رہے گا، گو ستر برس تک رہے، قادیان کو اس خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا، کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لیے نشان ہے۔" (۸)

اور اسی وجہ سے اپنے آخری ایام میں مرزا غلام احمد نے لاہور کے اخبار عام کو ایک خط لکھا جس میں انھوں نے واشگاف الفاظ میں اس بات کا دعویٰ کیا کہ

۶۔ "تتمہ حقیقتہ الوحی" ص ۱۴۸۔

۷۔ "چشمہ معرفت" ص ۳۱۷، مصنفہ مرزا غلام احمد۔

۸۔ "دافع البلاء" مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی

وہ نبی ہیں' ان کے اپنے الفاظ ہیں:

"اور ان ہی امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے' تو میں کیونکر انکار کرسکتا ہوں' میں اس پر قائم ہوں" (۹)

اور اپنے اخبار "بدر" میں بھی اس بات کا اظہار کیا کہ:

"میں کوئی نیا نبی نہیں ہوں' پہلے بھی کئی نبی گزرے ہیں جنھیں تم لوگ سچا مانتے ہو" (۱۰)

ان واضح اور صاف دلائل کے ہوتے ہوئے لاہوری مرزائیوں کے امیر کا یہ کہنا کہ وہ مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتے اور حضور کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کو لعنتی سمجھتے ہیں کیا معنی رکھتا ہے؟ اگر وہ واقعی صدق دل سے خاتم النبیین محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا آخری نبی اور آخری رسول سمجھتے ہیں اور آپؐ کے بعد مدعی نبوت کو کذاب اور اس کے ماننے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں تو پھر ان کی مرزا غلام احمد کے بارے میں کیا رائے ہے؟ جب کہ ہم خود اس کی عبارات سے ثابت کرچکے ہیں کہ وہ نہ صرف مدعی نبوت ہے' بلکہ اس بات کا بھی دعویٰ رکھتا ہے کہ جس قدر نشانات اس کی نبوت کے اثبات کے لیے ظاہر ہوئے ہیں اس قدر کسی اور نبی کے لیے ظاہر نہیں ہوئے' بلکہ وہ تو یہاں تک کہہ گیا ہے کہ:

"خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں' اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم

۹۔ مرزا غلام احمد کا خط' مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء بنام اخبار "عام" لاہور۔ منقول از قادیانی مذہب ۱۸۲۔

۱۰۔ اعلان مرزا غلام احمد قادیانی' مندرجہ اخبار "بدر" قادیان مورخہ ۱۹۔ اپریل ۱۹۰۸ء

کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے" (۱۱)

کیا مرزا غلام احمد قادیانی اپنی ان عبارات اور اپنے ان دعاوی کی بناء پر جناب صدرالدین صاحب کے بیان کے مطابق لعنتی قرار نہیں پاتے ؟ اور اگر نہیں پاتے تو کیوں ؟ جب کہ صدرالدین صاحب اپنے بیان میں بغیر کسی استثناء کے حضور کے بعد دعویٔ نبوت کرنے والے کو لعنتی گردان چکے ہیں ؟

اور اگر مرزا قادیانی ملعون ٹھہرتے ہیں تو کیا ایک ملعون شخص مجدد ہو سکتا ہے؟ یا اسے مجدد مانا جاسکتا ہے ؟ امید ہے کہ لاہوری مرزائیوں کے امیر یا ان کے اخبار کے مدیر اخلاقی جرات کا ثبوت دیتے ہوئے اس بارہ میں اپنی پوزیشن کو صاف کریں گے۔

یہ الگ بات ہے کہ اندرون خانہ خود لاہوری مرزائی بھی مرزا غلام احمد کو نبی مانتے اور تسلیم کرتے ہیں اور صرف ربوہ والوں سے لڑائی اور لوگوں کو دھوکہ دینے کی خاطر انہوں نے یہ لبادہ اوڑھ رکھا ہے' وگرنہ خود "پیغام صلح" میں مرزا قادیانی کو مسیح موعود اور علیہ السلام کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے' چنانچہ "پیغام صلح" کے اسی شمارہ میں ایک نظم چھپی ہے ' جس پر لکھا ہوا ہے "از حضرت مسیح موعود۔ علیہ السلام"

اور مسیح موعود کے بارہ میں خود مرزا غلام احمد کا یہ عقیدہ ہے کہ

"مسیح موعود جو آنے والا ہے' اس کی علامت یہ لکھی ہے کہ وہ نبی اللہ ہوگا" (۱۲)

یخادعون اللہ والذین امنوا و ما یخدعون الا انفسہم و ما یشعرون۔

(بحوالہ الاعتصام ۲۸۔ جون ۱۹۶۸ء)

۱۱۔ "چشمہ معرفت" ص ۳۱۷' مصنفہ مرزا غلام احمد

۱۲۔ "ازالہ اوہام" ص ۷۶' مصنفہ مرزا غلام احمد۔

مرزا غلام احمد اور لاہوری مرزائی

لاہور کے مرزائی پرچے "پیغام صلح" نے اپنی دو اشاعتوں، مورخہ ۳۔ جولائی میں ہمارے اس مقالہ افتتاحی کا جواب دینے کی کوشش کی ہے، جس میں ہم نے لاہوری جماعت کے امیر کا ایک بیان نقل کیا تھا، کہ ان کے نزدیک:

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا لعنتی ہے"

اور اسی کے ساتھ انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ:

"ہم مرزا غلام احمد کو مجدد مانتے ہیں"

ہم نے اس پر عرض کیا تھا کہ ایک طرف تو آپ سیدالاولین والاخرین، خاتم النبیین والمرسلین، رسول اللہ الصادق الامین کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کو لعنتی گردانتے ہیں، اور پھر اسی کو مجدد مانتے ہیں۔

اس سلسلہ میں ہم نے مرزا غلام احمد کی اپنی عبارات پیش کی تھیں جس میں انہوں نے صراحت کے ساتھ نبوت کا دعویٰ کیا ہے، بلکہ اپنے دعویٰ پر بتکرار مصر بھی ہیں اور دوسروں کو اس کے قبول کرنے پر زور بھی دیتے ہیں۔

لیکن "پیغام صلح" کے مدیر اور اور اس کے خطیب خواہ مخواہ لوگوں کو مبتلائے فریب رکھنے کے لیے اس بات کی تردید کررہے ہیں، کہ مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا، اور جن عبارات میں دعویٰ نبوت کا ذکر ہے، وہاں نبوت سے حقیقی نبوت نہیں، بلکہ مجازی نبوت مراد ہے اور کہیں ہماری پیش کردہ عبارت

"اس امت میں نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا اور تمام دوسرے لوگ اس نام کے مستحق نہیں" (۱)

۱۔ "حقیقتہ الوحی"

کی توجیہہ و تاویل میں اس طرح اپنی بوکھلاہٹ کا اظہار کیا کہ:

"اس فقرہ میں بھی نبی کا نام پانے کا ہی ذکر ہے منصب نبوت پر فائز ہونے کا نہیں" (۲)

پتہ نہیں "پیغام صلح" اس عبارت سے کون سی گتھی کو سلجھانا چاہتا ہے کہ مرزا غلام احمد نے نبی کا نام پایا ہے اور منصب نبوت پر فائز نہیں ہوا۔ نبی نام بھی رکھا گیا اور پوری امت میں سے اس کے لیے مخصوص بھی کیا گیا، لیکن نبوت نہیں ملی؟ اس تضاد بیانی کے کیا کہنے! خداوند عالم نے خوب فرمایا ہے:

"لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا"

اصل میں لاہوری مرزائی خواہ مخواہ تکلف برتتے ہیں کہ مرزا غلام احمد نبی نہیں تھے اور ان کا ماننا ضروری اور فرض نہیں ہے، اور اس مقصد کے حصول کے لیے دوراز کار تاویلیں تلاش کرتے ہیں، حالانکہ معاملہ بالکل واضح اور صاف ہے اور خود یہ بھی اندر سے اس بات کو مانتے ہیں، لیکن صرف اس بات کی وجہ سے کہ ان کے سربراہ اور موسس (مولوی محمد علی) کو مرزا بشیرالدین محمود وغیرہ نے بددیانتی اور خیانت کے الزام میں قادیان سے نکال دیا تھا۔ اس کے انتقام میں انہوں نے مرزا بشیرالدین کے باپ مرزا غلام احمد کی نبوت کا قولاً انکار دیا یعنی بیٹے کا انتقام باپ سے لیا۔ حالانکہ یہ خود اس حقیقت کے معترف تھے اور ہیں کہ مرزا مدعی نبوت تھے اور مرزائیوں کا سواد اعظم انہیں نبی مانتا اور جانتا اور کہتا ہے یعنی گروہ ثانی جس کی قیادت پہلے قادیان اور اب ربوہ کرتا ہے۔ مرزا غلام احمد کو دل اور زبان دونوں سے نبی جانتاہے اور کہتا ہے اور گروہ اول جس کے قائد پہلے مولوی محمد علی اور اب صدرالدین صاحب ہیں۔ مرزا کو دل سے نبی جانتے ہیں لیکن زبان سے انکار کرتے ہیں، گویا گروہ اول اس بارہ میں نفاق کا

۲۔ "پیغام صلح" مورخہ ۳ جولائی۔

شکار ہے اور گروہ ثانی اس بارہ میں مخلص - اور یہ بات ہم بلا تحقیق نہیں بلکہ دلائل وبراہین سے کہتے ہیں۔ چنانچہ دیکھیے لاہوری مرزائیوں کے امیر اول محمد علی کس طرح مرزا غلام احمد کی نبوت کے اقراری ہیں' وہ لکھتے ہیں:

"ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار کے ظہور کے متعلق جو وعدہ انہیں دیا گیا تھا وہ خدا کی طرف سے تھا' اور اس کو ہندوستان کے مقدس نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں خدا تعالیٰ نے پورا کر دکھایا" (۳)

اور دیکھیے کہ اس سے بھی زیادہ واشگاف الفاظ میں کہتے ہیں:

"اس آخری زمانہ کے لیے تجدید دین کے واسطے بھی اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ عظیم الشان ضلالت کے وقت میں جو اخیر زمانہ میں ظہور میں آنے والی ہے' اپنے ایک نبی کو دنیا کی اصلاح کے لیے مامور کرے گا اور اس کا نام مسیح موعود ہوگا۔ سو ایسا ہی ہوا"۔

اور:

"ہر ایک نبی نے جو خدا کی طرف سے آیا ہے' دو باتوں پر زور دیا ہے' اول یہ کہ لوگ خدا پر ایمان لائیں اور دوسرا یہ کہ اس کی نبوت کو اور اس کو منجانب اللہ ہونے کو تسلیم کرلیں ..... بعینہ اس قدیم سنت الٰہی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کو بھی مبعوث فرمایا" (۴)

یہ ہے "پیغام صلح" کے موسس اور لاہوری مرزائیوں کے قائد وامیر محمد علی صاحب کا حقیقی عقیدہ جسے بعد میں انتقاماً اور نفاقاً چھپانا شروع کردیا اگرچہ خفیتہً اس کو مانتے رہے اور "پیغام صلح" بھی اب تک مانتا ہے' جیسا کہ ہم نے اپنے

۳۔ "ریویو آف ریلیجنز" جلد ۵' نمبر ۶' ص ۳۴۲

۴۔ "ریویو آف ریلیجنز" جلد نمبر ۱۲' ص ۲۶۵۔

سابقہ مقالہ میں ذکر کیا تھا کہ خود "پیغام صلح" میں مرزا غلام احمد کو مسیح موعود علیہ السلام کے لقب و خطاب سے یاد کیا جاتا ہے' اور مرزا غلام احمد نے تصریح بھی کر دی ہے کہ مسیح موعود نبی ہو گا۔ (۵)

اور اس سے بھی زیادہ کھل کر لکھتے ہیں:

"اس لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا' اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ اس کو کس نام سے پکارا جاتا؟ (ایڈیٹر "پیغام صلح" ذرا آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ مرزا غلام احمد کس طرح ان کے جھوٹ اور تاویلوں کے تار پود بکھیرتے ہیں' جس کے نام پر انھوں نے دھوکے کی چادر بن رکھی ہے' وہ آگے چل کر کہتے ہیں) "تو پھر بتاؤ اس کو کس نام سے پکارا جائے' اگر اس کا نام محدث رکھا جائے (یاد رہے کہ "پیغام صلح" نے نبی کے معنی محدث لیے ہیں) (۶) تو میں کہتا ہوں کہ محدث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں مگر نبوت کے معنی اظہار غیب ہیں" (۷)

آپ بتلائیں کہ ہم بتلائیں کیا؟

(بحوالہ "الاعتصام" ۲۶ جولائی ۱۹۶۸ء)

۵۔ حقیقتہ الوحی' ص ۲۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
۶۔ پیغام صلح ۱۰ جولائی
۷۔ "ٹریکٹ ایک غلطی کا ازالہ" مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی

○ ہم نے گزشتہ شمارہ میں مرزائی پرچے "پیغام صلح" کا جواب دیتے ہوئے خود لاہوری مرزائیوں کے موسس اول : مولوی محمد علی صاحب ' اور مرزا غلام احمد قادیانی کی عبارات پیش کی تھیں کہ اول الذکر ' ثانی الذکر' کو عرصہ دراز تک رسول مانتے رہے اور ثانی الذکر نے واشگاف الفاظ میں نبوت کا دعویٰ کیا' اور اس پر آخر تک مصر رہے' اس لیے "پیغام صلح" کے مدیر وخطیب کا یہ کہنا کہ مرزا غلام احمد نے دعویٰ نبوت نہیں کیا ' بلکہ مجددیت ' ملہمیت اور مہدویت کا دعویٰ کیا ہے ' حقائق سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اوراس پر تو مدعی ست اور گواہ چست والی مثال صادق آتی ہے 'کہ مدعی تو اپنے جرم کا اعتراف کرتا ہے اور گواہ خواہ مخواہ لوگوں کے سامنے لفظوں کے ہیر پھیر سے مدعی کی برات کے لیے تکلف وتکلیف میں مبتلا ہوا چاہتا ہے ' حالانکہ جیسا کہ ہم نے کسی گذشتہ شمارہ میں لکھا تھا' کہ خود لاہوری مرزائی مرزا غلام احمد کو "مسیح موعود علیہ السلام" لکھتے اور کہتے ہیں اور مسیح کے بارہ میں مرزا قادیانی نے یہ تصریح کردی ہے کہ

مسیح موعود نبی ہوگا اور ایسا ہی خداتعالیٰ نے اور اس کے رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا" (۲)

اور :

"آنے والا عیسٰی باوجود امتی ہونے کے نبی بھی کہلائے گا" (۳)

اور "تتمہ حقیقتہ الوحی" میں آیت **و ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا** کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

۱۔ "حقیقتہ الوحی" ص ۲۹ ۲۔ "نزول المسیح" ص ۴۸
۳۔ "براہین احمدیہ" حصہ پنجم' ص ۱۸۲

"آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے" (۴)

اور اس کے تین صفحے بعد رقمطراز ہیں:

"اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے' اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے' اور اسی نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے ہیں" (۵)

لاہوری مرزائیوں کے خطیب توجہ فرمائیں کہ ان کے اور ان کے مقتداء کے الفاظ وعبارات میں کس قدر تضاد اور تناقض ہے کہ وہ مسیحیت کو ملہمیت اور مجددیت کے معنوں میں لے کر اس سے نبوت کی نفی کرتے ہیں جس کے نام پر یہ کھیل کھیلا جاتا ہے وہ خود یوں کہتے ہیں کہ وہ قرآن حکیم میں "نفخ فی الصور" جو فرمایا گیا ہے:

"اس جگہ صور کے لفظ سے مراد مسیح موعود ہے' کیونکہ خدا کے نبی صور ہوتے ہیں" (۶)

"اور اس فیصلہ کے لیے خدا آسمان سے قرنا میں اپنی آواز پھونکے گا! وہ قرنا کیا ہے؟ اس کا نام نبی ہوگا" (۷)

اور یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ جتنے حوالہ جات ہم نے نقل کیے ہیں یہ سب کے سب ۱۹۰۱ء کے بعد کے ہیں' جب کہ مرزا غلام احمد لوگوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسا چکے تھے اور مجددیت ومہدویت کے تدریجی مقامات بڑی چالاکی چابکدستی سے طے کر کے نبوت پر ہاتھ صاف کرنے کا اعلان کر چکے تھے اور صاف

۴۔ "تتمہ حقیقۃ الوحی" ص ۶۵ ۵۔ ایضاً" ص ۶۸

۶۔ چشمہ معرفت' ص ۷۷' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی ۷۔ ایضاً" ص ۳۱۸

الفاظ میں کہہ چکے تھے:

"ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں"

ان سب دلائل کے ہوتے ہوئے نہ جانے لاہوری مرزائی کیوں یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ مرزا قادیانی کے بارے میں لوگوں کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہو سکتے ہیں اور نہ معلوم احمدیہ بلڈنگ کے خطیب کیوں اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ وہ اپنے خطبوں میں اپنی پارٹی کو اکسا رہے ہیں کہ:

"ضرورت اس بات کی ہے کہ حضرت صاحب (مرزائے قادیانی) کے صحیح مقام کو وسیع تر بنیادوں اور عظیم تر پروگرام کے تحت لوگوں کو روشناس کرایا جائے اور انہیں بتایا جائے کہ حضرت صاحب (مرزا) نے جو دعویٰ کیا ہے وہ چودھویں صدی کے ماموروں مجدد ہونے کا ہی ہے" (۸)

حالانکہ اس تکلف کی قطعی ضرورت نہیں' کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت اپنے اندر کوئی اخفا اور اغماض نہیں رکھتا' رہ گئی بات مدیر "پیغام صلح" کے اصطلاحات کی' تو حضور! اصطلاح اسے نہیں کہتے جسے آپ گھر بیٹھ کر گھڑلیں اور اسے نبوت اور نبی کے معنی سمجھنے کے لیے حجت قرار دیں۔ اگر نبی اور نبوت کی اصطلاح معلوم کرنی ہے تو امت مسلمہ کی کتابوں کی طرف رجوع کیجئے کہ ان کے نزدیک نبی اور نبوت کی اصلاح کن معنوں میں مستعمل ہے یا پھر اپنے مقتداء کی بات ہی کو مان لیجئے

"میرے نزدیک نبی اس کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام قطعی اور یقینی اور بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو' اس لیے خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے" (۱۰)

۸۔ مرزائی اخبار "بدر" ۵ مارچ ۱۹۰۸ء

۹۔ "پیغام صلح" ۲۴ جولائی ۱۹۶۸ء ۱۰۔ "تجلیات الہیہ ص ۲۶

دیکھئے! خود آپ کے پیشوا نے آپ کی قلعی کھول کر رکھ دی' اصطلاح بھی بیان کردی اور خود کو اس اصطلاح کے بموجب نبی بھی قرار دے دیا۔ جائیے اور جاکے اپنے امیر صدرالدین صاحب سے کہئے کہ انہوں نے حضور اکرم سید المرسلین ' خاتم النبیین کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کو کیوں لعنتی قرار دیا؟ جب کہ مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں:

"ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں" (۱۱)

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ہم پر آپ کی خفگی بالکل ناروا اور نامناسب ہے کیونکہ ہم نے تو آپ کو نہیں کہا' آپ اپنے پرچہ میں اپنے امام و راہنما کو گالیاں دیں' اس کے بیٹوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیں اور اس کو ماننے والی اپنے سے نسبتاً بڑی جماعت کو بے دین شمار کریں۔ یہ تو خود آپ کی وساطت سے اور آپ کے امیر کی جانب سے ہوا ہے چنانچہ یہ ہے آپ کے امیر کا بیان آپ کے پرچہ میں:

"احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اس بات پر محکم یقین رکھتی ہے کہ جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین نہیں کرتا اس کو بے دین سمجھتی ہے اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتی ہے اور جو شخص حضورؐ کے بعد دعویٰ نبوت کرے ' اس کو لعنتی گردانتی ہے" (۱۲)

ویسے ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا!

(بحوالہ الاعتصام ۲۔ اگست ۱۹۶۸ء)

۱۱۔ "بدر" ۵۔ مارچ ۱۹۰۸ء

۱۲۔ "پیغام صلح" لاہور شمارہ نمبر ۲۲' ۲۳' جلد ۵۶' مورخہ ۱۲ جون ۱۹۶۸ء

مرزائی اکابر "الفرقان" کے نام

اس دفعہ کا مرزائی ماہنامہ "الفرقان" ربوہ دیکھا تو اس کی فہرست میں مدیر "الاعتصام" کا نام دیکھ کر ٹھٹھکا کہ صاحب ۔

مجھ تک کب ان کی بزم میں آتا تھا دور جام
ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں !

اوراق پلٹے تو دیکھا کہ مدیر "الفرقان" نے اپنے مذہب اور بانیان مذہب کی دیرینہ روایات پر عمل کرتے ہوئے دو بھائیوں (ا) مدیر "الاعتصام" اور مدیر "المنبر" کے باہمی اختلاف فکر اور اختلاف رائے کو اچھال کر اپنی مقصد براری کی کوشش کی ہے ۔

ہم نے بانیان مذہب لفظ جمع کو قصداً استعمال کیا ہے' کیونکہ ہمارے نزدیک مرزائیت بے چارے اکیلے مرزا غلام احمد ایسے بیمار آدمی کی تنہا کوششوں اور کاوشوں کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک پورے غدار' خائن اور مسلم دشمن خانوادے اور ٹولے کی غداری' خیانت اور اسلام دشمنی کا ثمرہ ہے جس کی تخم پاشی آبیاری اور افزائش اسلامیوں سے پٹے ہوئے صلیبی عیسائیوں اور شیوجی کے پجاریوں نے کی ہے ۔

اور اس بات کے ثبوت کے لیے مرزا غلام احمد نے اپنے اعترافات اور علامہ اقبالؒ کی تردید اور مرزائیت کی تائید میں پنڈت جواہرلال نہرو کے مضامین اور ڈاکٹر شنکرداس کا ۲۲ اپریل کے اخبار "بندے ماترم" میں شائع شدہ مضمون کافی بڑی شہادت ہیں۔

اس سلسلے میں ہم تفصیل میں جائے بغیر مرزا غلام احمد کے اپنے دو تین اقرار نامے

ا۔ بمصداق آیت قرآنی "انما المومنون اخوة"

ضرور نقل کرنا چاہتے ہیں' وہ اپنی ایک درخواست میں جو انگریز لفٹیننٹ گورنر کو ارسال کی گئی تھی' کہتا ہے:

"میں ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اول درجہ پر سرکار دولت مدار انگریزی کا خیرخواہ ہے۔ میرے والد صاحب اور خاندان ابتداء سے سرکار انگریزی کے بدل وجان ہوا خواہ اور وفادار رہے اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کے معزز افسروں نے مان لیا کہ یہ خاندان کمال درجہ پر خیرخواہ سرکار انگریزی ہے۔" "میرا باپ اور میرا بھائی اورخود میں بھی روح کے جوش سے اس بات میں مصروف رہے کہ اس گورنمنٹ کے فوائد واحسانات کو لوگوں پر ظاہر کریں اور اس کی اطاعت کی فرضیت کو لوگوں کے دلوں پر جما دیں" (۲)

اور میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گونمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضے گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا۔ (۱۸۵۷ء میں جب مسلمان انگریز سے اپنی آخری موت و زیست کی لڑائی لڑ رہے تھے انھوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے) پھر میرے والد کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی' مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا" (۳)

۲۔ درخواست بحضور نواب لفٹینٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار غلام احمد از قادیان' مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم' ص ۸ تا ۱۱' مرتبہ میر قاسم علی قادیان

۳۔ "کتاب البریہ" ص ۳' مصنفہ مرزا غلام احمد۔

اور اپنے گرامی مرتبت خاندان کی خدمات جلیلہ برائے سرکار انگریزی گنوانے کے بعد اپنا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں !

"میں بذات خود سترہ برس سے سرکار انگریزی کی ایک مثالی خدمت میں مشغول ہوں کہ درحقیقت وہ ایک ایسی خیر خواہ گورنمنٹ عالیہ کی مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ میرے بزرگوں سے زیادہ ہے اور وہ یہ کہ میں نے بیسیوں کتابیں عربی فارسی اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں بلکہ سچے دل سے اس کی اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔ اور جو لوگ میرے ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں وہ ایک ایسی جماعت تیار ہوتی جاتی ہے کہ جن کے دل اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی سے لبالب ہیں۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام اس ملک کے لیے بڑی برکت ہیں اور گورنمنٹ کے دلی جانثار" (۴)

کیا مدیر "الفرقان" مرزائیت کے بارے میں بھی مدیر "الاعتصام" کی اس گواہی کو، جو خود ان کے مقتداء کی اپنی تحریرات سے آراستہ و پیراستہ اور تائید یافتہ ہے، اپنے پرچہ میں درج کرنے کی جرات کریں گے۔

آئینہ دیکھ اپنا سا منہ لے کے رہ گئے
صاحب کو دل دینے پہ کتنا غرور تھا!

اور اگر مدیر "الاعتصام" کی مسلمان ہونے کے ناطے مدیر "المنبر" کے بارہ میں گواہی نقل کی جاسکتی ہے تو خان احمد دین قادیانی کی مرزائی بہو کی گواہی، مرزائی خلیفہ میاں بشیرالدین محمود کے بارے میں کیوں نقل نہیں کی جاسکتی جس میں اس

۴۔ عریضہ بعالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی منجانب مرزا غلام احمد قادیانی، مندرجہ "تبلیغ رسالت" جلد ۶، ص ۶۵

مظلومہ و بے کس و بے بس نے مرزا محمود پر عصمت دری کا الزام لگایا تھا اور پھر مدیر "الفرقان" کا میاں فخر الدین مرزائی ملتانی کی شہادت کے بارے میں کیا خیال ہے کہ جسے اس نے مرزا بشیرالدین محمود کے بارہ میں مرزائی مہاشہ محمد عمر کے حضور ثبت کروایا تھا کہ مرزا محمود کو تحریک جدید کا ایک فائدہ ضرور ہوا ہے کہ پہلے تو لڑکوں کو تلاش کرنا پڑتا تھا اور اب لڑکے جمع شدہ مل جاتے ہیں" (۵)

اور اگر گواہی کی بات چل نکلی ہے تو میاں محمود کے بارہ میں عبدالرحمٰن مصری قادیانی، مستری عبدالکریم قادیانی، حکیم عبدالعزیز قادیانی، محمد علی امیر جماعت لاہوری مرزائی پارٹی، عمرالدین شملوی، راحت ملک اور مسماۃ سلمیٰ ابوبکر اور دیگر لاتعداد مرزائی لڑکوں لڑکیوں اور مردوں عورتوں کی گواہیاں کیوں "الفرقان" کے صفحات کی زیب و زینت نہیں بنائی جاتیں جو آپ کے دوسرے خلیفہ راشد اور نبی ہندی کے بیٹے کی زندگی کے بہت سے رخوں کی نقاب کشائی کرتے ہیں؟

نہ ہم سمجھے نہ آپ آئے کہیں سے
پسینہ پونچھیے اپنی جبیں سے

اور اگر مدیر "الفرقان" کو گواہیاں شائع کرنے کا بڑا ہی شوق ہو تو انہیں بشیرالدین کے ابا اور اپنے "مسیح موعود" کے بارہ میں بھی مرزائی حلقوں سے کافی گواہیاں مل سکتی ہیں۔ پہلی گواہی خود "مسیح موعود" کی اپنے ہی بارہ میں ہے، وہ اپنے ایک مرید محمد حسین کو لکھتے ہیں:

محبی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ،

"اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خوردنی خود خریدیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خرید دیں مگر

۵۔ اخبار "الفضل" قادیان، جلد ۲۵، نمبر ۱۶۵، مورخہ ۸ جولائی ۱۹۳۷ء

ٹانک وائن چاہئے' اس کا لحاظ رہے' باقی خیریت ہے۔ والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہ (۶)

اور ٹانک وائن کے متعلق دکان پلومر سے پوچھا گیا کہ چیست؟

تو جواب ملا: ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سربند بوتلوں میں آتی ہے اس کی قیمت ۸ روپے ہے" (۷)

اور دوسری گواہی خود مرزا بشیرالدین کی اپنے "ابا مسیح افیونی" کے بارہ میں ہے

"افیون دواؤں میں اس کثرت سے استعمال ہوتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ بعض اطبا کے نزدیک وہ نصف طب ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تریاق الٰہی دوا خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جزو افیون تھا۔ اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول (نورالدین) کو حضور (مرزا) چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے۔ اور خود بھی وقتاً" فوقتاً" مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے"(۸)

اور اب ذرا مرزائیت کے "مبلغ اعظم" خواجہ کمال الدین کی شہادت بھی قلمبند کر لیجئے:

پہلے ہم اپنی عورتوں کو یہ کہہ کر کہ انبیاء اور صحابہ والی زندگی اختیار کرنی چاہیے' کہ وہ کم اور خشک کھاتے اور خشن پہنتے تھے اور

۶۔ خطوط امام' ص ۵' مجموعہ مکتوبات مرزا بنام محمد حسین قریشی۔

۷۔ (۲۱۔ ستمبر ۱۹۳۳ء) منقول از سودائے مرزا صفحہ ۳۹۔

۸۔ (مضمون از مرزا بشیرالدین محمود مندرج اخبار الفضل' جلد ۱۷' نمبر ۶ مورخہ ۱۹۔ جولائی ۱۹۲۹ء)

باقی بچا کر اللہ کی راہ میں دیا کرتے تھے' اسی طرح ہم کو بھی کرنا چاہیے غرض ایسے وعظ کر کے کچھ روپیہ بچایا کرتے تھے اور پھر قادیان بھیجتے تھے' لیکن جب ہماری بیبیاں خود قادیان گئیں' وہاں پر رہ کر اچھی طرح وہاں کا حال معلوم کیا تو واپس آکر ہمارے سر چڑھ گئیں کہ تم جھوٹے ہو' ہم نے تو قادیان میں جاکر خود انبیاء اور صحابہ کی زندگی کو دیکھ لیا ہے' جس قدر آرام کی زندگی اور تعیش وہاں پر عورتوں کو حاصل ہے۔ اس کا عشر عشیر بھی باہر نہیں' حالانکہ ہمارا روپیہ اپنا کمایا ہوا ہے اور ان کے پاس جو روپیہ جاتا ہے وہ قومی اغراض کے لیے قومی روپیہ ہوتا ہے (۹)

اور لدھیانہ کا ایک مرزائی یوں نوحہ کناں ہے:

"جماعت مقروض ہوکر اور اپنی بیوی بچوں کا پیٹ کاٹ کر چندہ میں روپیہ بھیجتی ہے مگر یہاں بیوی صاحبہ (غلام احمد کی بیوی) کے زیورات اور کپڑے بن جاتے ہیں اور ہوتا ہی کیا ہے" (۱۰)

اور جناب محمد علی مفسر مرزائیت کی اپنے "مسیح موعود" کے بارہ میں گواہی کیا ہے وہ بھی قابل اشاعت ہے:

حضرت صاحب (مرزا غلام احمد) نے اپنی وفات سے پہلے' جس دن وفات ہوئی' اسی دن بیماری سے کچھ ہی پہلے کہا کہ خواجہ (کمال الدین) صاحب اور مولوی محمد علی صاحب مجھ پر بدظنی کرتے ہیں کہ میں قوم کا روپیہ کھا جاتا ہوں' ان کو ایسا نہ کرنا چاہیے تھا (واحسرتا) ورنہ انجام اچھا نہ ہوگا (کس کا؟ اپنا؟ واقعی اچھا نہ ہوا)

۹۔ "کشف الاختلاف" ص ۱۳' مصنفہ سرور شاہ قادیانی

۱۰۔ اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۶' ص ۳۰۰' مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۳۸ء

چنانچہ آپ نے فرمایا کہ آج خواجہ صاحب مولوی محمد علی کا ایک خط لے کر آئے اور کہا کہ مولوی محمد علی نے لکھا ہے، لنگر کا خرچ تو تھوڑا سا ہوتا ہے، باقی ہزاروں روپیہ جو آتا ہے وہ کہاں جاتا ہے اور گھروں میں آکر آپ نے بہت غصہ ظاہر کیا کہ کیا یہ لوگ ہم کو حرام خور سمجھتے ہیں، ان کو روپیہ سے کیا تعلق" (۱۱)

اور آخر میں کیا مدیر "الفرقان" ربوہ ایک بہت بڑے مرزائی کی شہادت کو بھی اپنے موقر پرچے میں شائع کرنے کی زحمت گوارہ فرمائیں گے، کہ مرزا غلام احمد سردیوں کی ٹھٹھرتی ہوئی تاریک راتوں میں غیر محرم عورتوں سے اپنی ٹانگیں دبوایا کرتے تھے ؟ اور اگر ضرورت محسوس کریں تو اس کا نام اور پتہ بھی بتایا جاسکتا ہے

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

ہم بارہا حکومت کو "الاعتصام" کے ان کالموں میں اس بات سے آگاہ کر چکے ہیں کہ:

"انگریز نے مرزائیت کو برصغیر پاک وہند میں وجود ہی اس لیے بخشا تھا کہ یہ اسلامیان برصغیر کے اندر انتشار وافتراق کے بیج بوئیں اور یہ آج تک اپنے آقایان ولی نعمت کی تربیت اور ہدایت کے مطابق اس فریضہ شر کو انجام دے رہے ہیں اور اگر اس پر ان کی گرفت کی جائے تو واویلا اور چیخ وپکار شروع کر کے حکومت سے مدد و مدافعت کی التجائیں اور فریادیں شروع کر دیتے ہیں اور اندرون پردہ حکومت کے

۱۱۔ (مرزا بشیر کا خط حکیم نورالدین کے نام مندرجہ "حقیقت اختلاف" ص ۵۰۔ مصنفہ محمد علی قادیانی امیر جماعت لاہوری مرزائی)

مختلف شعبوں میں سرگرم عمل مرزائی کارندے مسلمانوں کو گزند پہنچانے اور پہنچوانے کی جدوجہد میں مشغول ہو جاتے ہیں جس سے پاکستان میں بسنے والی عظیم اکثریت مسلمان قوم کے اندر حکومت کے خلاف ناراضگی اور نفرت کے جذبات کا پیدا ہونا ایک قدرتی امر ہوتا ہے اور ہم پورے یقین و وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ صدر ایوب کی حکومت کے سنگھاسن کے ڈولنے کی ایک بہت بڑی وجہ ان کی مرزائیت نوازی اور ان کے گرد مرزائی افسروں کا جھمگھٹا بھی ہے۔ آئندہ بننے والی حکومتیں اور آنے والے حکمران شاید اس سے نصیحت حاصل کر سکیں"

ان فی ذالک لعبرة لا ولی الا بصار

(بحوالہ "الاعتصام" ۱۴۔۲۱ مارچ ۱۹۶۹ء)

پاکستان میں مرزائی ریاست

حال ہی میں خبر آئی ہے کہ محکمہ اوقاف ان اداروں کو بھی اپنی تحویل میں لینے کے بارہ میں سوچ رہا ہے جو ہنوز اس کے "سایہ عاطفت" میں نہیں آئے۔ ہمیں اس وقت اس بات سے بحث نہیں کہ محکمہ اوقاف کا یہ اقدم درست ہے یا نہیں، بلکہ ہم اس وقت محکمہ اوقاف کے کارپردازوں سے خصوصاً اور ارباب حکومت پاکستان سے عموماً اس سوال کا جواب چاہتے ہیں کیا وجہ ہے کہ حکومت اوراس کے قائم کردہ محکمہ اوقاف نے بلارعایت ہر گروہ اور ہر فرقے کے دینی اداروں اور مدارس، مکاتب، مساجد اور ان کی املاک کو تو اپنی تحویل میں لے لیا اور ان کی آمدنی پر اپنے پہرے بٹھا دیئے لیکن ایک مخصوص مذہب کے تمام ادارے اوراس کی تمام املاک اس حکم سے مستثنیٰ رہیں، اب جبکہ ان اداروں پر قدغن لگانے کے متعلق سوچا جارہا ہے جن کی اپنی کوئی پراپرٹی نہیں اور جن کا تمام بار چند اہل خیر حضرات کے کندھوں پر ہے تب اس مذہب کے ان بے پناہ سرمایہ دار اداروں کے بارے میں کیوں لب کشائی نہیں کی جاتی؟

ہماری مراد ہندوستانی نبی مرزا غلام احمد آنجہانی کی امت اور ان کی جماعت سے ہے جنھوں نے حکومت پاکستان کے اندر رہتے ہوئے ایک الگ حکومت کی تشکیل کررکھی ہے۔ پاکستان میں بسنے والے اس بات پر اضطراب کا اظہار کیے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ان پر تو ملک کے تمام قوانین و ضوابط لاگو ہوں لیکن چند ایسے لوگوں کو ان قوانین و ضوابط سے مستثنیٰ قرار دیا جائے جنھوں نے اپنی عقیدتوں کا مرکز محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بجائے غلام ہندی کو بنا رکھا ہے اور جن کے نہاں خانہ دل میں پاکستان میں بستے ہوئے بھی، ہندوستان کی ایک بستی رچی اور بسی ہوئی ہے، اگر اوقاف بورڈ، اہل حدیث، بریلوی، دیوبندی، شیعہ اور دیگر

مسلمان فرقوں کے دینی اور صاحب املاک اداروں پر اپنے پہرے بٹھا سکتا ہے تو مرزائی صاحب جائداد اداروں پر کیوں پہرے نہیں بٹھائے جاتے کہ جن کی سالانہ آمدنی ایک کروڑ روپے سے زیادہ اور جنھوں نے چناب کے کنارے آباد بستی میں علاقہ حکومتی طرز پر سیکرٹریٹ تک بنا رکھا ہے اور جس بستی میں مرزائی آقاؤں کی مرضی کے بغیر کوئی شخص کوٹھڑی تک کی تعمیر نہیں کرسکتا اور جہاں کے باسی بڑے فخرو مباہات سے کہتے ہیں کہ ہماری بستی میں بعض سرکاری دفاتر موجود تو ہیں لیکن ان دفاتر کے سرو پیر ہماری امت کے ہی لوگ ہیں جن کی وجہ سے ان سرکاری دفاتر کی حیثیت عملاً مرزائی اداروں کی ہو کر رہ گئی ہے اور صرف اسی پر بس نہیں بلکہ آئے دن مرزائی اخبارات میں اس نوعیت کے اشتہارات آتے رہتے ہیں کہ ملک کے فلاں شعبہ میں اس قدر اسامیاں خالی ہیں اور فلاں میں اس قدر۔ اس لیے فوری طور پر اپنی درخواستیں ربوہ میں فلاں کے نام ارسال کروی جائیں۔ اس قسم کے اشتہارات کو پڑھ کر ایک عام آدمی فوری طور پر یہ سوچنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ ربوہ کو درخواستیں لینے کے اختیارات کس نے تفویض کر رکھے ہیں ؟ حکومت نے یا ان مرزائی آفیسروں نے جو مختلف شعبوں کے سربراہ ہیں اور پھر آیا ان آفیسروں کو یا ان کے گماشتوں کو قانون پاکستان کی رو سے یہ حق حاصل ہے کہ وہ ملازمت کی درخواستیں ایک مخصوص غیر مسلم مذہب کے توسط سے طلب کرے، وگرنہ کیا یہ امور حکومت میں مداخلت تو نہیں ؟ پاکستان میں بسنے والی مسلمان اکثریت کہ (جس نے اور) جس کے لیے اس ملک کو حاصل کیا گیا تھا، اس بات پر بھی بے چینی کا اظہار کیے بغیر نہیں رہ سکتی کہ انگریزوں کی پروردہ، وظیفہ خوار اور جاسوس جماعت کو جو مسلمانوں کو تحریک آزادی (کہ جس کے نتیجہ میں پاکستان ظہور میں آیا) میں شمولیت سے باز رکھتی اور انگریزوں کی ذلہ خواری پہ آمادہ کرتی رہی، اس طرح کی بے جا مراعات سے نوازا جائے جو نہ صرف یہ کہ

عام مسلمانوں کے مفادات کے منافی ہیں بلکہ خود حکومت پاکستان اور ملک کے قوانین سے ٹکراتی ہیں۔ اگر مرزائی اپنے چند گماشتوں کے بل پر من مانی کارروائیاں کرسکتے ہیں تو مسلمان اپنے ملک کے حکام سے' جن کی اکثریت اوپر سے لے کر نیچے تک بفضل تعالیٰ مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہے ' یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ ان کو دی گئی خصوصی مراعات ختم کی جائیں اور اس بات کی تحقیق کی جائے کہ یہ لوگ خصوصی ملکی امور میں مداخلت بے جا کے مرتکب تو نہیں ہو رہے ؟ نیز ان کو ان تمام قوانین و ضوابط کا پابند کیا جائے جن کی پابندی پاکستان کے عام شہریوں پر لازم قرار دی گئی ہے اور ان سرکاری آفیسوں کو قرار واقعی سزا دی جائے جنھوں نے ان کو اس قسم کی رعایت دینے میں حصہ لیا ہو۔

اس سلسلہ میں محکمہ اوقاف کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ مرزائیوں کی کروڑوں روپے کی وقف جائداد کی تحقیقات کر کے انہیں اپنے قبضہ میں لے اور عام مسلمانوں کی بے اطمینانی کو دور کرے۔

(بحوالہ الاعتصام' ۶ جون ۱۹۶۹ء)

مرزا محمود خلیفہ قادیان

ساقی میرے خلوص کی شدت تو دیکھنا
پھر آگیا ہوں شدت دوراں کو ٹال کے

آج سے تقریباً چار ماہ پیشتر جولائی کے اوائل میں کسی دوست سے ربوہ کے ایک مرزائی پرچہ "الفرقان" کو دیکھنے کا اتفاق ہوا، جس میں اس کے مدیر ابوالعطاء اللہ دتہ جالندھری نے یاوہ گوئی اور کذب بیانی کے طومار باندھے ہوئے تھے۔ اس پر اور مرزائیوں کے دیگر پرچوں کے مضامین پر تبصرہ کرتے ہوئے ہم نے ہفت روزہ "اہل حدیث" لاہور کے شمارہ نمبر ۲۴، بابت ۳ جولائی ۱۹۷۰ء میں ایک اداریہ بعنوان "امت مرزائیہ اور اہل حدیث" رقم کیا جس میں ہم نے لکھا:

"اہل حدیث کا اداریہ"

"ربوہ اور لاہور کے چند مرزائی پرچوں نے کچھ عرصہ سے میدان خالی سمجھ کر اہل حدیث کے خلاف ہرزہ سرائی کا اچھا خاصا بازار گرم کر رکھا ہے۔ اس سلسلہ میں "الفرقان" لاہور اور "پیغام صلح" خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آخر الذکر پرچے "پیغام صلح" کو چھوڑ کر کہ لاہوری مرزائیوں کا ترجمان ہے اور ہم سابق میں دو تین مرتبہ اس کی دریدہ دہنیوں کا اچھی طرح نوٹس لے چکے ہیں، پہلے دونوں چیتھڑوں کا انداز متانت و شرافت سے بالکل عاری ہوتا ہے۔

"الفرقان" ربوہ کے مدیر ابوالعطاء اللہ دتہ جالندھری نے اہل حدیث

کے خلاف یاوہ گوئی کی ابتداء اس وقت کی ' جب ہم "الاعتصام" کی ادارت سے الگ ہوگئے۔ اس کے بعد اس نے ہماری مصروفیات کو دیکھتے ہوئے جھوٹ اور غلط بیانی کا ایک طومار باندھ دیا اور مزیدار بات کہ باوجود ہفتہ وار "اہل حدیث" اور ماہنامہ "ترجمان الحدیث" کے تبادلتہ" جاری ہونے کے "الفرقان" دفتر "اہل حدیث" میں ارسال کرنے سے گریز کیا' تا کہ ہم ان کے کذب کو آشکار نہ کرسکیں۔

پچھلے دنوں اچانک ہی "الفرقان" کے چند پرچے دیکھنے کا اتفاق ہوا تو ہم حیران رہ گئے کہ اس اخبار کا مدیر جو ہمارے سامنے بھیگی بلی بنا رہا کرتا تھا' ہمارے میدان سے ہٹتے ہی کس طرح شیر بن گیا ہے کہ اسے یہ کہتے ہوئے بھی شرم محسوس نہیں ہوئی کہ:

"اس نے اپنی طالب علمی کے زمانہ میں شیخ الاسلام' وکیل المسلمین مولانا ثناء اللہ الامرتسری کو "اسلام اور مرزائیت" کے موضوع پر شکست فاش سے دوچار کر دیا تھا' اور برصغیر کے نامور عالم دین اور مناظر اسلام حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی رحمتہ اللہ علیہ اس سے گفتگو کی تاب نہ لاسکے تھے"

خدا کی شان تو دیکھو کہ کلچڑی گنجی
حضور بلبل بستاں کرے نواسنجی

حالانکہ یہ وہی مرزائی مناظر ہے کہ جس نے "الاعتصام" کے زمانہ ادارت میں ایک دفعہ اور صرف ایک دفعہ ہمارے سامنے آنے کی جرات کی تھی اور پھر دوسری بار سامنے آنے کا حوصلہ اپنے اندر نہ پا سکا اور جس کا تعاقب ہم نے ربوہ کی چاردیواری تک کیا تھا' لیکن باوجود للکارنے اور ابھارنے کے اسے گفتگو کی ہمت نہ ہوئی۔ کیا اسے

"الاعتصام" کے وہ گیارہ اداریے بھول گئے ہیں جن کا جواب نہ پاتے ہوئے اس نے اپنے آقا ایوب کی بارگاہ میں دہائی دینا شروع کردی تھا' یا مدیر "المنبر" کے بارہ میں ہماری شہادت پر مدیر "الفرقان کے نام" ہمارا وہ تازیانہ اسے یاد نہیں رہا جس کی ٹیس وہ مدتوں تک محسوس کرتا رہا؟

اور اس نے یہ بھی فراموش کر دیا ہے کہ ہم نے اس کے دفتر ربوہ میں بیٹھ کر اسرائیل اور مرزائیت کے تعلق اور روابط پر اس سے گفتگو کی اور مرزائیت اور اسرئیل دونوں کو مسلمانوں کے خلاف انگریز کی تخلیق اور سازش ثابت کیا تو اس نے اڑی ہوئی رنگت اور خشک ہونٹوں پر زبان پھرتے ہوئے پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث سے' جو اس سفر میں راقم الحروف کے ساتھ تھے' کہا تھا کہ "احسان صاحب دو دھاری تلوار ہیں" اور اس سے بھی پہلے ۱۹۶۴ء میں جب میں مدینہ یونیورسٹی سے رخصت پر گھر آیا تھا اور آپ نے سیالکوٹ کے چند مرزائی لڑکوں کے ذریعہ مجھے ربوہ آنے کی دعوت دی تھی اور جناب جلال الدین شمس کے مکتبہ میں بیٹھ کر صداقت مرزا کے موضوع پر بحث کا آغاز کرتے ہوئے میں نے مرزا غلام احمد کی پیش گوئیوں کو پیش کیا تھا تو آپ نے اپنے سامنے ایک نوخیز طالب علم کو دیکھتے ہوئے بڑے وثوق اور اعتماد کے ساتھ دعویٰ کیا تھا کہ مرزا غلام احمد کی کوئی پیش گوئی ایسی نہیں جو پوری نہ ہوئی ہو اور محمدی بیگم کی پیش گوئی کے متعلق ایسی توجیہ پیش کی تھی' جسے سن کر حاضرین اور خود جلال الدین شمس بھی مسکرائے بغیر نہ رہ سکے تھے تو آپ نے اپنی پیشانی سے پشیمانی کے قطرے پونچھتے ہوئے کہا تھا کہ "پیش گوئی کا نبی کی زندگی میں پورا ہونا ضروری نہیں جس طرح کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم کی پیش گوئیاں بعد میں پوری ہوئیں" تو میں نے جواب دیا تھا کہ جناب، محمدی بیگم کی پیش گوئی تو تعلق ہی مرزا کی زندگی سے رکھتی ہے وگرنہ شادی قبر مرزا سے ہوگی ؟ تو شمس صاحب نے آپ کی مدد کرتے ہوئے کہا کہ "نبیوں کی تمام پیش گوئیوں کا پورا ہونا ضروری نہیں ہوتا۔ جس طرح کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض پیش گوئیاں پوری نہیں ہوئیں" اور جب میں نے چیلنج دیا کہ ایسا کہنا بالکل غلط اور جھوٹ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی پیش گوئی ایسی نہیں جو وقت پر پوری نہ ہوئی ہو تو آپ دونوں بغلیں جھانکنے لگے تھے اور پھر آپ کو یاد ہے کہ آپ نے کسی دوسرے موضوع پر گفتگو کے لیے کہا تو میں نے مرزائی معتقدات کا مسلمانوں کے عقائد کے خلاف ہونا ثابت کیا۔ اثنائے گفتگو جب ختم نبوت کا تذکرہ آیا تو آپ نے اسے موضوع بحث بنانے اور مرزائیت پر دلیل ٹھہرانے کے لیے زور دیا۔ میں قصداً اس سے گریز کرتا رہا کیونکہ میں اس موضوع پر ان ہی دنوں ایک مفصل اور مبسوط مقالہ عربی میں تحریر کرچکا تھا اور چاہتا تھا کہ میرے انکار کو اس مسئلہ میں عدم علم پر محمول کرتے ہوئے آپ اور اصرار کریں اور اس بحث کو صدق وکذب مرزا پر فیصلہ کن قرار دیں اور یہی ہوا، لیکن چند ہی لمحوں بعد آپ نے محسوس کیا کہ اس موضوع پر میری گرفت دیگر مواضیع سے کہیں زیادہ مضبوط ہے اور جب میں نے آپ کی حواس باختگی سے اور زیادہ لطف لینے کے لیے آپ کو خبر دی کہ اس موضوع پر میرا ایک مفصل اور مبسوط مقالہ عربی پرچوں میں چھپ چکا ہے تو آپ کی حالت دیدنی تھی۔ آپ فوراً اٹھے، اور چھٹکارا پانے کے لیے جلدی سے اسی موضوع پر اپنا ایک رسالہ اپنے دستخطوں سے مجھے دیا۔

کہ جب دونوں طرف سے اس مسئلہ پر تحریریں موجود ہیں تو اس بحث سے کیا فائدہ اور میرے شدید اصرار پر بھی آپ آمادہ گفتگو نہ ہوئے اور آپ کا وہ رسالہ آج بھی آپ کی شکست کی یادگار کے طور پاس محفوظ ہے۔

اور پھر مجھے سیالکوٹ کے ان مرزائی لڑکوں نے یہ بھی بتلایا کہ جب انہوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ اتنے بڑے مناظر ہو کر ایک معمولی طالب علم کو لاجواب نہیں کر سکے، جس کے متعلق آپ کا خیال تھا کہ وہ پانچ منٹ سے زیادہ عرصہ آپ سے گفتگو نہیں کر سکے گا' تو آپ نے فرمایا تھا' مجھے افسوس ہے کہ میں نے اس لڑکے کو سمجھنے میں غلطی کی اور اسی وجہ سے کوئی خاص تیاری نہیں کر سکا، وگرنہ اس کا بات کرنا دوبھر ہو جاتا اور پھر "لڑکے" نے "الاعتصام" کے صفحات میں آپ کی اور آپ کے متنبی کی اپنی تحریروں سے' آپ کے خود ساختہ مذہب کے پرخچے اڑا دیئے، لیکن ہنوز آپ کی تیاری نہیں ہو سکی اور نہ ان شاء اللہ مرتے دم تک ہو سکے گی' اور آج آپ باایں بے بضاعتی' بے علمی اور بے مائیگی' ایک فریب خوردہ قوم کو اور زیادہ دھوکے میں مبتلا کرنے کے لیے کہتے ہیں کہ آپ نے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہؒ اور مناظر المسلمین مولانا محمد حسین بٹالویؒ کو شکست دی۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین!

حضرت! کہاں راجہ بھوج اور کہاں گنگوا تیلی؟

نہ ہم سمجھے نہ آپ آئے کہیں سے
پسینہ پونچھیے اپنی جبیں سے

آپ کی لاف زنی کے دن ختم ہو گئے' آیئے ہم آج بھی آپ کو سرعام دعوت

دیتے ہیں کہ جس موضوع پر جہاں چاہیں ہم سے تقریری یا تحریری گفتگو کرلیں تا کہ لوگوں کو آپ کی کذب بیانی کے ساتھ آپ کے مذہب اور متنبی کے جھوٹ کا بھی علم ہو جائے۔

رہ گئی بات "لاہور" کی تو اس چیتھڑے نے سوائے ہرزہ سرائی اور بیہودہ گوئی کے کبھی دلیل وسند سے بات ہی نہیں کی۔ اگر گالی کا جواب گالی میں ہی سننا اس کا شوق ہے تو اسے سن لینا چاہیے کہ ہم امت مرزائیہ کو دائرہ اسلام سے خارج اور سرور کائنات علیہ السلام کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے کو کذاب اور دجال سمجھتے ہیں۔ اور ان کی عبادت گاہیں ہمارے نزدیک مسجد ضرار سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں کہ جب بھی اس دیس میں صحیح اسلامی حکومت قائم ہوئی انہیں مسمار کردیا جائے گا اور اس میں آنے والوں کو اسلام میں واپس لوٹنا پڑے گا یا اسلامی دیس میں ایک الگ اقلیت بن کر رہنا پڑے گا جن کے معابد کو اور تو سب کچھ کہا جاسکے گا، مساجد نہیں کہ یہ نام صرف مسلمانوں کی عبادت گاہوں سے مختص ہے۔"

اس اداریے کے بعد ہمیں چند مرزائیوں کی جانب سے دھمکی آمیز اور دشنام سے لبریز خطوط کے علاوہ کوئی جواب موصول نہ ہوا۔ ہم نے ان گالیوں اور دھمکیوں کا نوٹس لینا اس لیے گوارہ نہ کیا کہ ایک آبرو باختہ امت سے جن کا راہنما اور مقتداء گالی کے سوا بات ہی نہیں کرسکتا تھا، اس دشنام طرازی کے علاوہ اور توقع بھی کیا کی جاسکتی ہے، اس کے بعد اپنی تعلیمی تبلیغی اور دیگر مصروفیات کے باعث میں تقریباً مسلسل تین ماہ تک دفتر سے غیر حاضر اور منقطع سا رہا۔ ہفتہ وار "اہل حدیث" اور ماہنامہ "ترجمان الحدیث" میں میرے رفقاء تبادلتہ" آنے والے پرچوں کے قابل توجہ مضامین پر نشان لگا کر مجھے بھجوا دیتے اور میں ان کے بارہ میں انہیں اپنا مشورہ دے دیتا، اور میرے وہ احباب جو میرے طرز تحریر کو جانتے

پہچانتے ہیں انہیں معلوم ہوگا کہ میں نے "اہل حدیث" میں تو تین ماہ سے کچھ لکھا ہی نہیں ' البتہ "ترجمان الحدیث" کا مختصر سا اداریہ اور ایک آدھ مضمون ضرور لکھتا رہا۔

اس دوران "الفرقان" کا کوئی پرچہ نہ تو دفتر میں موصول ہوا اور نہ ہی میں اپنی گوناگوں مصروفیات اور اسفار کی وجہ سے اس کی طرف توجہ دے سکا۔ اکتوبر کو دفتر "اہل حدیث" سے نائب مدیر نے مجھے ہتلایا کہ "الفرقان" بابت ماہ ستمبر میں آپ کے خلاف اور جماعت اہل حدیث کے خلاف کافی ہرزہ سرائی کی گئی ہے۔ میں نے پرچہ منگوا کر دیکھا تو حیران رہ گیا کہ مرزائیت کا وہی بھگوڑا اور بزدل جسے "خالد احمدیت" کا لقب دیا گیا ہے اور جس کی شکست اور بزدلی کا شاہکار "الاعتصام" میں ہمارے وہ گیارہ اداریے اور اس کے اپنے نام ایک کھلا خط ہے جن کا جواب اس سے ابھی تک نہیں بن پڑا آج کیسی لن ترانیاں کر رہا اور دولتیاں جھاڑ رہا ہے۔ حالانکہ اسے اس کا بھی اعتراف ہے کہ وہ ماضی میں ہمارا جواب دینے سے قطعی طور پر قاصر رہا ہے اور اس کا اظہار اس نے خود "الفرقان" کے شمارہ جولائی میں بھی کیا ہے' جو اس وقت ہمارے پیش نگاہ ہے۔

مدیر "الفرقان" کا جھوٹ اور شکست اور ہماری سچائی اور فتح خود اس کی تحریر سے نمایاں ہے کہ اس نے ان تمام مسائل سے قطع نظر کر کے جن کا ہم نے اپنے اداریہ مذکورہ بالا میں ذکر کیا ہے' دو ایسے مسائل زیر بحث لانے کی تجویز رکھی ہے' جن کا ذکر کردہ مسائل سے کوئی تعلق نہیں کہ آیت **"فلما توفیتنی"** میں توفی کے معنی موت اور قرآن مجید کی آیات میں نسخ پر تحریری گفتگو کر لی جائے۔ گویا کہ وہ اس بات کا کھلم کھلا اقراری ہے کہ:

اسرائیل اور مرزائیت کا آپس میں گہرا ربط اور تعلق ہے۔

مرزائیت اور اسرائیل دونوں ہی انگریز کی تخلیق اور سازش کا نتیجہ ہیں۔

۴۔مرزا غلام احمد کی پیش گوئیاں جھوٹی ہیں۔
۵۔محمدی بیگم کے بارہ میں مرزا غلام احمد کی پیش گوئی جھوٹی ثابت ہوئی۔
۶۔مرزائیوں کے معتقدات مسلمانوں کے عقائد کے خلاف ہیں۔
۷۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور مرزا غلام احمد کا دعوئ نبوت جھوٹ ہے۔

وگرنہ جان مرزا ! یہ کیا کہ سوالات تو سامنے ہوں اور جوابات کے لیے ایسے موضوعات کو تلاش کیا جائے جن سے مقصود سوائے بات الجھانے اور اس بھکی ہوئی قوم کو اور زیادہ بھکانے کے اور کچھ نہیں۔ بھلا آیت نسخ وغیرہ سے مرزا غلام احمد کی نبوت کا کیا تعلق ہے ؟ کیا مرزا غلام احمد سے پیشتر آیات نسخ کے بارہ میں کسی نے کچھ نہیں کہا اور کیا ان کا آیات نسخ کے بارہ میں وہی کچھ کہنا جو مرزا نے ان سے نقل اور سرقہ کرکے کہہ دیا ہے ' اس بات کی دلیل ہے کہ وہ بھی نبی اور رسول تھے ؟ وگرنہ ایسی باتوں کو صدق وکذب مرزا کی دلیل ٹھہرانا' چہ معنی دارد ؟

رہ گئی بات معنی "توفی" کی تو ابھی تک پوری امت مرزائیہ امام العصر مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی رحمتہ اللہ علیہ کی مقروض ہے۔ کہ آج تک اس کے بڑوں سے لے کر خوردوں تک سے اس کا جواب نہیں بن پڑا۔ کسی سے کہو کہ اس کا جواب لکھے ' پھر ہم بھی دیکھیں گے کہ اس کا قرضہ کیسے اتارا جاسکتا ہے ' ذرا خود ہی کوشش کرکے دیکھو تو سہی ۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں !

ہمارا آج بھی چیلنج ہے' آؤ اور مسائل مذکورہ پر ہم سے جہاں تمہارا دل چاہے گفتگو کرلو۔ لاہور آؤ تو چینیانوالی مسجد میں انتظام کے ذمہ دار ہم ہیں۔ ربوہ میں انتظام تم کرلو تو ہم آنے کو تیار ہیں ' اور اگر ان موضوعات پر آپ کو اپنی

شکست تسلیم ہے تو آؤ، کسی بھی ایسے موضوع پر گفتگو کرلو جس کو تم منتخب کرو۔ بشرطیکہ اس کا تعلق مرزا غلام احمد کی نبوت اور اس کے صدق و کذب سے ہو تاکہ ہمارا قیمتی وقت صرف ہو تو اس میں آپ کے ساتھ ساتھ آپ کے متنبی کے جھوٹ کا بھی لوگوں کو علم ہوجائے۔ ہمارے تین جولائی کے الفاظ آج بھی آپ کو للکار رہے ہیں:

آپ کی لاف زنی کے دن ختم ہوگئے، آیئے ہم آج آپ کو سرعام دعوت دیتے ہیں، کہ جس موضوع پر اور جہاں چاہیں ہم سے تحریری یا تقریری گفتگو کرلیں، تاکہ لوگوں کو آپ کی کذب بیانی کے ساتھ ساتھ آپ کے مذہب اور متنبی کے جھوٹ کا بھی علم ہوجائے"

ہماری اس عبارت کو دوبارہ پڑھ لیجئے اور آیئے ہم آپ کے منتظر ہیں، رہ گئی بات مرزائی لڑکے کے خطوط کی تو ایک جھوٹے مدعی نبوت کی امت کے ایک فرد سے جھوٹ اور افتراء کے علاوہ اور توقع بھی کیا کی جاسکتی ہے، نیز ان ایسے لونڈوں کی کیا حیثیت ہے کہ انہیں قابل التفات سمجھا جائے، جن کی اپنی تحریریں غلط گوئی اور کذب بیانی کی غمازی کرتی ہیں، کہ ایک طرف تو وہ۔ میرے بارہ میں لکھتا ہے:

"میری گفتگو اور بحث سے بہائیوں کا ایک ایرانی مبلغ جس سے میری فارسی میں بحث ہوئی بوکھلا گیا اور بعد ازاں بہائیت سے تائب ہوگیا"

اور دوسری طرف میرے ہی متعلق لکھتا ہے کہ:

مدیر "الفرقان" کی عربی میں گفتگو سن کر بچوں کی طرح اس کا منہ دیکھ رہا تھا اور دل ہی دل میں آپ کی علمیت کا اعتراف کررہا تھا"

حالانکہ جس بہائی مبلغ کی طرف اشارہ ہے، اس نے سیالکوٹ کے مرزائیوں کا ناطقہ بند کررکھا تھا اور ایرانی الاصل والنسل ہونے کے ساتھ ساتھ فلسفہ

اور الہیات میں تہران یونیورسٹی سے ایم۔ اے اور بون یونیورسٹی جرمنی سے پی۔ ایچ ڈی تھا اور مزے دار بات کہ اس سے میری بحث مدیر "الفرقان" سے گفتگو سے بھی تین سال پیشتر ہوئی تھی جب کہ ابھی میری مسیں بھی نہیں بھیگی تھیں اور میں فارسی کا ایک معمولی طالب علم تھا' جب کہ اللہ دتہ جالندھری ایسے برخود ان پڑھ سے گفتگو کے وقت میں نہ صرف یہ کہ علوم عربیہ کی تکمیل کرچکا تھا۔ بلکہ مدینہ یونیورسٹی میں بھی دو سال گزار چکا تھا' جبکہ میرے مضامین عالم عرب کے ممتاز ترین مجلات وجرائد میں شائع ہوتے تھے اور میری عربی تحریروتقریر کو خود مدینہ یونیورسٹی کے اساتذہ اور عالم عرب کے نامور ادیب اور خطیب سراہ چکے تھے (ایک ایسی بات جسے شاید مدیر "الفرقان" بھی نہ کہہ سکا) رہا علمیت کا اعتراف اور وہ بھی دل ہی دل میں ' یہ بات بھی خوب رہی ' مجھے معلوم نہ تھا کہ راون کے دیس میں سارے ہی باون گزرے ہیں۔ مرزا غلام احمد نے وحی والہام کا دروازہ کیا کھولا کہ غالب کے الفاظ میں :

ہر بو الہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروئے شیوہ اہل نظر گئی !

ایک اور بات ' اسی مرزائی لڑکے نے لکھا کہ :

"اس وقت تو ہم احسان صاحب کے گھر کے افراد 'یعنی مسلمان تھے اور اب ہم پر فتوے دیتے ہیں"

حالانکہ مرزائیوں کے کفر کے بارہ میں اس وقت بھی میرے ایقان اور ایمان کا عالم یہ تھا کہ ربوہ میں رہنے کے باوجود پانی کی ایک بوند اور کھانے کا ایک لقمہ تک منہ میں نہ ڈالا تھا کہ کفار کے برتنوں میں کھانا درست نہیں۔ کیا مرزائی لڑکے اور خود مدیر "الفرقان" اس کے خلاف پر حلف اٹھانے کو تیار ہیں کہ میں تمام دن ربوہ میں بھوکا رہا تھا ' اور ان دنوں ربوہ میں کوکا کولا وغیرہ مشروبات میسر نہ تھے'

اور جب مدیر "الفرقان" نے پیش کش کی کہ وہ میرے لیے ربوہ اسٹیشن سے جہاں کہ مسلمانوں کی دوکانیں ہیں، کچھ کھانے پینے کو منگوا لیتے ہیں تو میں نے شکریہ سے ٹال دیا تھا۔ اس جھوٹ پر یہی کہتا ہوں۔

خوف خدائے پاک دلوں سے نکل گیا
آنکھوں سے شرم سرور کون ومکاں گئی

"الفرقان" نے "اخبار اہل حدیث کے مدیر کے نام" کے بعد ایک عنوان "مساجد کے لیے خدائی غیرت" کے ماتحت راقم الحروف کے خلاف پھر یاوہ گوئی اور اپنے خبث باطنی کا طومار باندھا۔

وہ ہم پر قاتلانہ حملہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"مرزائیت کے خلاف لکھنے کی پاداش میں مرزا غلام احمد کا الہام کیسے پورا ہو کہ **انی مهین من اراد اهانتک** کہ جس نے تجھے ذلیل کیا اسے میں ذلیل کروں گا"

اگر مدیر "الفرقان" کا مقصد یہ ہے کہ اس حملہ کا سبب مرزائیت کے خلاف ہمارا قلمی اور لسانی جہاد ہے تو حکومت کو اس طرف توجہ کرنی چاہیے

اور اگر اس کا مطلب ہے کہ یہ قدرت کی طرف سے سزا تھی تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کے برعکس یہ قدرت کی طرف سے ایک انعام تھا کہ اس نے ہماری ان حقیر خدمات کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے (جو ہم کفر، ہر قسم کے کفر، جن میں سرفہرست مرزائیت ہے، کے خلاف سرانجام دے رہے ہیں) اپنے فضل وکرم سے ہمیں محفوظ رکھا تو بات زیادہ درست ہوگی۔

اگر مدیر "الفرقان" کی مراد لاہور کے ایک کمیونسٹ ہفت روزہ کی وہ ہرزہ سرائی ہے جس کا ہر مومن مسلمان اور محب وطن پاکستانی نشانہ بنا ہوا ہے تو شاید شاعرانہ طور پر یہ کہا جاسکے کہ معاملہ بالکل برعکس ہے اور مرزا غلام کا الہام اپنے

بارہ میں نہیں بلکہ ہمارے بارہ میں تھا کہ ادھر اس کے مدیر نے ہمارے خلاف بہتان طرازی شروع کی ادھر زنجیریں پہن کر خود رسوا ہوگئے۔

اور اللہ دتہ صاحب! اگر قاتلانہ حملہ باعث ذلت ہوتا تو اس ذات گرامی پر حملہ کی کوشش نہ کی جاتی، جس کی چادر نبوت پر انگریزوں کے ایک ذلہ خوار نے ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی اور جس کے جوتوں پر تم نہیں تمہارے متنبی مرزا غلام احمد ایسے کروڑوں افراد وارے جاسکتے اور قربان کیے جاسکتے ہیں۔ سیدالکونین رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی ایک نہیں کئی کوششیں کی گئیں۔ جاؤ! سیرت اور سوانح کی کتابوں کو اٹھاؤ۔ تمہیں غلام ہندی سے فرصت کہاں کہ رسول عربی علیہ السلام کی سیرت کے اوراق الٹ سکو!

رہا معاملہ "الاعتصام" کا تو اس کے بارہ میں "اہل حدیث امرتسر" کے نامور مدیر شیخ الاسلام حضرت مولانا امرتسری رحمتہ اللہ علیہ کا ایک پسندیدہ شعر ہی نقل کیے دیتا ہوں ؎

ان یحسدونی فانی غیر لائمهم
قبلی من اهل الفضل قد حسدوا

اور آؤ پھر اسی پہ مناظرہ کرلو، تحریری یا تقریری جیسے تم چاہو اور جہاں تم چاہو کہ ذلیل کون ہوا؟ مرزا غلام احمد اور اس کی اولاد اخلاف یا ثناء اللہ اور اس کے ساتھی اور رفیق؟

مرزا کی موت کب ہوئی؟ کیسے ہوئی

نورالدین کیسے مرا؟ اور بشیرالدین کا انجام کیا ہوا؟ اور ہمیں امید ہے کہ لاحق کا انجام بھی سابق سے مختلف نہ ہوگا۔ ان شاء اللہ العزیز

مدیر "الفرقان" نے اپنے بغض اور رذالت طبعی کا مظاہرہ کرتے ہوئے لاہور کے ایک سوشلسٹ روزنامہ سے ایک خبر بھی نقل کی ہے جس میں مدیر "ترجمان

الحدیث" کے بارہ میں ایک الزام تراشا گیا تھا۔ "الفرقان" نے اس کے نیچے لکھا ہے:

"ہم ان اقتباسات کو بھی تاریخ میں محفوظ کرنے کے لیے شائع کر رہے ہیں"

قارئین صرف اسی سے اندازہ لگا لیں کہ امت مرزا اپنے متنبی کی پیروی میں دیانت وامانت سے کس حد تک عاری ہو چکی ہے' کیونکہ اس روزنامہ نے دوسرے دن ہی اس خبر کے جھوٹ اور بے بنیاد ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے اس کی تردید شائع کردی تھی لیکن مرزائیوں کے اس "پوپ" کی بددیانتی اور افترا پردازی کو دیکھیے کہ اس نے خبر نقل کرتے ہوئے اس کی تردید کے بارہ میں کچھ کہنے کی زحمت تک گوارا نہیں کی حالانکہ اگر اسے تاریخ میں محفوظ کرنے کا اتنا ہی شوق تھا تو ہم اسے غلام احمد' اس کی امت' اس کے بیٹوں' پوتوں اور ان کی بیویوں کے بارہ میں ایسی ایسی خبریں فراہم کردیتے ہیں جن کی تردید کی جرات آج تک کسی مرزائی کو نہیں ہو سکی' چند خبریں تو آج کی صحبت میں محفوظ کرلیں اور مزے کی بات کہ ایک بھی بیگانے سے نہیں۔

مرزا غلام احمد کا اپنا بیٹا اور مرزائیت کا یکے از صناوید مرزا بشیر احمد اپنے باپ کے سوانح میں لکھتا ہے:

بیان کیا مجھ سے میری والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلے گئے۔ جب آپ نے پنشن وصول کرلی تو آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا۔ جب آپ نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کردیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام) اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے اور چونکہ

تمہارے دادا کا منشا رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں اس لیے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے"(۱)

مرزا غلام احمد کا بڑا لڑکا اور مرزائیوں کا دوسرا خلیفہ اپنے باپ کے بارہ میں یوں گوہر افشانی کرتا ہے:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تریاق الٰہی دوا خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی، اور اس کا ایک بڑا جزو افیون تھا اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول کو حضور چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے، اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے" (۲)

اور خود مرزا غلام احمد اپنے بارہ میں یوں خبر دیتا ہے:

محبی اخویم حکیم محمد حسین صاحب

اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے، آپ اشیاء خوردنی خود خریدیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خرید دیں، مگر ٹانک وائن چاہیے، اس کا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے (۳)

اور پلومر کی دوکان سے جب پوچھا گیا کہ ٹانک کیا ہے تو انھوں نے جواب دیا:

"ٹانک وائن ایک قسم کی طاقت ور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سربند بوتلوں میں آتی ہے، اس کی قیمت ۸ صہ ہے۔۲۱ ستمبر ۱۹۳۳ء" (۴)

۱۔ سیرۃ المہدی، ج ۱، ص ۴۳، مصنف مرزا بشیر احمد قادیانی
۲۔ مضمون میاں محمود، مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان ۱۹ جولائی ۱۹۲۹ء
۳۔ خطوط امام بنام غلام، ص ۵۔
۴۔ منقول از سودائے مرزا، ص ۳۹، حاشیہ مصنف حکیم محمد علی پرنسپل طبیہ کالج امرتسر۔

اور اگر خبر درج ہی کرنی تھی تو اپنے خلیفہ اول کی ہوتی۔ مرزائی اخبار "پیغام صلح" کا نامہ نگار ایک اشتہار "گنجینہ صداقت" میں لکھتا ہے:

"کہاں مولوی نورالدین صاحب کا حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نبی اللہ اور رسول اللہ اور اسمہ احمد کا مصداق یقین کرنا اور کہاں وہ حالت کہ وصیت کے وقت مسیح موعود کی رسالت کا اشارہ تک نہ کرنا' استقامت میں فرق آنا اور پھر بطور سزا گھوڑے سے گر کر بری طرح زخمی ہونا۔ آخر مرنے سے پہلے کئی دنوں تک بولنے سے بھی لاچار ہوجانا اور نہایت مفلسی میں مرنا اور آئندہ جہاد میں بھی کچھ سزا اٹھانا اور اس کے جوان فرزند عبدالحی کا عنفوان شباب میں مرنا اور اس کی بیوی کا تباہ کن طریق پر کسی اور جگہ نکاح کرلیناوغیرہ۔ یہ سب باتیں کم عبرت انگیز نہیں تھیں" (۵)

اب ذرا سینہ تھام کے ان خبروں کو تاریخ کے سینہ میں محفوظ رکھنے کا بندوبست کیجئے' جوان کے خلیفہ ثانی اور مرزا غلام کے بڑے لڑکے کے بارہ میں چھپی اور جن کی تردید کی جرات نہ آج تک کسی کو ہوئی اور نہ خود مرزا بشیرالدین کو اس کا حوصلہ ہوا اور وہ خبریں ہیں باقاعدہ گواہوں کی ایک فوج کے ساتھ' حضرت خلیفہ مرزائیت مرزا بشیرالدین محمود کے بارہ میں ایک مرزائی خاتون خود اپنا واقعہ بیان کرتی ہیں:

"میں میاں صاحب کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں اور لوگوں میں ظاہر کر دینا چاہتی ہوں کہ وہ کیسی روحانیت رکھتے تھے۔ میں اکثر اپنی سہیلیوں سے سنا کرتی تھی کہ وہ بڑے زانی شخص ہیں مگر اعتبار نہیں آتا تھا' کیونکہ ان کی مومنانہ صورت اور نیچی شرمیلی آنکھیں ہرگز

۵۔ منقول از الفضل قادیان مورخہ ۲۳۔ فروری ۱۹۲۲ء

یہ اجازت نہیں دیتی تھیں کہ ان پر ایسا بڑا الزام لگایا جاسکے۔ ایک دن کا ذکر کہ میرے والد صاحب نے جو ہر کام کے لیے حضور سے اجازت حاصل کرتے ہیں اور بڑے مخلص احمدی ہیں۔ ایک رقعہ حضرت صاحب کو پہنچانے کے لیے دیا ' جس میں اپنے ایک کام کے لیے اجازت مانگی تھی۔ خیر میں رقعہ لے کر گئی اس وقت میاں صاحب نئے مکان میں مقیم تھے۔ میں نے اپنے ہمراہ ایک لڑکی لی جو وہاں تک میرے ساتھ ہی گئی اور ساتھ ہی واپس آگئی۔ چند دن بعد مجھے پھر ایک رقعہ لے کر جانا پڑا۔ اس وقت بھی وہی لڑکی میرے ہمراہ تھی۔ جوں ہی ہم دونوں میاں صاحب کی نشست گاہ میں پہنچیں تو اس لڑکی کو کسی نے پیچھے سے آواز دی میں اکیلی رہ گئی۔ میں نے رقعہ پیش کیا اور جواب کے لیے عرض کیا ' مگر انھوں نے فرمایا کہ تم کو جواب دے دوں گا گھبراؤ مت۔ باہر ایک دو آدمی میرا انتظار کر رہے ہیں' ان سے مل آؤں۔ مجھے یہ کہہ کر باہر کی طرف چلے گئے اور چند منٹ بعد پیچھے کے تمام کمروں کو قفل لگا کر اندر داخل ہوئے اور اس کا بھی باہر والا دروازہ بند کردیا۔ اور چٹخنیاں لگادیں۔ جس کمرے میں میں تھی وہ اندر سے چوتھا کمرہ تھا' میں یہ حالت دیکھ کر سخت گھبرائی اور طرح طرح کے خیالات دل میں آنے لگے۔ آخر میاں صاحب نے مجھ سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور مجھ سے برا فعل کرنے کو کہا' میں نے انکار کردیا' آخر زبردستی انھوں نے مجھے پلنگ پر گرا کر میری عزت برباد کی اور ان کے منہ سے اس قدر بدبو آرہی تھی کہ مجھ کو چکر آگیا اور وہ گفتگو بھی ایسی کرتے تھے کہ بازاری آدمی بھی ایسی نہیں کرتے ' ممکن ہے جسے لوگ شراب کہتے ہیں انھوں نے پی ہو' کیونکہ ان کے ہوش وحواس بھی

درست نہیں تھے۔ مجھ کو دھمکایا کہ اگر کسی سے ذکر کیا تو تمہاری بدنامی ہوگی۔ مجھ پر کوئی شک نہ کرے گا۔" (۶)

اللہ دتہ مرزائی صاحب! اگر خبر نقل ہی کرنی تھی تو یہ کی ہوتی ؎

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر!

ذرا اور آگے چلئے! اور دیکھیے کہ اس امت مرزائیہ کے سربراہ کا کردار کیسا ہے جس کی رفاقت وغلامی پر مدیر "الفرقان" نازاں ہے اور جس کے بخشے ہوئے شیش محلوں میں بیٹھ کر مرزائیت کا یہ بزعم خویش اور برخود غلط "خالد" دوسروں پر پتھر پھینکتا ہے۔

ایک خاندانی مرزائی اور خلیفہ قادیان کے خاندان سے انتہائی قربت رکھنے والا نوجوان محمد یوسف لکھتا ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ

" میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نبی اور خاتم النبیین ہیں اور اسلام سچا مذہب ہے۔ میں احمدیت کو بھی برحق سمجھتا ہوں اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے دعویٰ پر ایمان رکھتا ہوں اور مسیح موعود مانتا ہوں اور اس اقرار کے بعد میں موکد بعذاب حلف اٹھاتا ہوں۔

میں اپنے علم اور مشاہدہ اور رویت عینی اور آنکھوں دیکھی بات کی

۶۔اخبار مباہلہ بابت جون ۱۹۲۹ء خادم قادیانی منقول از "ربوہ کا مذہبی آمر" مصنفہ راحت ملک برادر خورد عبدالرحمٰن۔

بناء پر خدا کو حاضر ناظر جان کر اس کی پاک ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ربوہ نے اپنے سامنے اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد سے زنا کروایا ' اگر میں اس حلف میں جھوٹا ہوں تو خدا کی لعنت اور عذاب مجھ پر نازل ہو۔ میں اس بات پر مرزا کے ساتھ بالمقابل حلف اٹھانے کے لیے بھی تیار ہوں" (۷)

اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی'
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو!

اب ذرا خود مرزائیوں کی اپنی گواہیاں بھی شمار کر لیجئے ! اچھا ہوا کہ آپ نے ہمیں توجہ دلا کر ایک اہم بات کو تاریخ کے سینوں میں ہمیشہ کے لیے محفوظ کرنے کا سامان مہیا کر دیا ورنہ آج شائد ہی کسی مسلمان کے حافظہ میں یہ بات موجود رہ گئی ہوتی ۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

اور:

عدو شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد

۷۔ محمد یوسف معرفت عبدالقادر تیرتھ سنگھ ہے پلوان روڈ عقب شالیمار ہوٹل' کراچی۔ منقول از ربوہ کا مذہبی آمر' ص ۱۲۹' مصنف راحت ملک قادیانی برادر خورد عبدالرحمن خادم مبلغ قادیانی

گواہی نمبرا

شیخ مشتاق احمد قادیانی مرزا محمود کے متعلق خبر سناتے' اور ان کے متعلق گواہی دیتے ہیں:

"خاکسار پرانا قادیانی ہے اور قادیان کا ہر فرد بشر مجھے خوب جانتا ہے۔ ہجرت کا شوق مجھے بھی دامن گیر ہوا اور میں قادیان ہجرت کر آیا۔ قادیان میں سکونت اختیار کی۔ خلیفہ قادیان کے محکمہ قضاء میں بھی کچھ عرصہ کام کیا مگر دل میں آرزو آزاد روزگار کی تھی اور اخلاص مجبور کرتا تھا کہ اپنا کاروبار شروع کرکے خدمت دین بجا لاؤں۔ چنانچہ خاکسار نے "احمدیہ دواگھر" کے نام ایک دواخانہ کھولا جس کے اشتہارات عموماً اخبار "الفضل" میں شائع ہوتے رہے ہیں مگر میں یہ کہوں تو بجا ہوگا کہ قادیان کی رہائش میری عقیدت کو زائل کرنے کا باعث ہوئی' وگرنہ اگر میں اور قادیانی بھائیوں کی طرح دور دور ہی رہتا تو آج مجھے اس تجارتی کمیٹی کے ایکٹروں کے سربستہ رازوں کا انکشاف نہ ہوتا' یا اگر میں خاص قادیان میں اپنا مکان بنالیتا' یا خلیفہ قادیان کا ملازم ہوجاتا' تو بھی مجھے آج اس اعلان کی جرات نہ ہوتی۔۔"

(خاکسار شیخ مشتاق احمد' احمدیہ دواگھر قادیان)

گواہی نمبر۲

ڈاکٹر محمد عبداللہ قادیانی کہتے ہیں:

"میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر' اسی کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے' یہ شہادت دیتا ہوں کہ میں اس ایمان اور یقین پر ہوں کہ موجودہ خلیفہ مرزا محمود احمد دنیا دار' بدچلن' اور عیش پرست انسان ہے۔ میں ان کی بدچلنی کے متعلق خانہ خدا'

خواہ وہ مسجد ہو' یا بیت اللہ شریف یا کوئی اور مقدس مقام ہو' میں حلف موکد بعذاب اٹھانے کے لیے تیار ہوں' اگر خلیفہ صاحب مباہلہ کے لیے نکلیں تو میں مباہلہ کے لیے حاضر ہوں۔

یہ الفاظ میں نے دلی ارادہ سے لکھ دیے ہیں' تا کہ دوسروں کے لیے ان کی حقیقت کا انکشاف ہو سکے۔ والسلام"

(ڈاکٹر محمد عبداللہ' آنکھوں کا ہسپتال' قادیان حال لائلپور)

گواہی نمبر ۳

مستری اللہ بخش قادیانی' خلیفہ قادیان کی پاک بازی کا قصہ یوں بیان کرتے ہیں:

میں خدا کو حاضر ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر یہ تحریر کرتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ مرزا محمود احمد دنیا دار' عیش پرست اور بدچلن انسان ہے۔ میں ہر وقت اس سے مباہلہ کے لیے تیار ہوں

(مستری اللہ بخش احمدی قادیانی)

گواہی نمبر ۴

بیگم صاحبہ ڈاکٹر عبداللطیف صاحب ہم زلف خلیفہ ربوہ فرماتی ہیں:

"مرزا محمود خلیفہ ربوہ بدچلن' زناکار انسان ہیں۔ میں نے خود ان کو زنا کرتے دیکھا اور میں اپنے دونوں بیٹوں کے سر پر ہاتھ رکھ کر موکد بعذاب حلف اٹھاتی ہوں"

(بیگم ڈاکٹر عبداللطیف)

گواہی نمبر ۵

خان عبدالرب برہم صدر انجمن کے دفتر بیت المال میں کام کرتے' اور سر

محمد ظفراللہ کی کوٹھی کے ایک حصہ میں رہائش پذیر تھے۔ آپ نے مرزا محمود کی ہمشیرہ کا دودھ پیا ہوا ہے' اس سے آپ کے گہرے مراسم کا اندازہ لگایئے' وہ کہتے ہیں:

میں شرعی طور پر پورا پورا اطمینان حاصل کرنے کے بعد خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ کہتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ صاحب یعنی مرزا محمود احمد کا چال چلن نہایت خراب ہے۔ اگر وہ مباہلہ کے لیے آمادگی کا اظہار کریں تو میں خدا کے فضل سے ان کے مدمقابل مباہلہ کے لیے ہر وقت تیار ہوں۔ والسلام"

(عبدالرب برہم)

گواہی نمبر۶

عتیق الرحمٰن فاروق سابق مرزائی مبلغ لکھتے ہیں:

"میری قادیانی جماعت سے علیحدگی کے وجوہات منجملہ دیگر دلائل و براہین کے ایک وجہ اعظم' خلیفہ صاحب کی سیاہ کاریاں اور بدکاریاں ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ خلیفہ صاحب مقدس اور پاکیزہ انسان نہیں بلکہ نہایت ہی سیاہ کار اور بدکار ہے۔

اگر خلیفہ صاحب اس امر کے تصفیہ کے لیے مباہلہ کرنا چاہیں تو میں بطیب خاطر میدان مباہلہ میں آنے کے لیے تیار ہوں۔ فقط"

(خاکسار عتیق الرحمٰن فاروق' سابق مبلغ جماعت احمدیہ قادیان)

گواہی نمبر۷

علی حسین قادیانی اپنی والدہ کا واقعہ بیان کرتے ہیں:

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر' اس کی قسم کھا کر' جس کی جھوٹی

قسم کھانا لعینوں کا کام ہے' مندرجہ ذیل شہادت لکھتا ہوں:

بیان کیا مجھے میری والدہ نے کہ میں حضرت خلیفہ مرزا محمود احمد صاحب کے ہاں رہا کرتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ حضرت صاحب جوان نامحرم لڑکیوں پر عمل مسمریزم کرکے انہیں سلا دیا کرتے تھے' پھر آپ اُن کو کوئی جگہ سے ہاتھ سے کاٹتے' تب بھی انہیں ہوش نہ ہوتی تھی۔

ایک دفعہ حضرت صاحب کے گھر میں سیڑھیاں چڑھ رہی تھی کہ اوپر سے سے حضرت صاحب انہیں سیڑھیوں پر سے اترتے آرہے تھے۔ جب میرے مقابل پہنچے تو انھوں نے میری چھاتی پکڑلی۔ میں نے زور سے چھڑائی"

(خاکسار علی حسین قادیانی)

گواہی نمبر۸

ملک عزیزالرحمٰن جنرل سیکریٹری احمدیہ حقیقت پسند پارٹی لاہور قادیانی جماعت کے مشہور و معروف سرگرم مبلغ ملک عبدالرحمٰن خادم گجراتی' مصنف احمدیہ پاکٹ بک کے حقیقی برادر ہیں۔ آپ واقف زندگی ہوکر ربوہ میں عرصہ تک قیام پذیر رہے۔ اور دفتر پرائیویٹ سیکریٹری میں بطور سپرنٹنڈنٹ کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اور آپ فارن مشن اکاؤنٹس کے انچارج بھی تھے' فرماتے:

میں اس قہار خدا کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے یہ بیان کرتا ہوں کہ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض واقف زندگی ربوہ (حال روالپنڈی) نے میرے سامنے میرے مکان واقعہ لاہور پر کئی ایسے واقعات بیان کیے جن سے خلیفہ صاحب ربوہ کے اول درجہ بدکار ہونے کا یقین کامل ہوجاتا ہے' اس نے میرے اور چند دوستوں کے سامنے بالوضاحت یہ بیان دیا کہ خلیفہ صاحب ربوہ معہ اپنی بیویوں کے

باقاعدہ پروگرام کے تحت بدکاری کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے مزید فرمایا کہ میں نے اس تمام بدکاری کو بچشم خود دیکھا ہے۔ اگر ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض اس بیان مذکورہ بالا سے انحراف کریں تو میں ان سے حلف موکد .بعذاب کا مطالبہ کروں گا۔ مزید برآں مجھے چونکہ خلیفہ صاحب کے دفتر پرائیویٹ سیکریٹری میں بطور سپرنٹنڈنٹ کام کرنے اور خلیفہ صاحب کو نزدیک سے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ میں بھی خلیفہ صاحب سے اس ضمن میں اور ان کے جھوٹے دعوے مصلح موعود کے بارہ میں مباہلہ کرنے کو ہر وقت تیار ہوں۔ فقط

(ملک عزیز الرحمٰن جنرل سیکریٹری احمدیہ حقیقت پسند پارٹی لاہور)

گواہی نمبر۹

مشہور مرزائی مبلغ شیخ عبدالرحمٰن جن کو مرزا محمود دورۂ انگلستان میں اپنے ہمراہ لے کر گیا تھا۔ یوں گوہر افشاں ہیں:

موجودہ خلیفہ سخت بدچلن ہے۔ یہ تقدس کے پردہ میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے۔ اس کام کے لیے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے"

(عبدالرحمٰن قادیانی)

گواہی نمبر۱۰

عبدالحمید قادیانی جو اپنی خدمات جلیلہ کی بناء پر خدام الاحمدیہ حلقہ مسجد اقصیٰ کا جنرل سیکریٹری رہ چکا ہے، رقمطراز ہے:

"قسم ہے مجھ کو خدا تعالی کی وحدانیت کی، قسم ہے مجھ کو قرآن پاک کی سچائی کی، قسم ہے مجھ کو حبیب کبریا کی معصومیت کی کہ میں اپنے قطعی علم کی بناء پر جناب مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ کو ایک ناپاک انسان سمجھنے میں حق الیقین پر قائم ہوں۔ نیز اس بات پر بھی شرح صدر حاصل ہے کہ آپ جیسے شعلہ بیان یعنی (سلطان البیان) مقرر سے قوت بیان کا چھن جانا اور دیگر بہت سے امراض کا شکار ہونا، مثلاً نسیان، فالج وغیرہ یقیناً خدائی عذاب ہیں جو کہ خدائے عزیز کی طرف سے اس کی قدیم سنت کے مطابق مفتریان کے لیے مقرر کیے گئے ہیں۔

علاوہ دیگر واسطوں کے آپ کے مخلص ترین مریدوں کی زبانی "وقتاً فوقتاً" آپ کے گھناؤنے کردار کے بارہ میں عجیب وغریب انکشاف اس عاجز پر ہوئے۔ مثال کے طور پر آپ کے ایک مخلص مرید جناب محمد صدیق صاحب شمس نے بارہا میرے سامنے جناب خلیفہ صاحب کے چال چلن اور غیر شرعی افعال کے مرتکب ہونے کے بارہ میں بہت سے دلائل وثبوت اور خلیفہ صاحب کے پرائیویٹ خط پیش کیے۔

اس جگہ میں احتیاطاً یہ لکھ دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ اگر محترم صدیق کو میرے بیان بالا کی صحت کے بارہ میں کوئی اعتراض ہو تو ہر دم ان کے ساتھ اپنے اس بیان کی صداقت پر مباہلہ کے لیے تیار ہوں"

(احقر العباد عبدالمجید اکبر مکان ۵، بلاک ڈی ٹمپل روڈ لاہور)

گواہی نمبر ۱۱

حافظ عبدالسلام مرزائی شہادت دیتا ہے:

"میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر جس کے ہاتھ میں میری جان ہے،

جو جبار و قہار ہے، جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی اور مردود کا کام ہے، حسب ذیل شہادت دیتا ہوں:

میں ۱۹۳۲ء سے لے کر ۱۹۳۶ء تک مرزا گل محمد صاحب رئیس قادیان کے گھر میں رہا۔ اس دوران میں کئی مرتبہ ایک عورت مسماۃ عزیزہ بیگم صاحبہ کے خطوط خفیہ طریقے سے ان کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے کہ ان خطوں کا کسی سے بھی ذکر نہ کرنا، خلیفہ محمود کے پاس لے جاتا رہا۔ خلیفہ مذکور بھی اس طریقہ سے اور ہدایت بالا کو دہراتے ہوئے جواب دیتا رہا۔ خطوط انگریزی میں تھے۔

اس کے علاوہ ایک عورت کو رات کے دس بجے بیرونی راستہ سے لے جاتا رہا جب کہ اس کا خاوند کہیں باہر ہوتا۔ عورت غیر معمولی بناؤ سنگھار کرکے خلیفہ کے دفتر میں آتی تھی۔ میں بموجب ہدایت اسے گھنٹہ یا دو گھنٹہ بعد لے آتا تھا۔

ان واقعات کے علاوہ بعض اور واقعات سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ خلیفہ صاحب کا چال چلن خراب ہے اور میں ہر وقت ان سے مباہلہ کرنے کے لیے تیار ہوں"

(حافظ عبدالسلام پسر سلطان حامد خاں صاحب استاد میاں ناصر احمد)

گواہی نمبر ۱۲

مرزائی غلام حسین کہتا ہے:

"میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اور اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنی آنکھ سے حضرت صاحب (یعنی مرزا محمود احمد کو صادقہ کے ساتھ زنا کرتے دیکھا ہے، اگر میں جھوٹ لکھ رہا ہوں تو اللہ کی مجھ پر لعنت ہو"

(غلام حسین احمدی)

گواہی نمبر ۱۳

مرزا منیر احمد نصیر قادیانی حلفاً کہتا ہے:

"مجھے دلی یقین ہے کہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب' خلیفہ قادیان نہایت بدچلن' لوز کریکٹر انسان ہے۔ بے شمار عینی شہادتیں جو مجھ تک پہنچ چکی ہیں' جن کی بناء پر میں یہ جاننے کے لیے تیار ہوں کہ واقعی خلیفہ صاحب قادیان زانی اور اغلام باز (فاعل و مفعول) بھی ہیں۔

اس دلی یقین کا ثبوت میں یہاں تک دے سکتا ہوں' اگر خلیفہ صاحب قادیان اپنے کریکٹر' چال چلن کی صفائی کے لیے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں تو ہر طرح اسے قبول کرنے کو تیار ہوں"

(مرزا منیر احمد نصیر قادیانی)

گواہی نمبر ۱۴

شیخ بشیر احمد مصری قادیانی یوں گہربار ہے:

"میں خداوند تعالٰی کو حاضروناظر جان کر بیان کرتا ہوں کہ میں نے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو بچشم خود زنا کرتے دیکھا ہے۔ اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو"

(شیخ بشیر احمد مصری قادیانی)

گواہی نمبر ۱۵

مرزائیوں کی اہم ترین جماعت' انجمن انصار احمدیہ قادیان کے سابق صدر فرماتے ہیں:

"میں خدا کو حاضر ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم

کھانا لعنتیوں کا کام ہے' یہ تحریر کرتا ہوں کہ میں مرزا محمود احمد صاحب کی بیعت سے اس لیے علیحدہ ہوا تھا کہ مجھے ان کے خلاف احمدی لڑکوں' لڑکیوں اور عورتوں کے صحیح واقعات پہنچے تھے' جن کے ساتھ مرزا محمود احمد نے بدکاری کی تھی' اسی بناء پر میں نے مرزا محمود احمد صاحب کو لکھا تھا' کہ آپ کے خلاف احمدی لڑکے لڑکیاں اور عورتیں اپنے واقعات بیان کرتی ہیں۔

ایسی صورت میں آپ یا جماعتی کمیشن کے سامنے معاملہ پیش ہونے دیں یا میدان مباہلہ کے لیے تیار ہوں' یا حلف موکد بعذاب اٹھائیں یا ہمیں موقعہ دیں کہ ہم تمام واقعات پیش کرکے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر تمام احمدیوں کی موجودگی میں آپ کے سامنے حلف موکد بعذاب اٹھائیں تاکہ روز بروز کا جھگڑا ختم ہو کر حق کا بول بالا ہو۔ لیکن مرزا محمود صاحب کو کسی طریق پر بھی عمل پیرا ہونے کی جرات نہیں ہوئی۔ سوائے کفار والا حربہ بائیکاٹ مقاطعہ استعمال کرنے کے۔

۱۹۳۷ء سے لے کر آج تک میں اسی عقیدہ پر علی وجہ البصیرت قائم ہوں کہ میاں محمود احمد ایک زانی اور بدچلن انسان ہے جس کو خدا رسول اور اس کے خادم حضرت مسیح موعود سے کسی قسم کی کوئی نسبت نہیں۔ اگر میں اپنے اس عقیدہ میں باطل پر ہوں تو اللہ تعالے کی مجھ پر لعنت ہو۔"

(حکیم عبدالعزیز سابق پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ قادیان)

گواہی نمبر۱۶

اور منیر احمد قادیانی کچھ اور اضافہ کرتے ہیں:

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر جس جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے'

یہ تحریر کرتا ہوں کہ میں نے حضرت مرزا محمود احمد صاحب قادیان کو اپنی آنکھ سے زنا کرتے دیکھا ہے اور میں اقرار کرتا ہوں کہ اس نے میرے ساتھ بھی بدفعلی کی ہے اور میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ میں بچپن سے وہیں رہتا تھا"

(منیر احمد قادیانی)

گواہی نمبر ۱۷

محمد عبداللہ مرزائی اس پر مزید اضافہ کرتے ہیں:

"مصری عبدالرحمٰن صاحب کے بڑے لڑکے حافظ بشیر احمد نے میرے سامنے ہاتھ میں قرآن شریف لے کے یہ لفظ کہے' خدا تعالی مجھے پارا پارا کردے اگر میں جھوٹ بولتا ہوں' کہ موجودہ خلیفہ صاحب نے میرے ساتھ بدفعلی کی ہے۔

میں خدا کی قسم کھا کر یہ واقعہ لکھ رہا ہوں"

(بقلم خود محمد عبداللہ احمدی سیمنٹ فرنیچر ہاؤس مسلم ٹاؤن لاہور)

گواہی نمبر ۱۸

سمن آباد لاہور کی ایک خاتون سیدہ ام صالحہ بنت سید ابرار حسین کہتی ہیں:

"مرزا گل محمد صاحب مرحوم (آپ قادیان کے رئیس اعظم تھے اور وہاں بڑی جائیداد کے مالک تھے اور مرزا غلام احمد صاحب کے خاندان کے رکن تھے) کی دوسری بیوہ چھوٹی بیگم نے مجھے بیان کیا کہ خلیفہ کو میں نے اپنی آنکھوں سے ان کی صاحبزادی اور بعض دوسری عورتوں کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے' میں نے خلیفہ صاحب سے ایک دفعہ عرض کی کہ حضور کیا معاملہ ہے؟

آپ نے فرمایا ' قرآن وسنت میں اس کی اجازت ہے۔ البتہ اس کو عوام میں پھیلانے کی ممانعت ہے۔

نعوذ باللہ من ذالک!

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر حلفیہ بیان کر رہی ہوں شاید میری مسلمان بہنیں اور بھائی اس سے کوئی سبق حاصل کریں"

(سیدہ ام صالحہ بنت سید ابرار حسین سمن آباد لاہور)

گواہی نمبر ۱۹

مرزا محمود کا اپنا بیٹا مرزا محمد حنیف اپنے باپ کے بارہ میں کیا نقطہ نگاہ رکھتا ہے' مرزائی چوہدری محمد علی جنھوں نے اپنی پوری زندگی مرزائیت کے لیے وقف کر رکھی تھی' بیان کرتے ہیں:

یاد رہے یہی وہ چوہدری محمد علی ہیں جو مرزائی تنظیم خدام الاحمدیہ کے نائب آڈیٹر اور مرزائی حساب کے شعبہ میں اکاؤنٹنٹ بھی رہ چکے ہیں اور جن کی دیانت کا اعتراف خود مرزا محمود نے بھی کیا:

"میں خدا کو حاضروناظر جان کر اس پاک ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا **لعنتیوں** کا کام ہے کہ صوفی روشن دین صاحب جو ربوہ میں انجن کی چکی پر عرصہ تک بطور مستری کام کرتے رہے اور وہ قادیان کے پرانے رہنے والوں میں سے ہیں اور مخلص احمدی ہیں اور جن کے مرزا محمود احمد صاحب اور ان کے خاندان کے بعض افراد سے قریبی تعلقات تھے اور خصوصاً مرزا حنیف احمد ابن مرزا محمود احمد کے صوفی صاحب موصوف کے ساتھ نہایت عقیدت مندانہ مراسم تھے اور قلبی عقیدت کی بناء پر مرزا حنیف احمد گھنٹوں صوفی صاحب کے پاس روزانہ ان کے گھر جا کے بیٹھتے اور بسا اوقات صوفی صاحب کو قصر

خلافت میں اپنے ایک کمرہ خاص میں بھی لے جاکر ان کی خاطر و مدارات کرتے۔ انھوں نے مجھ سے بارہا بیان کیا کہ مرزا حنیف احمد خدا کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ :

جس کو تم لوگ خلیفہ اور مصلح الموعود سمجھتے ہو' وہ زنا کرتا ہے اور یہ کہ مرزا حنیف نے اپنی آنکھوں سے اپنے والد کو ایسا کرتے دیکھا۔ صوفی صاحب نے یہ بھی کہا کہ انھوں نے کئی دفعہ مرزا حنیف احمد سے کہا کہ تم ایسا سنگین الزام لگانے سے قبل اچھی طرح اپنی یادداشت پر زور ڈالو۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ جس کو تم کوئی غیر سمجھے ہو' وہ دارصل تمہاری کوئی والدہ ہی تھیں۔ مباوا خدا کے قہر و غضب کے نیچے آجاؤ تو اس پر مرزا حنیف احمد اپنی پوری رؤیت عینی پر حلفاً مصر رہے کہ ان کا والد پاک سیرت نہیں ہے اور یہ بھی کہا کہ انھوں نے اپنے والد کی کبھی کوئی کرامت مشاہدہ نہیں کی۔ البتہ یہ تڑپ شدت کے ساتھ پائی ہے کہ کسی طرح انہیں جلدازجلد دنیاوی غلبہ حاصل ہو جائے۔

اگر میں اس بیان میں جھوٹا ہوں اور افراد جماعت کو اس سے محض دھوکا دینا مقصود ہے تو خدا تعالیٰ مجھ پر اور میری بیوی پر ایسا عبرت ناک عذاب نازل فرمائے جو مخلص اور ہر دیدہ بینا کے لیے ازدیاد ایمان کا موجب ہو۔

ہاں ! اس نام نہاد خلیفہ کی بدعنوانیوں ' خیانتوں اور دھاندلیوں کے ریکارڈ کی رو سے میں عینی شاہد ہوں' کیونکہ خاکسار نے ساڑھے نو سال تحریک جدید اور انجمن احمدیہ کے مختلف شعبوں میں اکاؤنٹنٹ اور نائب ایڈیٹر کی حیثیت سے کام کیا ہے"

(خاکسار چوہدری علی محمد عفی عنہ واقف زندگی

حال نمائندہ خصوصی کوہستان، لائلپور)

گواہی نمبر ۲۰

مولوی محمد صالح نور واقف زندگی سابق کارکن وکالت، تحریک جدید ربوہ مولوی محمد یامین صاحب تاجر کتب کے چشم وچراغ ہیں۔ مرزائی ہونے کے علاوہ سلسلہ مرزائیہ کا بے شمار لٹریچر شائع کرتے ہیں۔ یہ قادیان میں ۱۹۲۹ء میں پیدا ہوئے اور مولوی فاضل تک تعلیم حاصل کی، بعدازاں مختلف شعبہ جات میں نہایت خوش اسلوبی سے خدمت سرانجام دیتے رہے

مثلاً:

۱۔ قادیان میں مسجد الاحمدیہ کے جنرل سیکریٹری کے عہدہ پر فائز رہے۔
۲۔ زعیم مجلس خدام الاحمدیہ، دارالصدر ربوہ۔
۳۔ نائب منتظم تبلیغ مرکزیہ خدام لاحمدیہ ربوہ۔
۴۔ سندھ ویجی ٹیبل اینڈ پروڈکٹس کے ہیڈ آفس میں کام کیا۔
۵۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز اور سن رائز اخبار کے مینجر بھی رہے۔
۶۔ محتسب امور عامہ کے معتمد خاص ربوہ بھی رہے۔

ان شعبہ جات کے علاوہ بھی جماعتی طور پر جس خدمت پر بھی مامور کیا گیا آپ نے دیانت اور امانت کی راہ پر چل کر صحیح معنوں میں خدمت کی۔ آپ میاں عبدالرحیم احمد جو خلیفہ مرزا محمود کا داماد ہے اس کے پرسنل اسسٹنٹ وکیل التعلیم تحریک جدید ربوہ بھی تھے۔ آپ جس جاں فشانی اخلاص اور محنت سے کام کرتے تھے، اس کی وجہ سے آپ کے ذمہ مزید کام سپرد کیے جاتے تھے۔ آٹھ دس شعبہ جات کی کارکردگی آپ کی مقبولیت کی شاہد ہے اور گہرے تعلقات کا اندازہ بھی اس سے لگایا جاسکتا ہے، آپ کا حلفیہ بیان ہدیہ ناظرین ہے:

میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاکر مندرجہ ذیل سطور صرف اس لیے سپرد

قلم کر رہا ہوں کہ جو لوگ اب بھی مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ کے تقدس کے قائل ہیں ان کے لیے راہنمائی کا باعث ہو۔ اگر میں مندرجہ ذیل بیان میں جھوٹا ہوں تو خدا تعالیٰ کا عذاب مجھ پر اور میرے اہل و عیال پر نازل ہو۔

میں پیدائشی احمدی ہوں اور ۱۹۵۷ء تک میں مرزا محمود احمد صاحب کی خلافت سے وابستہ رہا۔ خلیفہ صاحب نے مجھے ایک خود ساختہ فتنہ کے سلسلہ میں جماعت ربوہ سے خارج کر دیا۔ ربوہ کے ماحول سے باہر آکر خلیفہ صاحب کے کردار کے متعلق بہت ہی گھناؤنے حالات سننے میں آئے، اس پر میں نے خلیفہ صاحب کی صاحبزادی امتہ الرشید بیگم، بیگم میاں عبدالرحیم احمد سے ملاقات کی۔ انھوں نے خلیفہ صاحب کے بدچلن اور بدقماش اور بدکردار ہونے کی تصدیق کی۔ باتیں تو بہت ہوئیں لیکن خاص بات قابل ذکر تھی کہ جب میں نے امتہ الرشید بیگم سے کہا کہ آپ کے خاوند کا ان حالات کا علم ہے تو انھوں نے کہا کہ صالح نور صاحب آپ کو کیا بتلاؤں کہ ہمارا باپ ہمارے ساتھ کیا کچھ کرتا رہا ہے اور اگر وہ تمام واقعات میں اپنے خاوند کو بتلادوں تو وہ مجھے ایک منٹ کے لیے بھی اپنے گھر میں بسانے کے لیے تیار نہ ہوگا تو پھر میں کہاں جاؤں گی۔اس واقعہ پر امتہ الرشید کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور یہ لرزہ خیز بات سن کر میں بھی ضبط نہ کرسکا اور وہاں سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ اس وقت میں ان واقعات کی بناء پر جو میں ڈاکٹر نذیر احمد ریاض، محمد یوسف ناز، راجہ بشیر احمد رازی سے سن چکا ہوں، حق الیقین کی بناء پر خلیفہ صاحب کو ایک بدکردار اور بدچلن انسان سمجھتا ہوں اور اسی کی بناء پر وہ آج خدا کے عذاب میں گرفتار

ہیں"

(خاکسار محمد صالح نور واقف زندگی،
سابق کارکن وکالت تعلیم تحریک جدید ربوہ" (۸)

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند
چوں بخلوت می روند آں کار دیگر می کنند

فی الحال مشتے از خروارے کے طور پر خود مدیر "الفرقان" کے اپنے گھر کی گواہیاں ، حلفی گواہیاں اللہ دتہ جالندھری اور ان کے حوالیوں موالیوں کے لیے پیش کی گئی ہیں۔ امید ہے وہ انہیں اپنے جرائد و مجلّات میں درج کر کے ان کے لیے تاریخ کے سینے میں محفوظ رہنے کا انتظام کریں گے۔ بقیہ پھر کبھی ضرورت ہوئی تو پیش کردی جائیں گی۔

آخر میں ایک اطالوی حسینہ اور مرزا محمود کے مشہور عالم واقعہ پر اس مضمون کو ختم کرتے ہوئے مدیر "الفرقان" کے جواب کے منتظر ہیں، یہ کہتے ہوئے کہ

ادھر آ اے دلبر ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

لاہور میں ایک ہوٹل تھا۔ سسل اس کا نام اور منٹگمری روڈ پر واقع ، وہاں ایک اطالوی حسینہ مس روفو کام و دہن کی لذت کے ساتھ ساتھ قلب و نظر کے سرور کا سامان بھی مہیا کرتی تھی۔ مرزا محمود اس ہوٹل کے ماکولات و مشروبات سے زیادہ کشور اطالیہ کے باغ کی بہار میں زیادہ دلچسپی رکھتے تھے اور ایک دن روز نامہ آزاد کے الفاظ میں کیا ہوا:

۸۔ منقول از "تاریخ محمودیت" مصنفہ مظہر ملتانی، شائع کردہ، دفتر انصار احمدیہ دیو سماج ہوسٹل نمبر ۷۔۸۔ سنت نگر لاہور۔

"مرزا بشیرالدین محمود کی آمد اور سسل ہوٹل کی منتظمہ کی گمشدگی تلاش کے باوجود اس کا کوئی پتہ نہیں مل سکا"

یکم مارچ سسل ہوٹل کی طرف سے مشتہر ہوا تھا کہ جمعرات یکم مارچ پانچ سے ساڑھے نو بجے رات تک ناچ اور اکاونٹ ڈرائیور ہوگا۔ بڑے بڑے انعامات بدستور سابق تقسیم کیے جائیں گے۔ تماشائی چار بجے شام سے جمع ہونے شروع ہو گئے اور پانچ بجے اچھا خاصا مجمع ہوگیا۔ ہر ایک شخص کھیل شروع ہونے کا منتظر تھا' مگر خلاف توقع رسٹ ڈرائیور شروع ہوا نہ ناچ کا بینڈ بجنا شروع ہوا آخر استفسار پر سسل ہوٹل کے ایک بیرے سے معلوم ہوا کہ رسٹ ڈرائیور کا تمام سامان منتظمہ کے کمرے میں ہے اور منتظمہ کو مرزا بشیرالدین محمود موٹر پر بٹھا کر لے گئے ہیں (۹)

اس واقعہ کو "زمیندار" کے مدیر شہیر مولانا ظفر علی خاں نے "زمیندار" میں یوں رقم کیا:

اطالوی حسینہ

اے کشور اطالیہ کے باغ کی بہار لاہور کا دامن ہے تیرے فیض سے چمن
پیغمبر جمال تیری چلبلی ادا پروردگار عشق تیرا دلربا چلن
الجھے ہوئے ہیں ہے دل تری زلف سیاہ میں ہیں جس کے ایک تار سے وابستہ سوفتن
پروردہ فسوں ہے تیری آنکھ کا خمار آوردہ جنوں ہے تیری بوئے پیرہن
پیمانہ نشاط تیری ساق صندلیں بیعانہ سرور تیرا مرمری بدن!
رونق ہے ہوٹلوں کی ترا حسن بے حجاب جس پر فدا ہے شیخ تو لٹو ہے برہمن
جب قادیاں پہ تیری نشیلی نظر پڑی سب نشہ نبوت ظلی ہوا ہرن
میں بھی ہوں تیری چشم پر افسوں کا معترف جادو وہی ہے آج جو ہو قادیاں شکن

۹۔ نامہ نگار آزاد' ۳ مارچ ۱۹۳۴ء

اطالوی رقاصہ کا "الفضل" میں اعتراف

اس کے بعد مختلف اخباروں میں شور و غوغا ہوئے۔ خلیفہ قادیان کی خطبہ جمعہ کی تقریر شائع ہوئی جس میں اس اطالوی لیڈی کے لے جانے کا اعتراف کیا' مگر اس کی وجہ یہ بتائی کہ:

"اس لیڈی کو اپنی بیویوں اور لڑکیوں کے انگریزی لہجہ کے لیے لایا تھا" (۱۰)

اس کا جواب اہل حدیث نے یوں لکھا:

"پس مطلع صاف ہوگیا' مگر سوال یہ ہے کہ اطالوی عورت خاص کر ہوٹل کی خادمہ' انگریزی کیا پڑھائے گی۔ اطالوی لوگ تو خود انگریزی صحیح نہیں بول سکتے۔ انگریزی زبان میں دو حروف ڈی "D" اور ٹی "T" بالخصوص ممتاز ہیں۔ دونوں حروف اطالوی لوگ عربوں کی طرح ادا نہیں کرسکتے۔ علاوہ اس کے ایسی معلمہ کا اثر معصومات لڑکیوں اور پردہ نشین بیویوں پر کیا ہوگا؟ (۱۱)

اطالوی حسینہ

سسل ہوٹل لاہور کی ایک اطالوی منتظمہ جو ہوٹل میں مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان کے ایک روزہ قیام کے بعد اچانک غائب ہوگئی تھی۔ دوسرے دن قادیان کی "مقدس سرزمین" میں دیکھی گئی۔ مولانا ظفر علی نے اس پر لکھا:

۱۰۔ "الفضل" ۱۸۔ مارچ ۱۹۳۴ء

۱۱۔ "اہل حدیث" امرتسر

ہوٹل سسل کی رونق عریاں

عشاق شہر کا ہے "زمیندار" سے سوال ہوٹل سسل کی رونق عریاں کہاں گئی
اس کے جلوہ میں جاں گئی ایماں کے ساتھ ساتھ کیا کیا نہ تھا جو لے کے وہ جان جہاں گئی
خوف خدائے پاک دلوں سے نکل گیا' آنکھوں سے شرم سرور کون و مکاں گئی
بن کے خردش حلقہ رندان لم یزل لے کر گئی وہ حشر کاساماں 'جہاں گئی
روما سے ڈھل کے برق کے سانچے میں آئی تھی اب کس حریم ناز میں وہ جان جاں گئی
یہ چیستاں تو "زمیندار" نے کہا' اتنا ہی جانتا ہوں کہ وہ قادیان گئی(۱۲)

نیز لکھا:

اطالوی حسینہ مس روفو

تمہیں مشی فی النوم کی بھی خبر ہے ؟ زمانے کے اے بے خبر لیل سوفو !
ملے گا تمہیں یہ سبق قادیاں سے جہاں چل کے سوتے میں آئی ہے روفو !
دلستاں میں جانا نہیں چاہتے ہو تو پہنچو شبستاں میں اے بے وقوفو !
بہار آرہی ہے خزاں جارہی ہے ذسو کھل کھلا کر دمشقی شگوفو !
کرشن اور خورسند کیا اس کو سمجھیں تمہیں داد دو اس کی عبدالروفو !
جب اوقات موجود ہے قادیاں کی
کہاں مر رہی ہو تفو او روفو !

۱۳۔ مارچ ۱۹۳۴ء

(بحوالہ "ترجمان الحدیث" شمارہ ۵ جلد ۳ بابت نومبر ۱۹۷۰ء)

۱۲۔ زمیندار' ۵۔ مارچ ۱۹۳۴ء

مدیر "پیغام صلح" کے نام!

دشنام طراز کون؟

گو میں رہا رہین ستم ہائے روزگار
لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا

ہمارے نومبر کے مضمون "مدیر الفرقان ربوہ کے نام" پر تبصرہ کرتے ہوئے لاہوری مرزائیوں کا اخبار "پیغام صلح" لکھتا ہے

جمعیت اہل حدیث کی طرف سے ایک ماہنامہ ترجمان الحدیث کے نام سے لاہور سے شائع ہوتا ہے جس کے مدیر اعلیٰ جناب احسان الٰہی ظہیر ایم۔ اے ہیں جو مدینہ یونیورسٹی کے فاضل ہیں۔ اس فضیلت علمی کے باوجود یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ جناب ظہیر صاحب دشنام طرازی میں ید طولیٰ رکھتے ہیں چنانچہ نومبر ۱۹۷۰ء کے شمارہ میں مولوی ابوالعطاء اللہ دتا مدیر "الفرقان" ربوہ کو مخاطب کرتے ہوئے انھوں نے انیس صفحات پر مشتمل ایک مقالہ لکھا ہے جو شروع سے آخر تک گالیوں اور استہزاء سے بھرا ہوا ہے۔ اور اس ضمن میں حضرت مسیح موعود سمیت تمام جماعت احمدیہ پر بلا استثناء وہ لے دے کی ہے کہ الامان"

جہاں تک اس مضمون کے اصل مخاطب مولوی اللہ دتہ مدیر "الفرقان" کا تعلق ہے، وہی جو چاہیں اس کا جواب دیں۔ ہم صرف اس قدر عرض کریں گے کہ جماعت احمدیہ کی بدنامی اور مسیح موعود کو گالیاں دلوانے کی ذمہ داری انہیں کے سابق خلیفہ میاں محمود پر عائد ہوتی ہے جن کے کردار کے بارہ میں ان کے مریدین کی کئی ایسی شہادتیں اس مضمون میں نقل کی گئی ہیں جنھیں پڑھنے سے شرم و حیاء مانع ہے(۱)

۱۔ "پیغام صلح" لاہور۔

اس بات سے صرف نظر کرتے ہوئے کہ لاہوری مرزائی پرچے نے کسی طرح اشارتاً نہیں بلکہ صراحتاً قادیانی مرزائیوں پر چوٹ کی ہے اور اپنے امام میاں محمود احمد خلیفہ ربوہ کی سیاہ کاریوں کو ان رسوائیوں کا باعث ٹھہرایا ہے۔ اگرچہ وہ اپنے امام اکبر مرزا غلام احمد کی ان "حسنات" کو گول کر گیا ہے جن کا مختصر سا تبصرہ ہم نے مذکورۃ الصدر مضمون میں کیا تھا۔ رہی بات مدیر "ترجمان الحدیث" کے گالی دینے کی تو اس سلسلہ میں اس نے کچھ زیادتی اور کچھ کسر نفسی سے کام لیا ہے۔

اولاً اس لیے کہ مدیر "ترجمان الحدیث" نے اپنے پورے مضمون میں کسی کو کوئی گالی نہیں دی بلکہ مرزائیت کے مقابل صرف آئینہ رکھ کے یہ کہا۔

آیا ہوں دل کے داغ نمایاں کیے ہوئے

ہاں یہ الگ بات ہے کہ بقول شخصے ۔

آئینہ ان کو دکھایا تو برا مان گئے

ثانیاً ہم نے حسب سابق اس دفعہ بھی ابتداء نہیں کی بلکہ پہل مرزائیت کی جانب سے ہوئی اور "الفرقان" نے ہمارے خلاف ایک کمیونسٹ اخبار کی ایک انتہائی گھٹیا اور بے اصل خبر نقل کی، جس کی تردید بھی خود ہی وہ کمیونسٹ اخبار کر چکا تھا، جس نے یہ من گھڑت اور جھوٹی خبر شائع کی تھی، لیکن "الفرقان" اپنے اسلاف کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اس تردید کو شیر مادر سمجھ کر پی گیا اور ایک بے بنیاد الزام کی بنیاد رکھ دی۔

ثالثاً "پیغام صلح" نے مدیر "ترجمان الحدیث" پر دشنام طرازی کا الزام لگاتے ہوئے اپنے گھر کو بالکل فراموش کر دیا ہے کہ اس میں ید طولیٰ اور امامت کا درجہ کوئی اور نہیں، خود اس کے اکابر رکھتے ہیں اور خصوصاً اس کا مزعوم "مجدد" اور "مصلح موعود" مرزا غلام احمد تو اس بارہ میں اپنا کوئی نظیر اور مثیل نہیں

رکھتا۔ چنانچہ آج کی صحبت میں آئینہ آپ کے مقابل ہے۔ خدارا دوسروں پر طعن توڑتے ہوئے اپنے گھر کو تو دیکھ لیا کرو۔ ہم کب تک تمہیں تمہارے گھر کی خبروں سے باخبر بناتے رہیں گے۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں!

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے بارہ میں یوں لن ترانیاں کی ہیں کہ

"لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں۔ مومن لعان (لعنت کرنے والا) نہیں ہوتا" (۲)

اور:

گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں" (۳)

نیز:

میری فطرت اس سے دور ہے کہ کوئی تلخ بات منہ پر لاؤں" (۴)

اور ان سب پر مستزاد:

خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز (مرزا) کو تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا" (۵)

اور:

"کسی کو گالی مت دو، گو وہ گالی دیتا ہو" (۶)

۲۔ "ازالہ اوہام" ص ۶۶۰، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی
۳۔ "اربعین نمبر۴، ضمیمہ نمبر۵، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
۴۔ "آسمانی فیصلہ" ص ۹، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
۵۔ اربعین نمبر ۳ ص ۴۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
۶۔ "کشتی نوح" ص ۱۱، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

اور آخر میں

"میں نے جوابی طور پر بھی کسی کو گالی نہیں دی" (۷)

اتنی بڑائی اور اتنا ڈھنڈھورا۔

اس قدر ناز ہے تمہیں گویا!
کوئی دنیا میں خوبرو ہی نہیں!

لیکن جس دل کی شورشوں کے زمانہ میں تذکرے تھے۔

جو چیرا تو اک قطرہ خون نکلا

اپنے وقت کے مشہور عالم وکیل السلمین مولانا محمد حسین بٹالوی رحمتہ اللہ علیہ کے بارہ میں مرزا کے ارشادات عالیہ ہیں

اس زمانہ کے مہذب ڈوم اور نقال بھی تھوڑا بہت حیا کو کام میں لاتے ہیں اور پشتوں کے سفلے بھی ایسا کمینگی اور شیخی سے بھرا ہوا تکبر زبان پر نہیں لاتے" (۸)

نیز

"پلید' بے حیا' سفلہ' گندی کارروائی' گندے اخلاق' نفرتی اور ناپاک شیوہ" (۹)

اور:

"بٹالوی کو ایک چھوٹے درندہ کی طرح تکفیر اور لعنت کی جھاگ منہ سے نکالنے کے لیے چھوڑ دیا" (۱۰)

۷۔ "مواہب الرحمٰن" ص ۱۸' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
۸۔ "آسمانی فیصلہ" ص ۱۰' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
۹۔ "ضیاء الحق" ص ۱۳۳' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
۱۰۔ "آسمانی فیصلہ" ص ۱۴' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

دیکھو ذرا سی شرم سب کچھ مٹا دیا
وہ آنکھ وہ نگاہ وہ چتون کہاں ہے اب ؟

۱۸۵۷ء کے مجاہدین آزادی کے بارہ میں کیا گل کھلائے ہیں:-

"ان لوگوں نے چوروں' قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ شروع کر دیا" (۱۱)

اور شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمتہ اللہ علیہ کے بارہ میں غلام قادیان گوہر فشاں ہے:

"کفن فروش کتا" (۱۲) "ابن ہوا' غدار" (۱۳) "ابوجہل" (۱۴)

ایک دفعہ متنبی قادیان نے شیخ الاسلام کی گرفت سے تنگ آکر انہیں چیلنج دے دیا کہ اگر وہ سچے ہیں تو قادیان آکر اس کی پیش گوئیوں کی پڑتال کریں اور ہر پیش گوئی کے غلط ہونے پر سو روپیہ انعام حاصل کریں۔ مرزا غلام احمد کا خیال تھا کہ مولانا ثناء اللہ رحمتہ اللہ علیہ انگریز کے اس پروردہ کی غار میں آنا پسند نہیں فرمائیں گے اس لیے ساتھ ہی پیش گوئی جڑ دی

وہ قادیاں میں تمام پیش گوئیوں کی پڑتال کے لیے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے" (۱۵)

اور اس پر اس قدر یقین اور اطمینان تھا کہ یہ بڑ بھی مار دی کہ

"یہ پیش گوئی ایک نشان ہے" (۱۶)

۱۱۔ "ازالہ اوہام" ص ۴۴' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
۱۲۔ "اعجاز احمدی" ص ۲۳' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
۱۳۔ "اعجاز احمدی" ص ۴۳' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
۱۴۔ "تتمہ حقیقتہ الوحی" ص ۲۶' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
۱۵۔ "اعجاز احمدی" ص ۳۷' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
۱۶۔ "اعجاز احمدی" ص ۳۷' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

لیکن دوسری جانب بھی اسلامی حمیت وغیرت کا نشان تھا۔ ادھر مرزا کی دھمکی آمیز پیش گوئی پہنچی، ادھر جواب بھیج دیا:

"لو آرہا ہوں میں!"

جب مولانا کا مکتوب "بپارگاہ صاحب تہذیب اخلاق" پیش ہوا تو دہان مبارک کھل گیا اور موتی برسنے لگے

"خبیث، سور، کتا، بدذات، گوں خور۔ ہم اس (ثناء اللہ) کو کبھی (جلسہ عام) میں بولنے نہ دیں گے، گدھے کی طرح لگام دے کر بٹھائیں گے اور گندگی اس کے منہ میں ڈالیں گے" (۱۷)

واہ ے

کیا منہ سے پھول جھڑتے ہیں!

ایک اور شریف آدمی کی تواضع یوں کی ہے

"منشی الٰہی بخش نے جھوٹے الزاموں کی نجاست سے اپنی کتاب کو ایسا بھر دیا ہے جیسا کہ ایک نالی اور بدرو گندگی کیچڑ سے بھری جاتی ہے یا جیسا کہ سنڈاس پاخانہ سے (۱۸)

مشہور اہل سنت عالم اور پیر حضرت مہر علی شاہ گولڑوی پر یوں نظر کرم ڈالی:

"کذاب، مزور، خبیث، بچھو کی طرح نیش زن، اے گولڑہ کی زمین تجھ پر خدا کی لعنت ہو، تو ملعون کے سبب ملعون ہو گئی" (۱۹)

اور

"فرومایہ، کمینہ، گمراہی کے شیخ، دیو، بد بخت" (۲۰)

۱۷۔ بحوالہ الہامات مرزا از شیخ الاسلام، ص ۱۲۲، حاشیہ۔

۱۸۔ حاشیہ اربعین، نمبر ۴، ص ۲۷، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

۱۹۔ "نزول المسیح" ص ۷۵، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

۲۰۔ "نزول المسیح" ص ۷۵، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

اور ایک اور عالم دین، مولانا سعد اللہ لدھیانوی کو یوں اپنی نگہ ناز کا نشانہ بنایا:

غول، لئیم، فاسق، شیطان، ملعون، نطفہ، سفہاء، خبیث، مفسد، مزور، منحوس، کنجری کا بیٹا" (۲۱)

اللہ اللہ خوش بیانی آپ کی

"پیغام صلح" کے مدیر صاحب! آپ نے مدیر "ترجمان الحدیث" کی دشمنی میں اپنے گھر کو بالکل ہی فراموش کر دیا۔ اگر حضرت کی شستہ اور شگفتہ زبان آپ کے سامنے ہوتی تو آپ کبھی ہمیں الزام دینے کی کوشش نہ کرتے لیکن وائے افسوس کہ۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

آئیے اور ہمارے اس مضمون سے جسے آپ گالیوں سے بھرا ہوا قرار دیتے ہیں کوئی ایک گالی اپنے "مسیح موعود" کی ٹکر کی بتا دیجئے اور اگر مرزا محمود کی سیاہ کاریوں کے بارہ میں ذکر کردہ گواہیاں آپ کی نظر میں "دشنام" کی زد میں آتی ہیں تو حضور یہ تو آپ ہی کی فراہم کردہ ہیں ہماری حاصل کردہ تو نہیں اور نہ ہی ان میں سے ایک بھی گواہی ہمارے خانوادے کے کسی رکن کی ہے، بلکہ ان سب کا تعلق آپ ہی کے گھرانے سے ہے۔ عبدالرحمٰن مصری آپ کے ہی تو ہیں اور اس کا بیٹا بشیر احمد بھی اور حکیم نورالدین کے اخلاف بھی اور فخرالدین ملتانی کے فرزند بھی اور وہ سب بھی جن کو آج اللہ وتا مرزائی اپنی نستعلیق اور خالص "غلام احمدی" "زبان میں" "منافق مخرجین" اور "نابکار افتراء پرداز" (۲۲) قرار دے رہا ہے، اور جن کی توثیق کھلے لیکن پیچیدہ الفاظ میں آپ بھی کر رہے ہیں کہ:

"جہاں تک اس مضمون کے اصل مخاطب مولوی اللہ وتہ، مدیر

۲۱۔ "انجام آتھم" ص ۲۸۱، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
۲۲۔ الفرقان ربوہ شمارہ نمبر ۱۲، جلد ۲۰، بابت دسمبر ۱۹۷۰ء

"الفرقان" کا تعلق ہے وہی جو چاہیں اس کا جواب دیں۔ ہم صرف اس قدر عرض کریں گے کہ جماعت احمدیہ کی بدنامی اور مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو گالیاں دلوانے کی ذمہ داری انہیں کے سابق خلیفہ میاں محمود احمد پر عائد ہوتی ہے' جن کے کردار کے بارہ میں ان کے مریدین کی کئی ایسی شہادتیں اس مضمون میں نقل کی گئی ہیں" (۲۳)

رہی یہ بات کہ "انہیں پڑھنے سے شرم و حیاء مانع ہے" تو حضور آپ کو گواہی دیتے اور دلواتے ہوئے تو شرم نہ آئی' آج اسے ہمارے منہ سے سنتے ہوئے کیوں شرماتے ہیں' اتنی بھی کیا شرم۔

آپ نے کی ہیں عبث شرم سے نیچی آنکھیں'
چبھ گئی یہ بھی ادا دل میں نظر کی صورت!

جناب محترم! آپ کو اجازت ہے کہ ہمارے صرف نومبر والے مضمون ہی میں سے نہیں' جتنے مضامین بھی آج تک ہمارے قلم سے نکلے ہیں' ایک گالی بھی جناب مرزا اور اس کے اخلاف و اولاد کی ٹکر کی نکال دکھلایئے ہم آپ کو منہ مانگا انعام دیں گے۔ آیئے لگے ہاتھوں ہم آپ کے دوسرے اسلاف کے نمونے بھی دکھلا دیں۔ ۲۸ فروری ۱۹۳۵ء کے قادیانی مرزائی پرچے "فاروق" میں آپ کے اپنے یعنی لاہوری مرزائیوں کے خلاف ایک سلسلہ وار مضمون شائع ہوا۔ صرف ایک قسط میں آپ کے گروپ کے بارہ میں یہ "ارشادات عالیہ" صادر ہوئے:

"یہودیانہ قلابازیاں' ظلمت کے فرزند' زہریلے سانپ' خباثت' شرارت اور رذالت کے مظہر عباد الدنیا وقود النار' دنیا کے بندے' جہنم کے ایندھن کمینے' رذیل' احمق' دوغلے (ماشاء اللہ)

۲۳۔ لاہوری مرزائی اخبار "پیغام صلح" شمارہ ۴۷' ج ۵۸' بابت ۲۵ نومبر ۱۹۷۰ء

نیمے دروں نیمے بروں' بدلگام' غدار' علی بابا چالیس چور' اڑھائی ٹوٹرو' بھیگی بلی' کبوتر نما جانور' سترے بترے' کھوسٹ' جھوٹے' دررخے' نمک حرام' دھوکے باز' فریب کار۔" (۲۴)

جہاں تیرا نقش قدم دیکھتے ہیں
خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں

اور یہ بالکل وہی انداز ہے جو مرزا غلام احمد نے اپنے "مریدان باصفا" کو سکھلایا' چنانچہ ایک آریہ سومی دیانند پر اپنی پاکیزگی زبان کا اظہار ہوتا ہے

"درحقیقت یہ شخص سیاہ دل' جاہل' ناحق شناس' ظالم' پنڈت' نالائق' یاوہ گو' بدزبان' پرلے درجے کا متکبر' ریاکار' خودبین' نفسانی اغراض سے بھرا ہوا' خبیث مادہ' سخت کلام' خوش دماغ' موٹی سمجھ کا نا اہل آدمی ہے۔" (۲۵)

اور

"کنجر ولدالزنا جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں' مگر اس آریہ میں اس قدر شرم بھی باقی نہیں رہی" (۲۶)

پناہ بخدا! یہ کسی مجدد یا نبی کی زبان ہے؟ توبہ!

قادیاں ہے چشمہ آب حمیم
باپ پانی تھے تو بیٹے بھاپ ہیں

اور لگے ہاتھوں بیٹے کی خوش کلامی کا نمونہ بھی دیکھ لیجئے۔ حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی کے بارہ میں ہرزہ سرا ہے:

۲۴۔ مرزائی اخبار "فاروق" قادیان' ۲۸۔ فروری ۱۹۳۵ء
۲۵۔ تحفہ حق ص ۸' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
۲۶۔ "تحفہ حق" ص ۶۰' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

"اگر محمد حسین بٹالوی کے والد کو معلوم ہوتا کہ اس کے نطفہ سے
ایسا ابوجہل پیدا ہوگا تو اپنے آلہ تناسل کو کاٹ دیتا۔" (۲۷)

بالکل وہی اپنے والد کا انداز اور اسلوب

"عبدالحق (حضرت مولانا عبدالحق غزنویؒ) نے اشتہار دیا تھا کہ اس
کے لڑکا ہوگا (قطعاً جھوٹ جسے مرزائی آج تک ثابت نہیں کرسکے) وہ
لڑکا کہاں گیا تھا۔ اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل پاگیا یا پھر رجعت قہقری
کرکے نطفہ بن گیا۔" (۲۸)

اور:

"جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو اس کو ولد الحرام بننے کا شوق
ہے۔ حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے۔" (۲۹)

اور یہ نجس گالی تو مرزا کی زبان پر اس طرح چڑھی ہوئی تھی کہ اس کے
استعمال اور تکرار سے سیر ہی نہیں ہوتا تھا' چنانچہ آریوں سے کہتا ہے

"ایسے ایسے حرام زادے جو سفلہ طبع دشمن ہیں" (۳۰)

اسی بناء پر ظفرالملت ضیغم اسلام مولانا ظفر علی خانؒ نے کہا تھا۔

جو بات بات میں تم کو حرام زادہ کہے
ہر ایسے سفلہ بداصل و بدزباں سے بچو
خدا نے تم کو بصیرت اگر عطا کی ہے
تو قادیان کے تیر بے کماں سے بچو

۲۷۔ خطبہ مرزا محمود احمد مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان ۲ نومبر ۱۹۴۲ء

۲۸۔ ضمیمہ "انجام آتھم" ص ۲۷' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

۲۹۔ "انوار الاسلام" ص ۳۰' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

۳۰۔ "آریہ دھرم" ص ۵۴' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

اور یہ سب کچھ اس ادعا کے باوجود ہے

میں سچ سچ کہتا ہوں' جہاں تک مجھے معلوم ہے میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا جس کو دشنام دہی کہا جائے" (۳۱)

نہ معلوم مرزائیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد کی مذکورہ بالا گالیاں "دشنام" کی تعریف میں بھی آتی ہیں یا نہیں ؟

بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر!

ذرا اور اپنے "مسیح موعود" کی زبان ملاحظہ کرلیں شاید آپ کو اس بارہ میں متنبی قادیان کی بے نظیر اور بے مثال جولانی طبع اور روانی دشنام کا یقین ہوجائے' ارشاد ہے:

"کنجریوں کے بچوں کے بغیر جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے۔ باقی سب میری نبوت پر ایمان لاچکے ہیں اور میرے دشمن جنگلوں کے سور بن گئے ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے آگے بڑھ گئیں۔" (۳۲)

اور:

"بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ دنیا میں سب جانوروں سے زیادہ پلید خنزیر ہے مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں۔ اے مردار خور مولویو ! اور گندی روحو ! اے بدذات فرقہ مولویاں" (۳۳)

اور:

اے شریر مولویو ! اور ان کے چیلو اور غزنی کے ناپاک سکھو" (۳۴)

۳۱۔ "ازالہ اوہام" ص ۶' ج ا' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
۳۲۔ "نجم الہدیٰ" ص ۱۰' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
۳۳۔ "انجام آتھم" ضمیمہ وحاشیہ' ص ۲۱' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
۳۴۔ "تریاق القلوب" ص ۳۲' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

نیز:

"بعض کتوں کی طرح، بعض بھیڑیوں کی طرح، بعض سوروں کی طرح اور بعض سانپوں کی طرح ڈنگ مارتے ہیں" (۳۵)

اور ملاحظہ کیجئے حسن بیان اور حسن ادا:

"کنجر ولدالزنا جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں، مگر اس آریہ میں اس قدر شرم بھی باقی نہیں رہی" (۳۶)

اور گالی مرزا کی طبیعت کا اس قدر جزو اور حصہ بن گئی ہے، کہ وہ اس کے بغیر بات نہیں کرسکتا۔ حتیٰ کہ بارہ گاہ صمدانی میں بھی اپنی دریدہ دہنی سے باز نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ مسلمانوں کے مسلمہ عقیدے کہ "اب وحی رسالت ہمیشہ کے لیے منقطع ہوگئی ہے" پر طعن توڑتے ہوئے کہتا ہے

کوئی عقل مند اس بات کو قبول کرسکتا ہے کہ اس زمانہ میں خدا سنتا ہے مگر بولتا نہیں۔ پھر اس کے بعد سوال ہوگا کہ کیوں نہیں بولتا۔ کیا زبان پر کوئی مرض لاحق ہوگئی۔ (۳۷) (عیاذاً باللہ)

دے مجھ کو شکایت کی اجازت کہ ستم گر
کیا تجھ کو مزا بھی مرے آزار میں آوے

اور یہی دشنام دہی کی عادت تھی جس نے ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۴ء میں گورداس پور کی عدالت کو اس بات کے کہنے پر مجبور کردیا کہ

"ملزم نمبرا (مرزا غلام احمد قادیانی) اس امر میں مشہور ہے کہ وہ سخت اشتعال دہ تحریرات اپنے مخالفوں کے برخلاف لکھا کرتا ہے، اگر اس کے

۳۵۔ "خطبہ الہامیہ" ص ۱۵، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
۳۶۔ "نورِ حق" ص ۶۰، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
۳۷۔ "ضمیمہ نصرۃ الحق" ص ۱۴۵، مرزا غلام۔

میلان طبع کو نہ روکا گیا تو غالباً امن عامہ میں نقص پیدا ہوگا" (۳۸)

اور اس سے پیشتر ۲۳ اگست ۱۸۹۷ء کو ڈپٹی کمشنر مسٹر ڈگلس اور ۱۸۹۹ء میں مجسٹریٹ ڈوئی اس سے اقرار نامہ لے چکے تھے کہ وہ آئندہ کسی کے خلاف گندی زبان استعمال نہیں کرے گا۔ چنانچہ مسٹر ڈگلس نے اپنے فیصلہ میں لکھا

"مرزا غلام احمد کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ جو تحریرات عدالت میں پیش کی گئی ہیں، ان سے واضح ہوتا ہے کہ وہ (مرزا) فتنہ انگیز ہے۔ (۳۹)

اور اس کا اعتراف خود مرزا کو بھی ہے کہ وہ کہتا ہے:

ہم نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے سامنے یہ عہد کرلیا ہے کہ آئندہ ہم سخت الفاظ سے کام نہ لیں گے" (۴۰)

لیکن باوجود ان عدالتی تنبیہات اور قول واقرار کے مرزا غلام احمد مجبوراً یہ کہتے ہوئے دوبارہ اسی "شیرینی گفتار" پر اتر آتا کہ ؎

چھٹتی نہیں یہ کافر منہ سے لگی ہوئی

نہ جانے مدیر "پیغام صلح" کو کیا سوجھی کہ اس نے شیش محل میں بیٹھے بٹھائے اپنے امام کی "عظمت" کا انکار کرکے ہم پر پتھر پھینکنے شروع کردیے۔ شاید انہیں اس بات نے دلیر کر دیا ہو کہ مدیر "ترجمان الحدیث" ملکی سیاسیات کے بکھیڑوں میں الجھنے کے باعث ادھر توجہ نہ دے سکے گا اور اسی وجہ سے وہ ایام گزشتہ میں ہم پر مشق ناز فرماتے رہے بقول غالب ؎

گو میں رہا رہین ستم ہائے روزگار،
لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا!

۳۸۔ روائیداد مقدمہ مرتبہ مولوی کرم الدین جہلمی، ص ۱۴۰، بحوالہ محمدی پاکٹ بک ص ۱۹۱

۳۹۔ بحوالہ روئیداد مقدمہ، ص ۴۴، ص ۱۴۰

۴۰۔ دیباچہ کتاب البریہ، ص ۱۳، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

منشی جی! ہم کسی کو گالی دینے کے عادی نہیں اور گالی دینا گناہ سمجھتے ہیں ہاں یہ الگ بات ہے کہ گالی دینے والے کا احترام بھی ہمارے نزدیک گناہ سے کم نہیں۔ مرزا غلام احمد کے لیے اسی لیے ہمارے قلم سے احترام کوئی لفظ نہیں نکلتا کہ اس "مرد شریف" سے کسی شخص کی عزت محفوظ نہیں رہی۔ایک عام آدمی سے لے کر علماء فقہاء ائمہ محدثین اور صحابہ کرام (علیہم الرضوان) اور انبیاء عظام (علیہم السلام) تک اس کی دریدہ دہنی سے نہیں بچ سکے۔ اس لیے ہم مرزا غلام احمد کی مزعومہ نبوت اور امامت تو درکنار اس کی شرافت تک کے قائل نہیں ہوسکے کیونکہ خود اس کے اپنے الفاظ میں:

"یہ بات نہایت قابل شرم ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رذیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرا بھی متحمل نہ ہوسکے۔ اور جو امام زمان کہلا کر ایسی کچھ طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ بات پر منہ میں جھاگ آتا ہے۔ آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں، وہ کسی طرح بھی امام زمان نہیں ہوسکتا"۔(۴۱)

اسی معیار پر جب ہم مرزا کو پرکھتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ نہ صرف تمام اخلاق رذیلہ اس میں پائے جاتے ہیں بلکہ ادنیٰ بات پر منہ میں جھاگ آتا ہے اور آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں۔

ذرا دیکھیے تو سہی کہ اپنی کتاب نورالحق میں صفحہ نمبر ۱۱۸ سے لے کر صفحہ ۱۲۲ تک پورے چار صفحات ایک ہی حرف سے بھرے ہوئے ہیں اور وہ ہے اپنے مخالفین پر لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، اور لعنت"(۴۲) استغفراللہ! اللہ کے بندے، اتنی بھی کیا جھاگ کہ پورے چار صفحوں کا ستیاناس کردیا۔

۴۱۔ "ضرورۃ الامام"، ص ۸، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
۴۲۔ حوالہ کے لیے دیکھیے نورالحق، ص ۱۱۸ تا ۱۲۲، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

اسی طرح اپنی کتاب تحفہ حق میں پوری دس سطریں مسلسل لفظ لعنت کے تکرار سے پر ہیں (۴۳)

بھرم کھل جائے ظالم ترے قامت کی درازی کا
اگر اس طرہ پر پیچ و خم کا پیچ و خم نکلے

اور

اگر لکھوائے کوئی اس کو خط تو ہم سے لکھوائے
ہوئی صبح اور گھر سے کان پر رکھ کر قلم نکلے!

اب آپ ہی بتلایئے کہ ایسے آدمی کا احترام کون کرے! وگرنہ ہماری آپ سے کئی دفعہ بحث ہوئی۔ ہم مذہب میں مشرقین کی دوری کے باوصف کبھی آپ کی بجائے تم پر نہیں اترے الا یہ کہ آپ بھی اپنے اسلاف کی اتباع میں اپنے امام کی سطح پر اتر آئیں تو مجبوراً ہم کو بھی یہ کہتے ہوئے قلم کو جنبش دینی پڑی ہو۔

غیر لیں محفل میں بوسے جام کے
ہم رہیں یوں تشنہ لب پیغام کے!

سرکار! امید ہے کہ اب آپ کی تسلی ہوگئی ہوگی کہ دشنام طرازی میں یدطولیٰ مدیر "ترجمان الحدیث" نہیں بلکہ آپ کے امام واسلاف رکھتے ہیں۔ آخر میں اپنے "مجدد" کی "زبان مبارک" سے دو گالیاں اور سن لیجئے' تاکہ آپ کو علم ہوجائے کہ جس کی امامت کی آپ نے دھوم اور شریعت کا شور مچا رکھا ہے وہ "اخلاق عالیہ" کے کس مقام بلند پر فائز ہے اور آپ کو احساس ہوجائے کہ دوسرے پر وار کرنے سے پہلے اپنے گھر کو ضرور دیکھ لینا چاہیے۔ مرزا غلام احمد اپنے برتن کا ڈھکنا اٹھاتا ہے:

۴۳۔ حوالہ کے لیے تحفہ حق' ص ۶۰' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

"مگر بقول شخصے ہر ایک برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس کے اندر ہے"(۴۴)

کل مسلم یقبلنی و یصدق دعوتی الا ذریتہ البغایا(۴۵)

کہ "تمام مسلمانوں نے مجھے مان لیا اور میری دعوت کی تصدیق کردی، مگر کنجریوں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا" (۴۶)

اور

"اے (سعد اللہ) کنجری کے بیٹے اگر تو ذلت کی موت نہ مرا تو میں سچا نہیں" (۴۷)

عشق میں تیرے فتنہ گر رنج اٹھائے اس قدر
تکیہ کلام ہے مرا کوئی کرے وفا عبث

اسی پر عیسائیوں نے مرزا کے بارہ میں یہ شعر کہا تھا۔

ڈھیٹ اور بے شرم بھی عالم میں ہوتے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

ویسے اگر مدیر "پیغام صلح" غصہ کو اور عداوت و مخالفت کو ایک طرف رکھ کر چپکے سے میری بات سنیں تو انہیں کہوں

"بدزبانی کرنا اور اپنے مخالفانہ جوش کو انتہاء تک پہنچانا۔ کیا اس عادت کو خدا پسند کرتا ہے یا اس کو شیوہ شرفاء کہہ سکتے ہیں" (۴۸)

۴۴۔ "چشمہ معرفت" ص ا، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
۴۵۔ اس سطر کی عربی عبارت میں جو غلطیاں ہیں وہ مرزا غلام احمد کی عربی دانی اور جہالت علمی پر شاہد عدل ہیں۔ حیرت ہے کہ بایں سے بے بضاعتی وبے علمی علم و حکمت کا وہ غرہ
۴۶۔ "آئینہ کمالات اسلام" ص ۵۹۷، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
۴۷۔ ترجمہ انجام آتھم، ص ۲۸۲
۴۸۔ "آسمانی فیصلہ" ص ۹، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

اور

"لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں۔ مومن لعان (لعنت کرنے ولا) نہیں ہوتا" (۴۹)

اور

جو امام زمان کہلا کر کچھ ایسی طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنی بات میں منہ میں جھاگ آتا ہے۔ آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں وہ کسی طرح بھی امام زمان نہیں ہوسکتا" (۵۰)

مانو نہ مانو جان جہاں اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں

بحوالہ "ترجمان الحدیث" ۱۹۷۱

۴۹۔ "ازالہ اوہام" ص ۶۶۰، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
۵۰۔ "ضرورۃ الامام" ص ۸، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

مدیر "الفرقان" کے نام

انگریز کا ایجنٹ کون تھا؟

اہل حدیث یا مرزائی

مرزائیوں نے پاکستان میں انتخاب کی گہما گہمی سے فائدہ اٹھا کر مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کے خلاف عموماً اور اہل حدیث کے خلاف خصوصاً ہذیان گوئی اور ہرزہ سرائی کا ایک طومار باندھ دیا اور سمجھا کہ ہم اس کا کوئی نوٹس نہیں لیں گے۔ اس سلسلہ میں ربوہ کے ایک مرزائی پرچے "الفرقان" اور پاکستان کے دیگر مرزائی جرائد و مجلات نے ایک سلسلہ مضامین شروع کیا جس میں تمام مسلمان مکاتب فکر کو انگریزوں کا آلہ کار اور اپنے آپ کو انگریزوں کی کاسہ لیسی سے بری کرنے کی سعی لاحاصل کی گئی، ان کے دیگر ہفوات کا جواب تو "ترجمان الحدیث" کے نومبر ۷۰ء کے شمارہ میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔ انگریزوں کی وفا کیشی کے بارہ میں اب حاضر ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ ہم اپنی بے شمار انتخابی و غیرہ انتخابی مصروفیات کی بناء پر اس کا جواب کچھ تاخیر سے لکھ رہے ہیں۔ لیکن ان شاء اللہ "دیر آید درست آید" کا مصداق ضرور ہے۔

زیر نظر مضمون میں ہم نے ولائل دبراہین سے ثابت کیا ہے کہ انگریز کا ایجنٹ کون تھا، اہل حدیث یا مرزائی؟ اور اس سلسلہ میں ہم نے یہ التزام کیا ہے کہ اپنے بارہ میں اپنی کسی کتاب کا حوالہ نہ ہو اور ان کے بارہ میں کسی غیر کا ذکر بھی نہ آئے بلکہ جو کچھ ہو خود ان کے گھر سے ہو۔ اور ذرا دیکھیں کہ اہل حدیث کو بیگانوں نے کیا کہا ہے اور مرزائیت اور مرزا کو خود مرزا اور اس کی امت کیا

کہتی ہے۔

انگریز لٹیروں نے جب اسلامی ہند سے مسلمانوں کی حکومت کا خاتمہ کر کے اپنی سیادت کا تخت بچھایا تو جہاں اور محب وطن عناصر نے ان کے خلاف مورچہ بندی کی۔ مسلمان سب سے زیادہ ان کی راہ میں مزاحم ہوئے اور ہندوستان کے چپہ چپہ میں آزادی وحریت کی جنگ لڑی جانے لگی۔ انگریز نے اپنے لامحدود وسائل اور بے پناہ عسکری قوت کے ساتھ ساتھ ہندوستان ہی کے غدار اور ضمیر فروش لوگوں کی مدد و معاونت سے اس بھڑکتے ہوئے الاؤ کو بجھا دیا اور راس کماری سے لے کر درہ خیبر تک پورے ملک ہند پر بلاشرکت غیرے قابض اور متصرف ہوگیا۔ لیکن اس شاطر سیاست نے اول روز ہی اس بات کو بھانپ لیا کہ اس جنگ کے جیتنے میں اس کے اسلحہ اور عسکر کی بجائے ہند کے غداروں اور خائنوں کا زیادہ حصہ ہے' اس لیے اس نے برصغیر میں جہاں اپنے جیوش پر خاص توجہ دی وہاں ان عناصر کو ہمیشہ اپنے الطاف وعنایات سے نوازتا رہا جنھوں نے اپنے ملک اور اپنی قوم کے خلاف اس کی تائید وحمایت کی تھی تاکہ آئندہ بھی ان کو ان کی ماں کے بیٹوں اور ان کے وطن کے سپوتوں کے خلاف استعمال کرتا رہے۔ اس کے نتیجہ میں وہ جماعت (class) پیدا ہوئی جن کو (fudalist) جاگیر دار کہا جاتا ہے کہ دیس کے جیالوں اور باحمیت و باغیرت متوالوں کے خلاف جاسوسی اور سامراجی گوروں کے بوٹ چاٹنے کے عوض ان کو یہ جاگیریں عطا ہوئی تھیں اور یہ وہی جاگیریں تھیں جنھیں اس ملک کے رکھوالوں سے اس جرم میں چھینا گیا تھا کہ وہ پردیسی لٹیروں سے نفرت اور ان کی حکومت کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے تھے۔ ہندوستان میں استعمار کی تاریخ سے واقفیت رکھنے والے لوگ اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ انگریزوں نے جہاں ایسے خائنوں اور ان کی اولاد پر ہمیشہ اپنا سایہ عاطفت پھیلائے رکھا وہاں اس امر کے لیے بھی کوشاں رہا کہ اس

گروہ میں تازہ بتازہ اسیران حرص و آز کو بھی شامل کرتا رہے، کیونکہ وہ اس حقیقت سے بھی بے خبر نہیں تھا کہ ۱۸۵۷ء میں بھڑکنے والا شعلہ ابھی پوری طرح بجھا نہیں بلکہ اس کے خاکستر میں ابھی کئی چنگاریاں سلگ رہی ہیں جو کسی وقت بھی آتش فشاں بن کر اس خرمن عز و جاہ کو جلا سکتی اور خاک سا بنا سکتی ہیں۔ اس لیے وہ بدستور اس جوڑ توڑ میں لگا رہا کہ کوئی ایسی تدبیر نکالی جائے جس سے برصغیر میں اپنے اقتدار کو مستحکم اور قیام کو دوام بخشا جاسکے، اسے ہندوستان میں مجموعی طور پر جنگ آزادی کے بعد اگر کسی سے خطرہ تھا تو مسلمانوں سے تھا، کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ ایک تو مسلمانوں کو اپنی قیادت وسیادت کے مٹنے کا غم ہے کہ ہندوستان میں اس وقت مسلمانوں ہی کی حکومت تھی اور دوسری طرف ان کا دین۔ ان کی شریعت اور ان کے جذبات جہاد انہیں ہمیشہ غیر ملکی کافروں کے غلبہ واستیلاء کے خلاف انگیخت کرتے اور برہم زن پر اکساتے رہیں گے اور پھر بالفعل برصغیر کے موحد مسلمانوں کا ایک گروہ اس کے خلاف برسر عمل اور برسر پیکار ہو بھی چکا تھا اور انگریز اس مٹھی بھر "گروہ عشاق" سے اس قدر ہراساں، لرزاں اور ترساں تھا کہ اسے ہندوستان کی سرزمین اپنے پیروں کے نیچے سے کھسکتی ہوئی معلوم ہونے لگی۔ موحدین کے نعرہ ہائے جہاد اس کے ایوانوں پر لرزہ طاری کرنے لگے اور دار ورسن سے ان کو بوسہ ہائے شوق مومنوں کے دلوں کے تاروں سے اس طرح کھیلنے لگے جس طرح زخمہ و مضراب کے تاروں سے اٹھکیلیاں کرتے ہیں اور عین اس وقت جب کہ علماء اہل حدیث اور زعماء موحدین خنجروں کی نوک اور تلواروں کی دھار پر رقص کررہے تھے اور سامراج کو برصغیر میں اپنا سورج ڈوبتا ہوا نظر آرہا تھا اس کے غدار اور ذلہ خوار اٹھے اور ان میں سے چند نے تو اس جماعت مقدسہ پر "وہابیت" کا لیبل چسپاں کرکے اس کی تحریک حریت کو دوسرے مسلمانوں تک پہنچنے سے باز رکھنے کی کوشش کی اور چند

نے اس جذبے ہی کو ختم کرنے کی ٹھانی جس کے نتیجہ میں یہ چنگاری پھر بھی کبھی بھڑک سکتی تھی۔ ہندوستان کی تحریک آزادی پر قلم اٹھانے والا کوئی مورخ اس وقت تک آگے نہیں بڑھ سکتا جب تک کہ وہ رک کر اہل حدیث کی عظمت ورفعت کو سلام نہ کرلے اور ان کے جذبہ جہاد اور ان کی بے پناہ قربانیوں کو خراج تحسین نہ پیش کرلے اور اسی طرح اس کی تاریخ تب تک مکمل نہیں ہوسکتی جب تک کہ وہ ان خائنوں اور انگریز کے خاندانی نمک خواروں کا تذکرہ نہ کرلے جنھوں نے ان بدیشی کافروں کی خاطر اپنی ہر چیز کو داؤ پر لگا دیا اور اپنی ہر متاع کو فروخت کردیا تھا چاہے وہ ضمیر ایسی گراں مایہ اور دین ایسی والا قدر شے ہی کیوں نہ ہو اور اور یہی سبب ہے کہ تاریخ کے اوراق ان دونوں کی تاریخ کو اپنے سینے میں محفوظ کیے ہوئے ہیں اور آج ہم اسی تاریخ کے صفحات کو الٹ اور اسی کے اوراق کو پلٹ رہے ہیں کہ کچھ سفیہان امت باطلہ' اور ابلہان کور چشم حقائق کو الٹانے' مٹانے اور چھپانے کے درپے ہیں کہ شاعری میں تو ہمیں گوارا ہے کہ یاران سرپل خرد کا نام جنوں اور جنوں کا نام خرد رکھ دیں اور ہم اسے آپ کے حسن کی کرشمہ سازی کہہ کر ٹال دیں لیکن تاریخ میں گوارا نہیں۔ تاریخ کا ورق آپ کے سامنے ہے کہ

"۱۸۴۰ء کو قادیان کے ایک انگریز دوست اور مسلم دشمن خاندان میں جنم لینے والا چشم وچراغ پنجاب کے انگریز گورنر کے حضور اپنی پشتینی وفاداری کا ذکر ان الفاظ میں پیش کرتا ہے

> "سب سے پہلے میں یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اول درجہ پر سرکار دولت مدار انگریزی کا خیر خواہ ہے۔ میرے والد صاحب اور خاندان ابتداء سے سرکار انگریزی کے بدل

و جان ہوا خواہ اور وفادار رہے اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کے معزز افسران نے مان لیا کہ یہ خاندان کمال درجہ پر خیر خواہ سرکار انگریز ہے" (۱)

اور "گورنمنٹ عالیہ انگریزی" کے "معزز افسران" نے یہ کیونکر مان لیا تھا کہ یہ خاندان "کمال درجہ پر خیرخواہ سرکار انگریزی" ہے؟ اس لیے کہ جب مسلمان اپنی آبرو اور اپنے ناموس اور اپنی آزادی کی جنگ لڑ رہے تھے اور اہل حدیث کے سرخیل شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی انگریزوں کے خلاف فتوئی جہاد پر دستخط کر رہے تھے۔ اس خاندان کا سربراہ گوروں کے بوٹ چاٹتے ہوئے اپنے ہی ملکی بھائیوں کی پشتوں میں خنجر گھونپ رہا تھا' مرزا غلام احمد اس پر فخر کناں رقمطراز ہے

"میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضے گورنمنٹ کی نظر میں وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا۔ جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی "تاریخ رئیسان پنجاب" میں ہے' اور ۱۸۵۷ء میں انھوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی' یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر (جنگ آزادی) کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیات خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہو گئیں مگر تین چٹھیاں جو مدت سے چھپ چکی ہیں۔ ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں

۱۔ درخواست بحضور نواب لفٹنٹ گورنر دام اقبالہ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد از قادیاں' مورخہ ۲۴۔ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۷' ص ۸۔۹

مصروف رہا اور جب "تموں" کی گزر پر مفسدوں (محب وطن حریت پسندوں) کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا" (۲)

جب سامراجی پٹھو انگریز کے آلہ کار اور مرزائیت کے اجداد اس خیانت کا ارتکاب کر رہے تھے۔ علماء یزدانی اور فقہاء ربانی انگریزی کے خلاف فتویٰ جہاد پر دستخط کر رہے تھے۔ چنانچہ وہ فتویٰ مع استفتاء درج ذیل ہے۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ اب جو انگریز دلی پر چڑھ آئے ہیں اور اہل اسلام کی جان ومال کا ارادہ رکھتے ہیں اس صورت میں اب اس شہر والوں پر جہاد فرض ہے یا نہیں؟ اور وہ لوگ جو اور شہروں اور بستیوں کے رہنے والے ہیں ان کو بھی جہاد کرنا چاہیے یا نہیں۔ بیان کرو' اللہ تم کو جزا دے"

جواب

درصورت مرقومہ فرض عین ہے اوپر تمام اس شہر کے لوگوں کے اور استطاعت ضرور ہے اس فرضیت کے واسطے۔

چنانچہ اس شہر والوں کو طاقت مقابلہ اور لڑائی کی ہے' بہ سبب کثرت اجتماع افواج کے اور مہیا اور موجود ہونے آلات حرب کے تو فرض عین ہونے میں کیا شک رہا' اور اطراف و حوالی کے لوگوں پر جو دور ہیں

۲۔ "کتاب البریہ" ص ۴' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی

باوجود خبر کے فرض کفایہ ہے، ہاں اگر اس شہر کے لوگ باہر ہوجائیں مقابلہ سے یا سستی کریں، اور مقابلہ نہ کریں تو اس صورت میں ان پر فرض عین ہوجائے گا اور اسی طرح اور اسی ترتیب سے سارے اہل زمین پر شرقاً اور غرباً فرض عین ہوگا اور جو عدو اور بستیوں پر ہجوم اور قتل وغارت کا ارادہ کریں تو اس بستی والوں پر بھی فرض ہوجائے گا بشرط ان کی طاقت کے۔

دستخط اور مواہیر

نور جمال، محمد عبدالکریم، سکندر علی، سید نذیر حسین، مفتی صدرالدین وغیرہ ہم پینتیس علماء کرام" (۳)

انگریز کے روحانی فرزندو! ۔

اولئک آباءی فجئنی بمثلھم

اذا جمعتنا یا جریرالمجامع

اور حیرت ہے کہ مرزا محمود اور اس کے آباؤ اجداد کی ہندی مسلمانوں سے یہ ساری خیانت اور انگریزوں کافروں کی یہ ساری اعانت صرف اس دنیا کے حصول کے لیے تھی جو مرد حر کے نزدیک پر کاہ کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتی۔ چنانچہ مرزا غلام احمد معترف ہے کہ

"میرا باپ اسی طرح خدمات میں مشغول رہا، یہاں تک کہ پیرانہ سالی تک پہنچ گیا اور سفر آخرت کا وقت آگیا اور اگر ہم اس کی تمام خدمات لکھنا چاہیں تو اس جگہ سما نہ سکیں اور ہم لکھنے سے عاجز رہ جائیں۔ پس خلاصہ کلام یہ ہے، میرا باپ سرکار انگریز کے

۳۔ حوالہ کے لیے دیکھیے کتاب "اٹھارہ سو ستاون اخبار اور دستاویزیں" مرتبہ عتیق صدیقی، ص ۱۹۱، مطبوعہ مکتبہ شاہراہ اردو بازار انارکلی دہلی۔ ہند

مراحم کا ہمیشہ امیدوار اور عندالضرورت خدمتیں بجا لاتا رہا یہاں تک کہ سرکار انگریزی نے اپنی خوشنودی چٹھیات سے اس کو معزز کیا اور ہر ایک وقت اپنے عطاؤں کے ساتھ اس کو خاص فرمایا اور اس کی غم خواری فرمائی اور اس کی رعایت رکھی اور اس کو اپنے خیر خواہوں اور مخلصوں میں سے سمجھا۔ پھر جب میرا باپ وفات پاگیا تب ان خصلتوں میں اس کا قائم مقام میرا بھائی ہوا۔ (ماشاء اللہ ہمہ خانہ آفتاب است) جس کا نام مرزا غلام قادر تھا اور سرکار انگریزی کی عنایات ایسی ہی اس کے شامل حال ہو گئیں جیسی کہ میرے باپ کے شامل حال تھیں (اور تاریخ کا منہ چڑانے والو! کلیجہ تھام کے سنو) اور پھر میرا بھائی چند سال بعد اپنے والد کے فوت ہوگیا۔ پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں ان کے نقش قدم پر چلا اور ان کی سیرتوں کی پیروی کی"(۴)

اہل حدیث پہ نگہ ناز کے تیر برسانے والو! آؤ اور دیکھو کہ جب ہمارے آباء انگریز کے خلاف مورچہ لگارہے تھے۔ تب تمہارے آباء کیا کررہے تھے اور سید احمد، اسماعیل شہید، سید نذیر حسین دہلوی، عنایت علی، ولایت علی، علماء صادق پور، پٹنہ اور ان کے اخلاف تو غدار، جنھوں نے راہ حق میں اپنا سب کچھ لٹا دیا، اور غلام مرتضےٰ، غلام قادر، غلام احمد اور ان کی معنوی اور روحانی اولاد حریت پسند اور انگریز دشمن! جن کا خمیر ہی اسلام دشمنی اور کفردوستی سے اٹھایا گیا تھا۔

ببیں تفاوت راہ از کجا تا بکجا

مدیر "الفرقان لکھتا ہے

"انگریزی حکومت نے ملک ہند میں قیام امن اور آزادی مذہب کی جو کوششیں کی تھیں ان کی وجہ سے تمام دردمند مسلمانوں نے اس

۴۔ "نورالحق" حصہ اول، ص ۲۸، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

حکومت کا شکریہ ادا کیا اور اس سے تعاون کے طریق کو اختیار فرمایا تھا۔ اس سے کسی کا یہ نتیجہ نکالنا کہ ایسے لوگ انگریزوں کے آلہ کار تھے۔ انتہائی غلط فہمی ہے" (۵)

اس سے قطع نظر کہ مرزائی ہنوز انگریز کے مدح سرا اور ثناخواں ہیں اور اسی طرح اپنے نبوت ورسالت کے عطا کرنے والے کا حق نمک ادا کررہے ہیں ان سے سوال کرو کہ وہ کونسا امن تھا جسے ہند میں انگریزی حکومت نے قائم کیا۔ تیمورو بابر کی بیٹیوں کی عصمت دری ورسوائی یا ہند کی مسلمان ماؤں کو ان کے جگر گوشوں سے محروم کرنا؟

اس حریت کے دور میں ایک آزاد ملک کے باسیوں کو ان کی تعریف کرتے ہوئے شرم کرنی چاہیے جنھوں نے اس ملک کو ڈیڑھ سو سال تک غلام بنائے رکھا اور اس ملک میں امن کو قائم نہیں کیا بلکہ امن کو تاراج کیا۔ عفتوں پر ڈاکے ڈالے' آبروؤں کو غارت کیا اور قوم کے جواں بیٹوں کا خون پیا۔ ان کے بوڑھوں کو تلوار کی دھاروں پر اور معصوموں کو نیزوں کی انیوں پر رکھا لیکن وہ لوگ جن کی پرورش اور پرداخت ہی انگریزوں نے کی ہو اور جنھیں ان کی فرمانبرداری ورثہ اور مذہب میں ملی ہو وہ کب اس کو فراموش اور اس کی وفا کیشی سے گریز کرسکتے ہیں۔ ۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی

یاد رہے متنبی قادیان نے انگریز کی وفاداری کو مرزائیت میں داخلہ کے لیے شرط اور اصل الاصول قرار دیا تھا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے

"اب اس تقریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کیے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ سرکار انگریزی کا

۵۔ "الفرقان" ربوہ' ج ۲۰' شمارہ ۱۲ دسمبر ۱۹۷۰ء

بدل وجان خیر خواہ ہوں اور میں ایک شخص امن دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ اور ہمدردی بندگان خدا کی میرا اصول ہے اور یہ وہی اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے۔ چنانچہ پرچہ شرائط بیعت جو ہمیشہ مریدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اس کی دفعہ چہارم میں انہی باتوں کی تصریح ہے" (۶)

رہی بات کہ مرزا اور مرزائیت صرف انگریزوں کے سپاس گزار تھے' آلہ کار نہیں تھے' اس کے بارہ میں خود مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے جانشین معترف ہیں کہ سرکار انگریزی کی کاسہ لیسی میں وہ اپنے آباء سے کسی طرح پیچھے نہیں رہا۔چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی انگریزی استعمار کا حق نمک ادا کرتے ہوئے مسلمانان ہند کو انگریز کی غلامی کا درس دیتا اور غلامی کی زنجیروں کو مضبوط کرنے کی تلقین کرتا ہے

"ہر ایک سعادت مند مسلمان کو دعا کرنی چاہئے کہ اس وقت انگریزوں کو فتح ہو۔ کیوں کہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں' اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے' اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم اللہ تعالیٰ کے بھی ناشکر گزار ہیں" (۷)

نیز

"خدا نے ہمیں ایک ایسی ملکہ عطا کی ہے جو ہم پر رحم کرتی ہے اور احسان کی بارش سے اور مہربانی کے مینہ سے ہماری پرورش فرماتی ہے اور ہمیں ذلت اور کمزوری کی پستی سے اوپر کی طرف اٹھاتی ہے" (۸)

۶۔ ضمیمہ کتاب البریہ' ص ۹' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
۷۔ "ازالہ اوہام" ص ۵۰۹' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
۸۔ "نورالحق" حصہ اول' ص ۴' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

اور ملکہ کے رحم اور اس کے احسان کی بارش اور مہربانی کے مینہ کا بدلہ مرزا غلام احمد کس طرح چکاتا ہے۔ خود اس کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے

"میرے اس دعوے پر کہ میں گورنمنٹ برطانیہ کا سچا خیر خواہ ہوں۔ دو ایسے شاہد ہیں کہ اگر "سول ملٹری" جیسالاکھ پرچہ بھی ان کے مقابلہ پر کھڑاہو تب بھی وہ دروغ گو ثابت ہوگا۔ اول یہ کہ علاوہ اپنے والد مرحوم کی خدمت کے سولہ برس سے برابر اپنی تالیفات میں اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ مسلمانان ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض ہے اور جہاد حرام ہے۔

دوسرے یہ کہ میں نے کتابیں عربی فارسی تالیف کرکے غیر ملکوں میں بھیجی ہیں جن میں برابر یہی تاکید اور یہی مضمون ہے۔ پس اگر کوئی بداندیش یہ خیال کرے کہ سولہ برس کی کارروائی میرے کسی نفاق پر مبنی ہے تو اس بات کا اس کے پاس کیا جواب ہے، کہ جو کتابیں عربی و فارسی روم اور شام، مصر اور مکہ اور مدینہ وغیرہ ممالک میں بھیجی گئیں اور ان میں نہایت تاکید سے گورنمنٹ انگریزی کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں، وہ کارروائی کیونکر نفاق پر محمول ہوسکتی ہے، کیا ان ملکوں کے باشندوں سے بجز کافر کہنے کے کسی اور انعام کی توقع تھی۔ کیا "سول ملٹری گزٹ" کے پاس کسی ایسے خیر خواہ گورنمنٹ کی کوئی اور بھی نظیر ہے ؟ (ماشاء اللہ چشم بد دور) اگر ہے تو پیش کرے۔ لیکن میں دعوئی سے کہتا ہوں کہ جس قدر میں نے کارروائی گورنمنٹ کی خیر خواہی کے لیے کی ہے اس کی نظیر نہیں ملے گی" (۹)

۹۔ اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ جو جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اور جناب گورنر جنرل ہند اور لفٹیننٹ گورنر پنجاب اور دیگر معزز حکام کے ملاحظہ کے لیے شائع کیا گیا "منجانب خاکسار

اور صرف اسی پر بس نہیں بلکہ

"میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں جن سے بغاوت کی بو آتی ہے بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طبائع میں پیدا ہوجائے گا اس لیے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں جو بفضلہ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے۔ نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں جو تقریباً" سولہ برس سے تقریری اور تحریری طور پر ان کے ذہن نشین کرتا ہوں یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے" (۱۰)

اور

"میں اٹھارہ برس سے ایسی کتابوں کی تالیف میں مصروف ہوں کہ جو مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی محبت اور اطاعت کی طرف قائل کریں گو اکثر جاہل مولوی ہماری اس طرز اور رفتار اور ان خیالات سے سخت ناراض ہیں" (۱۱)

(حاشیہ گذشتہ صفحہ) مرزا غلام قادیانی مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۴ء مندرجہ "تبلیغ رسالت" ج ۳، ص ۱۹۶، مولف میر قاسم علی قادیانی۔

۱۰۔ اعلان مرزا غلام احمد قادیانی اپنی جماعت کے نام مورخہ ۷ مئی ۱۹۰۷ء مندرجہ "تبلیغ رسالت" ج ۱۰، ص ۱۲۳، مولف میر قاسم علی قادیانی۔

۱۱۔ درخواست بحضور نواب لفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار غلام احمد از قادیان، مورخہ ۲۴۔ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ "تبلیغ رسالت" ج ۷، ص ۱۱۔

اور اسی جذبہ جہاد کو جو مسلمانوں کے سینوں میں کروٹیں لے رہا اور انہیں دیوانہ وار شہادت گہ الفت میں کھینچے لیے جارہا تھا' ختم کرنے کے لیے اپنی کوششوں کا ذکران الفاظ میں کیا جاتا ہے

"یہ وہ فرقہ ہے جو احمدیہ کے نام سے مشہور ہے' اور پنجاب اور ہندوستان اور دیگر متفرق مقامات میں پھیلا ہوا ہے۔ یہی وہ فرقہ ہے جو دن رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات میں سے جہاد کی بیہودہ رسم کو اٹھادے۔ چنانچہ اب تک ساٹھ کے قریب میں نے اپنی کتابیں عربی' فارسی' اردو اور انگریزی میں تالیف کرکے شائع کی ہیں جن کا یہی مقصد ہے کہ یہ غلط خیالات مسلمانوں کے دلوں سے محو ہوجائیں۔ اس قوم میں یہ خرابی اکثر نادان مولویوں نے ڈال رکھی ہے' لیکن اگر خدا نے چاہا تو امید رکھتا ہوں کہ عنقریب اس کی اصلاح ہوجائے گی"(۱۲)

کیا انگریز کی کاسہ لیسی اور ان کا آلۂ کار ہونے کا اس سے بڑا بھی کوئی اور ثبوت ہوسکتا ہے اور یہ ساری دین فروشی اور قوم فروشی کس لیے تھی؟ صرف چند سکوں کے لیے یا اس تاج نبوت کے لیے جس کی گدائی مرزا غلام احمد انگریزوں سے کرتا رہا۔

تفو بر تو اے چرخ گردوں تفو

چنانچہ مرزا غلام احمد لکھتا ہے

"میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسماء مریدین روانہ کرتا ہوں' مدعا یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو

۱۲۔ قادیانی اخبار "ریویو آف "ریلیجنز" بابت ۱۹۰۲ء اقتباس از عریضہ جو مرزا غلام نے حکومت انگریزی ہند کو پیش کیا۔

میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لیے کی ہے۔ عنایات خاص کا مستحق ہوں" (۴۲)

نہ جانے ان لوگوں کی عقل پر کیسے پتھر پڑ گئے جو مرزا غلام احمد کو نبی اور رسول شمار کرنے لگے۔ مقام نبوت اور منصب رسالت تو بڑی بات ہے۔ رب کعبہ کی قسم اس طرح کی پستی کا مظاہرہ تو گدایان میکدہ بھی نہیں کرتے۔ چہ جائیکہ ایک شریف اور باغیرت انسان! اور اس پر طرہ یہ کہ رسالت و پیغمبری کا دعویٰ۔ عیاذ اباللہ۔

بت کریں آرزو خدائی کی

اور ؎

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے

"صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار اور جاں نثار خاندان ثابت کرچکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے 'کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔ اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم و احتیاط سے اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں' ہمارے خاندان نے

۴۳۔ درخواست بحضور لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان' مورخہ ۲۷۔ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ "تبلیغ رسالت" ج ۷

سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔ لہٰذا ہمارا حق ہے کہ ہم خدمات گذشتہ کے لحاظ سے سرکار دولت مدار کی پوری عنایات اور خصوصی توجہ کی درخواست کریں۔ (نیز ضمیمے میں اپنے تین سو سترہ مریدوں کے نام ہیں۔ حوالہ مذکور)

اللہ دتہ مرزائی اس عبارت کو پھر پڑھے۔ شاید اس کے بے غیرت وجود میں غیرت وحمیت اور عقل وخرد کی کوئی چیز بچی کھچی موجود ہوا اور وہ اسے خبر دے سکے کہ نبی اور رسول اس قدر ذلیل اور رذیل نہیں ہوا کرتے اور وہ آئندہ مرزا قادیانی کا وکیل صفائی بننے سے پہلے اس بات کو سوچ لیا کرے کہ ذلت و رسوائی کے ان عمیق گڑھوں سے کوئی بھی اس کے موکل کو نکال سکتا ہے کہ نہیں؟ اور شاید وہ آئندہ اہل حدیث پر طعن توڑنے سے پہلے کچھ دیر رک کر غور کرلے کہ ابھی اہل حدیث کی صفیں "مردوں" سے اس قدر خالی نہیں ہوئیں کہ انگریز کے خود کاشتہ پودے کا ایک ثمر بے ثمران پر وار کر کے چلا جائے اور سمجھے کہ اس کا جواب اسے نہیں ملے گا۔ ثناء اللہ (رحمتہ اللہ علیہ) ابرہیم (رحمتہ اللہ علیہ) اور محمد گوندلوی (رحمتہ اللہ علیہ) کے رب کی قسم! ابھی ان کے بیٹوں میں یہ کس بل موجود ہے کہ وہ قادیانی کے اخلاف کا اسی طرح کس بل نکال سکیں اور انہیں اسی طرح لاجواب کرسکیں جس طرح وہ مرزا قادیانی کا نکلا کرتے اور اسے لاجواب کیا کرتے تھے۔

اپنی جفا کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

آؤ اور ذرا "مردان احرار" کو بھی دیکھو کہ انہی ایام میں جب متنبی قادیان مرزا غلام احمد، انگریز کے سامنے کاسہ گدائی لیے کھڑا تھا اور مسلمانوں کو انگریز کی

اطاعت کا سبق دے رہا تھا' اہل حدیث انگریز کے خلاف میدان جنگ میں سینہ سپر تھے اور ان کا زعیم اور قائد مولانا عنایت علی صادق پوری کوہستان سرحد سے مسلمانان ہند کے نام یہ اعلامیہ جاری کر رہا تھا

ا۔ جس ملک پر کفار مسلط ہو جائیں وہاں کے مسلمانوں کا فرض ہے' کہ متحد ہو کر کفار سے لڑیں۔

۲۔ جو نہ لڑ سکیں وہ ہجرت کر کے کسی آزاد اسلامی ملک میں پہنچ جائیں۔

۳۔ ہجرت موجودہ حالات میں فرض ہے اور جو لوگ ہجرت سے باز رکھنے کی کوشش کریں وہ منافقت کی زد میں آتے ہیں۔

۴۔ جو لوگ ہجرت بھی نہ کر سکیں وہ حکومت سے علیحدگی پر عمل پیرا ہوں مثلاً کسی کام میں حکومت کی مدد نہ کریں' اس کی عدالتوں میں نہ جائیں۔ اپنے جھگڑوں کے لیے پنچائتیں بنائیں (۱۴)

اور انہی مولانا عنایت علیؒ کے تربیت یافتہ مجاہدین نے ستھانہ کی پہاڑیوں کے اوپر انگریزی فوج سے دست بدست جنگ کرتے ہوئے اس شان سے راہ حق میں اپنی جانوں کو نچھاور کیا کہ بچسٹ اور میسن ایسے مخالف کہہ اٹھے کہ

"ہر مجاہد یا شہید ہوا یا گرفتار کر لیا گیا' انھوں نے جوش حمیت کا غیر معمولی مظاہرہ کیا اور بہادرانہ پیش قدمی کرتے رہے۔ سب نے نہایت عمدہ لباس پہن رکھے تھے' نہ کسی کے قدم میں لرزش ہوئی نہ کسی کی زبان سے نعرہ بلند ہوا۔ چپ چاپ جانیں دیتے رہے" (۱۵)

اور پھر یہی لوگ تھے جنھوں نے معرکہ امبیلا میں مرزائیوں کے آقائے ولی نعمت جنرل چیمبرلین کے چھکے چھڑا دیے۔ اس معرکہ کے بارے میں ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر

۱۴۔ حوالہ کے لیے دیکھیے "سرگزشت مجاہدین" ص ۳۰۴ مرتبہ مولانا غلام رسول مہر۔
۱۵۔ نیو بل کی کتاب' ص ۱۳۱' اور اوائل کی کتاب' ص ۵۰ منقول از سرگزشت مجاہدین۔

ایسا بدنام زمانہ مسلمان دشمن انگریز مورخ لکھتا ہے

"۱۸۔ تاریخ ۱۸۶۳ء کو دشمن مجاہدین نے جاں فشانی سے ہم پر حملہ کیا اور ہماری ایک چوکی پر قابض ہوگئے اور افسوں کے علاوہ ۱۱۴ آدمیوں کو زخمی یا قتل کرتے ہوئے پیچھے دھکیل دیا۔ دوسرے دن دشمن نے ایک اور چوکی پر قبضہ کرلیا جسے پھر ایک خونریز جنگ کے بعد' جس میں ہمارے جرنیل (جنرل چیمبرلین) صاحب بھی شدید طور پر زخمی ہوئے دوبارہ حاصل کرلی گئی ' اور افسروں کے علاوہ ۱۲۵ آدمی جنگ میں کام آئے یا بالکل ناکارہ ہوگئے۔ ۲۰ تاریخ کو بیمار اور مجروحین کو واپس بھیج دینا ضروری سمجھا تھا جن کی کل تعداد ۴۳۵ ہوگئی تھی۔ جرنیل صاحب نے جو تار ۱۹ تاریخ کو دیا تھا' اس کے آخری الفاظ یہ ہیں فوجوں کو ایک مہینے تک دن رات سخت کام کرنا پڑا ہے اور تازہ دم دشمنوں کا مقابلہ ایسے نقصان کے ساتھ کرنا پڑا جو حوصلہ شکن ہے۔ اس لیے ہمیں کمک کی ضرورت ہے۔ میرے لیے دشمن کامقابلہ کرنا' خوراک بہم پہنچانے کے لیے آدمی مہیا کرنا اور زخمیوں کو واپس بھیجنا بہت مشکل ہوگیا ہے"(۱۶)

اور آگے چل کر یہی ڈاکٹر ہنٹر لکھتا ہے

"مجاہدین نے سرحدی قبائل میں جو اقتدار حاصل کرلیا تھا۔ ہم نے اس کا غلط اندازہ لگایا تھا' وہ لوگ جو ان کے ساتھ مذہب کی بناء پر شامل ہوئے تھے' وہ فتح یا شہادت کی امید پر بڑے پر جوش اور بے صبر ہورہے تھے" (۱۷)

۱۶۔ ہمارے ہندوستانی مسلمان' مصنفہ ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر مترجم' ص ۵۷ مطبوعہ قومی کتب خانہ لاہور۔
۱۷۔ کتاب مذکورہ' ص ۵۹۔

اور اس دور میں، جب کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے خائن اور غدار، انگریزوں کی حمایت میں جہاد کو ناجائز قرار دے رہے تھے اور ہندوستان کو دارالاسلام بتلا رہے تھے، اہل حدیث نہ صرف ہر طریقے سے قوم کو جہاد کا درس دے رہے تھے بلکہ عملاً جہاد میں شریک بھی تھے اور پورا ہند ان کے جہاد کے نعروں سے گونج رہا تھا۔ ڈاکٹر ہنٹر لکھتا ہے

"انگریزوں کے خلاف ضرورت جہاد پر اگر وہابیوں کی نظم و نثر کی مختصر سے مختصر کیفیت بھی لکھنے کی کوشش کی جائے تو اس کے لیے ایک دفتر چاہیے۔اس جماعت نے بہت ادب پیدا کردیا ہے جو، انگریزی حکومت کے زوال کی پیش گوئیوں سے پراور ضرورت جہاد کے لیے وقف ہے" (۱۸)

اور جس وقت قادیان میں انگریزی ایجنٹ اپنے مریدوں کو یہ نصیحت کررہا تھا کہ

میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں، جن سے بغاوت کی بو آتی ہے، بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طبائع میں پیدا ہو جائے گا۔ اس لیے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں، بفضلہ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے۔ نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں جو تقریباً سولہ برس سے تقریری اور تحریری طور پر ذہن نشین کرتا آیا ہوں۔ یعنی اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں"(۱۹)

۱۸۔ کتاب مذکور، ص ۱۰۳۔

۱۹۔ مرزا غلام احمد کا اعلان اپنی جماعت کے نام مندرج "تبلیغ رسالت" ج ۱۰، ص ۱۳۲۔

اور

یاد رہے کہ مسلمانوں کے فرقوں میں سے یہ فرقہ جس کا خدا نے مجھے امام اور پیشوا اور رہبر مقرر فرمایا ہے۔ ایک بڑا امتیازی نشان اپنے ساتھ رکھتا ہوں اور وہ یہ کہ اس فرقہ میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں (مہاراج اور کس کا ہے) اور نہ اس کی انتظار ہے بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ ظاہر طور پر اور نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم کو ہرگز جائز نہیں سمجھتا" (۲۰)

اور

"میں نے صدہا کتابیں جہاد کے مخالف تحریر کرکے عرب اور مصر اور شام اور افغانستان میں گورنمنٹ کی تائید میں شائع کی ہیں' کیا آپ نے بھی ان ملکوں میں کوئی ایسی کتاب شائع کی؟ (ماشاء اللہ) (۲۱)

نیز:

میں ایمان اور انصاف کی رو سے اپنا فرض دیکھتا ہوں کہ اس گورنمنٹ کی شکر گزاری کروں اور اپنی جماعت کو اطاعت کے لیے مجھے نصیحت کرتا رہوں۔ سو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ ایسا شخص میری جماعت میں داخل نہیں رہ سکتا جو اس گورنمنٹ کے احسان کا شکر گزار نہیں" (۲۲)

نصاریٰ کی رضا جوئی ہے مقصد اس نبوت کا
اور ابطال جہاد انجاح مقصد کا وسیلہ ہے

۲۰۔ اشتہار مرزا غلام احمد مندرجہ "تبلیغ رسالت" ج ۹' ص ۸۲۔
۲۱۔ اشتہار مرزا غلام احمد مندرجہ "تبلیغ رسالت" ج ۴' ص ۳۶۔
۲۲۔ اپنی جماعت کے لیے ضروری نصیحت' منجانب مرزا غلام احمد قادیانی' مندرجہ "تبلیغ رسالت"۔۔۔۔۔۔ ج ۱۰' ۱۲۳۔

ایسے ہی وقت میں اہل حدیث پٹنہ کے اندر ایک ایسے مرکز کی بنیاد رکھ چکے تھے جہاں انگریز کی اطاعت اور جہاد کے نسخ کی تلقین نہیں بلکہ انگریز کے خلاف بغاوت اور کفار کے مقابل جہاد کا ولولہ انگیز درس دیا جاتا تھا' چنانچہ سر ہربرٹ ایڈورڈ لکھتا ہے:

"غداری اور بغاوت کے ایک مرکزی دفتر کا وجود پٹنہ میں بیان کیا جاتا ہے" (۲۳)

اور مردم شماری کی رپورٹ بابت ۱۹۱۱ء میں ہے

"اس پوری مدت میں پٹنہ سازش کا مرکز تھا۔ وہابی مبلغ ہندوستان اور دوسرے قریب کے ملکوں میں اپنے مشن کی تبلیغ کر رہے تھے۔ ان کے بڑے لیڈر ولایت علی اور عنایت علی پٹنہ کے رہنے والے تھے" (۲۴)

اور ہنٹر لکھتا ہے

"کتاب جتنی سخت اور باغیانہ ہو' اتنی ہی عوام میں زیادہ مقبول ہوگی۔ لیکن یہ اشتعال انگیز لٹریچر تو اس مستقل چہارگانہ تنظیم کا ایک حصہ ہے جو وہابی لیڈروں نے بغاوت پھیلانے کے لیے قائم کر رکھا ہے۔ اس کے علاوہ سب سے مقدم پٹنہ کا مرکزی دارالاشاعت ہے۔

پٹنہ کے خلفاء جو ان تھک واعظ خود اپنے آپ سے بے پرواہ بے داغ زندگی بسر کرنے والے' انگریز کافروں کی حکومت کو تباہ کرنے میں ہمہ تن مصروف اور روپیہ اور رنگروٹ جمع کرنے کے لیے ایک مستقل نظام قائم کرنے میں نہایت چالاک تھے' وہ اپنی جماعت کے اراکین کا

۲۳۔ ہندوستان میں اڑتیس برس مصنفہ ٹیلر ج ۲' ص ۲۸۴۔

۲۴۔ مردم شماری کی رپورٹ بابت ۱۹۱۱ء ج ۵' ص ۲۴۶' منقول از "ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک" ص ۹۹' مصنفہ مولانا مسعود عالم ندوی

نمونہ اور ان کے لیے مثال تھے۔ ان کی بہت سی تعلیم بے عیب تھی اور یہ انہی کا کام تھا کہ انھوں نے اپنے ہزاروں ہم وطنوں کو بہترین زندگی بسر کرنے اور اللہ تعالی کے متعلق بہترین تصور پیدا کرنے کی ترغیب دی۔ (**الفضل' ما شہدت بہ الاعداء**) ہر ایک ضلع کے مبلغین متعصب لوگوں کے گروہ دارالاشاعت میں بھیجتے۔ ان میں سے اکثر کو جن کے جوش کو پٹنہ کے لیڈر اور بھی بھڑکا دیتے تھے' چھوٹے چھوٹے گروہوں کی صورت میں سرحدی کیمپ کی طرف روانہ کیا جاتا۔ ان میں سے زیادہ ہوشیار نوجوانوں کو زیادہ دیر تک زیر تربیت رکھنے کے لیے منتخب کیا جاتا تھا' اور جب وہ باغیانہ اصولوں سے اچھی طرح واقف ہوجاتے تھے تو ان کو ان کے صوبے کی طرف ایک واعظ یا مذہبی کتب فروش کی حیثیت سے واپس کردیا جاتا تھا۔ پٹنہ کا مرکز تبلیغ ہمیشہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کے لیے اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچانے کے لیے دو ہی راستے ہیں یا تو کافروں کے ساتھ جہاد کریں اور یا اس لعنتی سرزمین سے ہجرت کرجائیں' کیونکہ کوئی سچا دیانتدار اپنی روح کو خراب کیے بغیر اس حکومت کا وفادار نہیں رہ سکتا۔ جو لوگ جہاد یا ہجرت سے منع کرتے ہیں وہ دل کے منافق ہیں" (۲۵)

ہاں جناب! انگریز کا ایجنٹ کون اہل حدیث یا مرزائی؟

وہ جو انگریز کے خلاف لڑتے رہے یا وہ جو انگریز کی اطاعت کو اللہ ورسول کی اطاعت قرار دیتے رہے؟

لیجئے اس کا حوالہ بھی حاضر ہے۔ خلیفہ قادیان مرزا محمود احمد کہتا ہے:

"حضرت (مرزا غلام احمد) نے لکھا ہے کہ میں نے کوئی کتاب یا اشتہار

۲۵۔ "ہمارے ہندوستانی مسلمان" ص ۱۰۶' ۷' ۸' ۹' مصنفہ ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر

لایسا نہیں لکھا جس میں گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کی طرف اپنی جماعت کو متوجہ نہیں کیا۔ پس حضرت (مرزا) کا اس طرف توجہ دلانا اور اس زور کے ساتھ توجہ دلانا اس آیت کے ماتحت ہونے کی وجہ سے گویا اللہ اور اس کے رسول کا ہی توجہ دلانا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذلک)اس سے سمجھ لو کہ اس طرف توجہ کرنے کی کس قدر ضرورت ہے" (۲۶)

اللہ وتہ صاحب!

بات یہ ہے کہ آپ کے گھر سے
ہم کو نسبت ہے دست و داماں کی
ہم کو مشاطگی ازل سے ملی
آپ کے کاکل پریشاں کی

اور اگر یہ کہا جائے کہ مرزائی انگریز کی اطاعت کو اللہ اور رسول کی اطاعت سے بھی زیادہ اہم اور مقدم سمجھتے تھے تو بے جا نہ ہوگا' کیونکہ مرزائیت کی تاریخ ہمیں بتلاتی ہے کہ مرزا اور اس کے اخلاف' اس کی اولاد اور اس کی امت قرآن وحدیث کی ان واضح نصوص کا تو انکار کردیتے اور اس کی تاویل کر لیتے تھے جن کی زد انگریز پر پڑتی ہے' لیکن انگریز کی خاطر انہیں جائز کو ناجائز بنادینے میں بھی کوئی باک نہ تھا۔ یہی وجہ ہے' باوجود یکہ مرزا غلام احمد واضح طور پر اعلان کرچکا تھا کہ:

"گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں میں ایک نعمت ہے۔ یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے۔ یہ سلطنت تمام مسلمانوں کے لیے برکت کا حکم رکھتی ہے۔ خداوند کریم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لیے باران

۲۶۔ تقریر میاں محمود احمد خلیفہ قادیان' مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان مورخہ ۱۵۔ اگست ۱۹۱۷ء

رحمت بنا کر بھیجا۔ اس سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا قطعاً حرام ہے"
(۲۷)

اور ۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لیے حرام ہے اب جنگ وجدال

(غلام احمد)

اور:

ہمارے امام (مرزا غلام احمد) نے ایک بڑا حصہ جو ۲۲ برس ہیں' اس تعلیم میں گزارا ہے کہ جہاد حرام ہے اور قطعاً حرام ہے یہاں تک کہ بہت سی عربی کتابیں مضمون مخالف جہاد لکھ کر ان کو بلاد اسلام عرب شام کابل وغیرہ میں تقسیم کیا" (۲۸)

اور اس بات کے باوصف کہ جب ۱۹۲۹ء میں ایک دریدہ دہن ہندو غنڈے راجپال نے سرور کائنات محمد کریم فداہ ابی' امی و روحی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک ذلیل کتاب "رنگیلا رسول" کے نام سے لکھی اور اس پر لاہور کے ایک فدائی غازی علم الدین شہیدؒ نے اس کا کام تمام کردیا۔ تو مرزا بشیر الدین نے اس پر ان الفاظ میں تبصرہ کرتے ہوئے اپنے باپ کے بتلائے ہوئے مسلک کی تائید کی:

"وہ نبی بھی کیا نبی ہے جس کی عزت کو بچانے کے لیے خون سے ہاتھ رنگنے پڑیں' وہ لوگ جو قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں وہ مجرم ہیں اور اپنی قوم کے دشمن ہیں" (۲۹)

۲۷۔ "شہادۃ القرآن" ضمیمہ' ص ۱۱' ۱۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی
۲۸۔ قادیانی رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" بابت ۱۹۰۲ء
۲۹۔ "الفضل" ۱۹۔ اپریل ۱۹۲۹ء

اس کے باوجود اور اس کے باوصف جب مسئلہ سرکار دولت مدار انگریزی کا ہوتا ہے تو وہی حرام اور ناجائز حلال اور جائز بن جاتا ہے:

"صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کرچکی ہے۔ خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم واحتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے" (۳۰)

ان خط کشیدہ الفاظ کو دوبارہ پڑھیں اور سر دھنیں کہ اللہ کی راہ میں جان دینا اور خون بہانا حرام' اس کے ناموس پر کٹنا ناجائز اور انگریز کی راہ میں خون دینا عین حلال اور اس کی آبرو پہ مٹنا کار ثواب!

مولانا ظفر علی خاں نے کیا خوب کہا تھا ۔

کبھی حج ہوگیا ساقط کبھی قید جہاد اٹھی
شریعت قادیاں کی ہے رضا جوئی نصاریٰ کی

اور بڑے میاں سو بڑے میاں چھوٹے میاں (محمود) سبحان اللہ!

"عراق کی فتح کرنے میں احمدیوں نے خون بہائے اور میری تحریک پر سینکڑوں آدمی بھرتی ہوکر چلے گئے" (۳۱)

۳۰۔ مرزا غلام احمد کی درخواست بحضور لفٹیننٹ گورنر پنجاب مندرجہ "تبلیغ رسالت" ج ۷' ص ۸۸

۳۱۔ خطبہ مرزا محمود خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار "الفضل" ۳۱ اگست ۱۹۲۳ء

اور:

"جب کابل کے ساتھ جنگ ہوئی تب بھی ہماری جماعت نے اپنی طاقت سے بڑھ کر مدد دی اور علاوہ اور کئی قسم کی خدمات کے ایک ڈبل کمپنی پیش کی جس کی بھرتی بوجہ جنگ بند ہو جانے کے رک گئی' ورنہ ایک ہزار سے زائد آدمی اس کے لیے نام لکھوا چکے تھے اور خود ہمارے سلسلہ کے بانی چھوٹے صاحبزادہ اور ہمارے موجودہ امام کے چھوٹے بھائی نے اپنی خدمات پیش کیں اور چھ ماہ تک ٹرانسپورٹ کور میں آنریری طور پر کام کرتے رہے" (۳۲)

اور تو اور خود خلیفہ قادیان کے دل میں انگریز کی خاطر جاں سپاری اور جانثاری کے جذبہ صادقہ کا یہ عالم ہے کہ:

"جو گورنمنٹ ایسی مہربان ہو اس کی جس قدر بھی فرمانبرداری کی جائے تھوڑی ہے۔ اگر میں خلیفہ نہ ہوتا تو والنیٹر ہو کر جنگ یورپ میں چلا جاتا" (۳۳)

پناہ اللہ کی مرزائیوں کے پیشواؤں سے
امام ان کا ہے گھ کترا نبی ان کا لیٹرا ہے

اور یہی خلیفہ مرزائیت جس نے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت اور آپ کی گستاخی کے مرتکب کے قتل پر اظہار ناپسندیدگی کیا تھا' انگریز کے پروردہ اور خود کاشتہ پودے اپنے باپ متنبی قادیان کی حرمت وعزت کی خاطر اس قدر جوش وغیرت کا ثبوت دیتا ہے کہ جب مولوی عبدالکریم نامی ایک شخص نے مرزا اور اولاد مرزا کی سیاہ کاریوں سے مطلع ہو کر مرزائیت سے توبہ کی اور مرزا غلام احمد

۳۲۔ مرزائی ایڈریس بحضور لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند مندرجہ اخبار "الفضل" ۴۔ جولائی ۱۹۲۱ء
۳۳۔ "انوار خلافت" ص ۹۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

کی اور اس کے اخلاف کی زندگیوں کو بے نقاب کرنا شروع کیا تو مرزا محمود نے کہا:

"اپنے دینی اور روحانی پیشوا کی معمولی ہتک بھی کوئی برداشت نہیں کرسکتا۔ اس قسم کی شرارتوں کا نتیجہ لڑائی جھگڑا' حتیٰ کہ قتل وخونریزی بھی معمولی بات ہے۔ اگر اس سلسلہ میں کسی کو پھانسی دی جائے اور وہ بزدلی دکھائے تو ہم اسے ہرگز منہ نہیں لگائیں گے' بلکہ میں تو اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھوں گا" (۳۴)

اور:

"جب تک ہمارے جسم میں جان اور بدن میں توانائی ہے اور دنیا میں ایک احمدی بھی زندہ ہے' اس نیت کو لے کر کھڑے ہونے والے کو پہلے ہماری لاشوں پر گزرنا ہوگا اور ہمارے خون میں تیرنا ہوگا" (۳۵)

ذرا غلام ہندی کے لیے اس غیرت کو اور رسول عربی علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے اس بے غیرتی کو ملاحظہ فرمایئے جب کہ اس ایسے لاکھوں غلاموں کو سرور ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتوں پر قربان کیا جاسکتا ہے۔

اور پھر انہی جوشیلی اور حمیت بھری تقریروں سے متاثر ہوکر ۲۳ اپریل ۱۹۳۰ء کو ایک مرزائی محمد علی نے مولوی عبدالکریم پر قاتلانہ حملہ کردیا جس کے نتیجہ میں مولوی عبدالکریم زخمی اور ان کا ایک ساتھی محمد حسین قتل ہوا اور جب ۱۶ مئی ۱۹۳۱ء کو اسے پھانسی دے دی گئی تو خود مرزا محمود احمد نے اس کے جنازہ کو کندھا دیا اور مرزائیوں کے بہشتی مقبرہ میں دفن کیا۔

تمہاری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامہ سیاہ میں تھی

۳۴۔ "الفضل" ۱۱۔ اپریل ۱۹۳۰ء
۳۵۔ "الفضل" ۱۵' اپریل ۱۹۳۰ء

سرکار! بات چلی تھی انگریز کی کاسہ لیسی کی' اب بتلایئے کہ انگریز کا آلہ کار کون تھا' وہ راہ نوردان شوق کہ سر پہ کفن باندھ کے تختۂ دار کو چومنے کے لیے چلے۔ یا وہ طبقہ سافلہ کہ جن کی آرزوؤں کا معراج پایہ ہائے انگریزی کو بوسے دینا اور خسروان کفر کو سجدے کرنا تھا؟ اور کیا لغت میں ایسے لوگوں کے لیے ایجنٹ یا آلہ کار کے علاوہ بھی کوئی موزوں لفظ ہے۔ جب مرزائیت کے یہ اب وجد' کفر اور کافروں کے جوتوں میں جان دینا اپنا مقصود اور اپنا مطلوب قراردے رہے تھے' اہل حدیث ایسے لوگوں کی نماز جنازہ بھی پڑھنے کے روادار نہ تھے' جنھوں نے انگریز کی حمایت نہیں بلکہ انگریز کی مخالفت میں مداہنت کا ثبوت دیا ہو۔

چنانچہ مولانا مسعود عالم ندویؒ اپنی کتاب "ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک" میں مولانا ولایت علی کے فرزند مولانا محمد حسین صاحب کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ:

> "وہ انگریزوں کے اس قدر مخالف نہ تھے' جس قدر ان کے اسلاف اس لیے جب ان کا انتقال ہوگیا تو مشہور اہل حدیث عالم' مولانا عبدالحکیم صادق پوریؒ (۱۲۶۱ھ ' ۱۳۳۷ھ) خلف مولانا احمد اللہؒ اسیر انڈیمان تو اتنے سخت تھے کہ انہوں نے مولوی محمد حسین صاحب مرحوم کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی" (۳۶)

اسیر دام بلا اور کون ہے میں ہوں
شکار تیر جفا اور کون ہے میں ہوں
شہید زہر حیا اور کون ہے میں ہوں
قتیل تیغ ادا اور کون ہے میں ہوں

جب مرزائی انگریز کے تلوے چاٹ رہے اور اس کی چوکھٹ پر ناصیہ فرسائی کر رہے تھے اور اپنی اسلام' ملک اور قوم دشمنی کا صلہ مانگ رہے تھے۔ اہل

۳۶۔ کتاب مذکورہ ص ۹۰

حدیث کے خلاف انبالہ ' پٹنہ ' مالوہ ' راج محل اور پھر پٹنہ میں بغاوت کے جرم میں مقدمے چلائے جارہے تھے اور انہیں پھانسی کی سزائیں سنائی جارہی تھیں اور جب پھانسی کی سزا سن کر ان کے چہروں پر لقاء رب کی نوید سے خوشی کی لہر دوڑ گئی تو پھانسی کو عبور دریائے شور اور دوام حبس کی سزا میں تبدیل کیا جا رہا تھا۔ ان ہی اسیران بلا میں سے ایک اور سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد مولوی محمد جعفر تھانیسری بیان کرتے ہیں :

"۱۱ ستمبر ۱۸۶۴ء کو ڈپٹی کمشنر صاحب پھانسی گھروں میں تشریف لائے اور چیف کورٹ کا حکم پڑھ کر سنایا کہ تم لوگ پھانسی پڑنے کو بہت دوست رکھتے ہو اور اسے شہادت سمجھتے ہو۔ اس واسطے سرکار تمہاری دل چاہتی سزا تم کو نہیں دیوے گی۔ تمہاری پھانسی سزائے دوام الحبس بعبور دریائے شور سے بدل گئی۔ بمجرد سنانے اس حکم کے پھانسی گھروں سے دوسرے قیدیوں کے ساتھ بارکوں میں بند کیا اور جیل خانے کے دستور کے مطابق مقراض سے ساری ڈاڑھی مونچھ اور سر کے بال تراش کر منڈی کی بھیڑ سا بنادیا۔ (غدارو اور ذلہ خوارو ! اپنوں کی بے غیرتی دیکھ چکے اب ذرا ہماری مردانگی اور شجاعت دیکھو) اس وقت میں نے دیکھا کہ مولوی یحیٰی علی صاحب (امیر المجاہدین) اپنی ڈاڑھی کے کترے ہوئے بالوں کو اٹھا اٹھا کر کہتے' افسوس نہ کر' تو خدا کی راہ میں پکڑی گئی اور اس کے واسطے کتری گئی" (۳۷)

امیر المجاہدین مولانا یحیٰی علی نے قید تنہائی اور سزائے دوام الحبس بعبور دریائے شور کو جس استقامت اور خندہ پیشانی سے برادشت کیا وہ تاریخ حریت کا ایک سنہرا باب ہے۔ صاحب در منثور لکھتے ہیں :

۳۷۔ "تواریخ عجیب" ص ۴۴' مصنفہ مولوی محمد جعفر تھانیسری

"ہمارے حضرات اس قید تنہائی میں پھر تخمینا" دواڑھائی مہینے رہے اور نہایت صبرواستقلال کے ساتھ ان ایام کو آپ نے برداشت کیا اور جب کوئی سپاہی پہرہ دینے والا یا اور کوئی سپاہی قیدی آپ کے سامنے آجاتا ہندو یا مسلمان سب کو آپ توحید باری تعالٰی کا وعظ سناتے اور عذاب آخرت وقبر وغیرہ سے ڈراتے۔ سپاہی کھڑا روتا اور جب اس کے پہرے کی بدلی ہوتی تو اس صحبت کو چھوڑ کر جانا پسند نہیں کرتا۔ میں کچھ نہیں لکھ سکتا کہ کس قدر فائدہ اس وقت پہرہ والوں کو پہنچااور کتنے موحد ہوگئے اور کتنے دین آبائی کو چھوڑ کر مسلمان ہوگئے" (۳۸)

اور پھر انہیں مجاہدوں کو ان کی انگریز دشمنی کی سزا یہ دی گئی کہ :

"رے دن شا مجسٹریٹ مقدمہ سازش انبالہ کی تجویز پر کہ صادق پور کا احاطہ پٹنہ میونسپلٹی کو دیا جائے اور تمام مکانات زمین کے برابر کردیے جائیں اور وہاں ایک بازار بنایا جائے' کیونکہ میرے خیال میں اس سے زیادہ اچھا مصرف اس زمین کا نہیں ہوسکتا (۳۹) اور پھر نہ صرف عید کے دن ان کے مکانات منہدم کردیے گئے بلکہ ان کے بزرگوں کی قبریں تک بھی کھدوادی گئیں" (۴۰)

مولانا یحیٰی علی کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو گھر والوں کو لکھا :

"آج شب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے تبسم فرماتے ہوئے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔

۳۸۔ الدر المنثور فی تراجم اہل صادق فور (معروف بہ تذکرہ صادقہ ص ۷۰' مطبوعہ آزاد پریس پٹنہ ہند۔

۳۹۔ میمورنڈم' ص ۲۶' ۲۷' مرتبہ رے دن شا

۴۰۔ حوالہ کے لیے دیکھیے تذکرہ صادقہ' ص ۱۷۹

و بشر الصبرین الذین اذا اصابتهم مصیبتہ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمتہ واولئک ہم المھتد ون" (۴۱)

در کفے جام شریعت در کفے سندان عشق
ہر ہوسنا کے نداند جام وسنداں باختن

اہل حدیث، ہند کی انگریز حکومت کی نگاہوں میں کس طرح کھٹکتے تھے۔اس کا اندازہ صرف اس ایک چھوٹی سی عبارت سے کیا جاسکتا ہے جسے مولانا عبدالرحیم صادق پوری، مولانا احمد اللہ کے حالات میں رقم کرتے ہیں۔ وہ پٹنہ کے انگریز کمشنر مسٹر ٹیلر اور اس کی اسلام اور جہاد دشمنی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس وقت ٹیلر صاحب اور ان کے مشیر نیش عقرب کمر بستہ کھڑے ہوگئے اور چوکڑی بھرنے لگے اور چونکہ حکام ضلع و گورنمنٹ اس وقت خاندان صادق پور سے خصوصاً" اور جملہ فرقہ اہل حدیث سے عموماً" بدظن و غضبناک ہو رہی تھی۔ اس کا موقعہ پاکر جھٹ ان کمینوں نے حکام ضلع و گورنمنٹ کے کان میں پھونکا کہ یہ ممکن نہیں کہ مولوی یحییٰ علی و عبدالرحیم و جملہ فرقہ اہل حدیث اس بغاوت کے جرم میں ملوث ہوں اور مولوی احمد اللہ اس سے بری ہوں" (۴۲)

دارورسن کی گود میں پالے ہوئے ہیں ہم
سانچے میں مشکلات کے ڈھالے ہوئے ہیں ہم
وہ دولت جنوں کہ زمانے سے اٹھ گئی ،
اس دولت جنوں کو سنبھالے ہوئے ہیں ہم

۴۱۔ ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک، ص ۱۵۷، ۱۵۸

۴۲۔ "تذکرہ صادقہ" ص ۴۶، ۴۷۔

ہمارے اسلاف تو انگریز کے خلاف جہاد و قتال میں مصروف اور ہندوستان کو دارالحرب قرار دینے میں مشغول رہے اور مرزائیت کے اب و جد انگریز کی خاطر جاسوسی کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ مرزا غلام احمد اقراری ہے:

"چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیرخواہی کے لیے ایسا نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کیے جائیں جو درپردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں۔ لہٰذا یہ نقشہ اس غرض کے لیے تجویز کیا گیا تاکہ اس میں ان ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں جو ایسی باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی۔ ایسے لوگوں کے نام مع پتہ ونشان یہ ہیں" (۴۳)

شاعر رسولؐ مولانا ظفر علی خاں نے ان کے بارے میں کیا خوب کہا تھا۔

حقیقت قادیاں کی پوچھ لیجئے ابن جوزی سے
نکوکاری کے پردے میں سیہ کاری کا حیلہ ہے
یہ وہ تلبیس ہے ابلیس کو خود ناز ہے جس پر
مسلمانوں کو اس رندے نے اچھی طرح چھیلا ہے
پلی ہے مغربی تہذیب کے آغوش عشرت میں '
نبوت بھی رسیلی ہے پیمبر بھی رسیلا ہے!
نصاریٰ کی رضا جوئی ہے مقصد اس نبوت کا '
اور ابطال جہاد انجاح مقصد کا وسیلہ ہے

اور جس طرح جہاد اور مسئلہ جہاد توارثاً" اہل حدیث کو منتقل ہوتا رہا ہے'

۴۳۔ قابل توجہ گورنمنٹ از مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ "تبلیغ رسالت" ج ۵ ص ۱۱۔

انگریز کی غلامی کا جوا بھی مستقل طور پر مرزائیت کے گلے میں پڑا رہا اور ہنوز پڑا ہوا ہے۔ چنانچہ اہل حدیث قیام پاکستان تک ہندوستان کے مختلف علاقوں میں سرگرم جہاد رہے اور ان کی مفصل تاریخ کے لیے ملاحظہ کیجئے۔ مولانا مہر کی کتاب "سرگزشت مجاہدین" اور آخری جہاد جس میں انھوں نے حصہ لیا جہاد کشمیر ہے۔ بالکل اسی طرح مرزائی آخری وقت تک انگریز کے قدموں میں لپٹے اور اس کے دامن سے چمٹے رہے اور اب تک اس کی محبت سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ چنانچہ مرزا محمود انگریزا یجنٹی پر فخر کرتے رہے اور اب بھی امت مرزائیہ انگریزی عدل وانصاف کے گن گاتی ہے، کیوں نہ ہو کہ مرزا غلام احمد نے اسے اپنی تلوار اور اپنی ڈھال قرار دیا تھا (۴۴)

اور اسی لیے سقوط بغداد اور زوال خلافت پر جب پوری امت مسلمہ سوگ منارہی تھی۔ قادیانی غدار اس سقوط و زوال پر انگریزی فتح کی خوشی میں چراغاں کررہے اور جشن منارہے تھے۔

اللہ وتہ اور اس کے ہمنوا مرزائیو!

اب دام مکر اور کسی جا بچھایئے
بس ہو چکی نماز مصلے اٹھایئے

رہا معاملہ مولانا محمد حسین بٹالوی کے ایڈرسوں (۴۵) کا تو ہم اس سلسلہ

۴۴۔ حوالہ کے لیے دیکھیے "الفضل" ۷ دسمبر ۱۹۱۸ء "الفضل" مورخہ ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء

۴۵۔ انہی حوالوں کو لے کر کراچی کے محمد ایوب قادری نے اہل حدیث کے خلاف دل کے پھپھولے جلائے۔ ہمیں افسوس ہے کہ احباب دیوبند میں سے کچھ غیر ذمہ دار لوگ موقع بے موقع اہل حدیث کو اپنی کرم فرمائیوں سے نواز رہتے ہیں جس کی بناء پر دوسری جانب سے بھی کچھ تندوتیز باتیں نکل جاتی ہیں، لیکن ہمیں زیادہ افسوس اپنے بھائی مولانا محمد تقی عثمانی پر ہے جو حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کے فرزند ہیں کہ انھوں نے کس طرح اس قسم کا غیر ذمہ دارانہ اور تلخ وتیز مضمون اپنے موقر رسالے "البلاغ" میں شائع کیا اور وہ بھی ایک ایسے وقت میں جبکہ ملک میں اسلامی قوتیں غیر اسلامی نظام کی حامی طاقتوں کے

میں متنبی قادیانی کی امت کی طرح کسی قسم کی تاویل و تحریف کے چکر میں پڑنے کی بجائے اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ اگر کسی فرد یا چند افراد نے ایسا کیا تو غلط کیا۔ ہم انہیں نہ معصوم سمجھتے ہیں اور نہ صاحب شریعت کہ ان کی ہر بات ہمارے لیے حجت وسند ہو۔ قوم میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن سے غلطیوں اور لغزشوں کا صدور ہوتا ہے۔ ان سے مجموعی طور پر قوم کے دامن پر دھبہ نہیں لگ سکتا اور نہ ہی ان کی بناء پر کسی گروہ کو مطعون کیا جا سکتا ہے۔

کیا مرزائی مرزا غلام احمد قادیانی کے بارہ میں اس بات کے کہنے کی جرات رکھتے ہیں جب کہ وہ مرزائیت کا بانی اور موسس ہی نہیں بلکہ اس کا نبی رسول بھی ہے۔

نہ جانے اللہ دتہ مرزائی کو ایک اہل حدیث رسالہ کے مدیر کی اتنی موٹی بات کیوں سمجھ میں نہیں آسکی یا مرزائیت نے اس کی رہی سہی عقل کا جو پہلے بھی اس کے پاس کم تھی خاتمہ کردیا ہے۔

اور پھر مولانا محمد حسین بٹالوی کے متعلق ماسوا اس کے کہ انھوں نے انگریز گورنر کے پنجاب یونیورسٹی کی بنیاد رکھنے گوکل گورنمنٹ کے اجرا چیفس کالج کے قائم کرنے' پبلک لائبریری کے بنانے اور طلبہ کو وظائف دینے پر اس کا شکریہ ادا

خلاف صف آرا تھیں اور جس کے نتیجے میں دوسری طرف سے بھی ناخوشگوار انداز میں دیوبندی اکابر کو معرض بحث میں لانا پڑا۔ اگرچہ سب سے پہلے دوستوں نے ہم سے اس موضوع پر قلم اٹھانے کو کہا اور بعض نے بڑی حد تک مجبور بھی کیا۔ لیکن ہم باوجود اس مضمون کی تلخی اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی کوفت اور اذیت کے اور مواد کی فراہمی کے اسے ٹال گئے کہ یہ وقت اس قسم کی بحثوں کے لیے قطعاً موزوں نہیں۔ اگرچہ ہم کسی بھی وقت کو اہل حدیث اور دیوبندی حضرات کے درمیان خصوصاً منافرت کے لیے مناسب خیال نہیں کرتے۔ محمد ایوب صاحب سے کوئی گلہ نہیں۔ ان کی "قادریت" ان سے جو بھی کہلوائے' لکھوائے اور کروائے' لیکن حضرت مفتی صاحب کی نگرانی اور مولانا عثمانی کی مسئولیت میں اس قسم کی دل آزاری کا کوئی جواب نہیں۔

کیا ہے اور کون سی چیز ہے جس پر انہیں مطعون کیا جاسکتا ہے؟ کیا مرزا غلام احمد کی' انگریز کی خاطر' مسلمانوں کے خلاف جاسوسیاں اور انگریز کی خاطر مسلمہ اسلامی عقائد میں تحریف و تغیر اور مرزا غلام احمد کے بیٹوں اور اخلاف اور امت کی انگریز کی راہ میں قربانیاں اور اس کی فتح اور مسلمانوں کی سلطنتوں کے سقوط پر جشن ہائے طرب اور اس کے اشارہ پر نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت نبوت پر دست درازیاں اور مولانا محمد حسین بٹالوی کی ایک انگریز گورنر کی چند اچھائیوں پر تعریف ایک برابر ہے؟ اگرچہ ہم اس انگریز دشمنی کی بناء پر جو ہمیں اپنے اسلاف سے ورثہ میں ملی ہے' اس کو بھی پسندیدہ خیال نہیں کرتے۔

لیکن جان مرزا! یہ تو بتاؤ کہ تمہاری بے غیرتی کو اس وقت کیا ہوا جب تمہارا خائن باپ یہ کہہ رہا تھا کہ:

"ہم حکومت کی ایسی خدمت کرتے ہیں کہ اس کے پانچ پانچ ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ پانے والے ملازم بھی کیا کریں گے" (۴۶)

اور:

"ہم نے ملک معظم کی حکومت کو قائم کرنے کے لیے ملک کو اپنا دشمن بنالیا ہے۔ احرار کی تقریریں پڑھو' ان کو زیادہ غصہ اسی بات پر ہے کہ ہم حکومت کے جھولی چک ہیں' وہ صاف کہہ رہے ہیں کہ ہم اسی وجہ سے ان کے مخالف ہیں۔ کانگرس سے ہمیشہ یہی جنگ رہی ہے کہ وہ کہتے ہیں' ہم غلام ہیں" (۴۷)

اور:

"بہت سے افسر ایسے گزرے جو فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے

۴۶۔ میاں محمود خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان یکم اپریل ۱۹۳۰ء

۴۷۔ خطبہ جمعہ میاں محمود مندرجہ اخبار "الفضل" یکم نومبر ۱۹۳۴ء

اپنے حسن سلوک سے پچاس ہزار یا لاکھ کی ایسی جماعت (قادیانی) ہندوستان میں چھوڑی ہے جو اپنی جانیں قربان کرکے بھی برطانیہ سے تعاون کرے گی" (۴۸)

اور:

"ہم نے ابتدائے سلسلہ سے گورنمنٹ کی وفاداری کی۔ ہم ہمیشہ یہ فخر کرتے رہے کہ ہم ملک معظم کی وفادار رعایا ہیں، کئی ٹوکرے خطوط کے ہمارے پاس ایسے ہیں جو میرے نام یا میری جماعت کے سیکرٹریوں یا افراد جماعت کے نام ہیں جن میں گورنمنٹ نے ہماری جماعت کی وفاداری کی تعریف کی ہے، اسی طرح ہماری جماعت کے پاس کئی ٹوکرے تمغوں کے ہوں گے، ان لوگوں کے تمغوں کے جنھوں نے اپنی جانیں گورنمنٹ کے لیے فدا کیں" (۴۹)

غدارو اور غداروں کے پیروکار! ان عبارتوں کی ایک مرتبہ پھر پڑھو اور ڈوب مرو کہ تم کن بدترین اسلاف کے بدترین اخلاف ہو۔ ؎

شرم تم کو مگر نہیں آتی

دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

جھوٹ ہیں، باطل ہیں دعوے قادیانی کے سبھی

بات سچی ایک بھی نہ پائی ہم نے آپ کی

وان تعودوا نعد و لن تغنی عنکم فئتکم شیئا و لو کثرت و ان اللہ مع المومنین ○

(بحوالہ "ترجمان الحدیث" جنوری ۱۹۷۱ء)

۴۸۔ خطبہ جمعہ میاں محمود مندرجہ اخبار "الفضل" ۳۰۔ جولائی ۱۹۳۵ء

۴۹۔ خطبہ جمعہ میاں محمود، مندرجہ اخبار "الفضل" ۱۱۔ نومبر ۱۹۳۴ء

مرزائی دھوکہ باز!

مدیر "الفرقان" ربوہ کے نام!

ہم نے "ترجمان الحدیث" کے نومبر اور جنوری کے شماروں میں مرزائیت کا جو پوسٹ مارٹم کیا تھا پورے وارا لکفر ربوہ میں اس سے کہرام بپا ہے۔ مرزائی منافقوں کی جماعت لاہور نے اس معاملہ میں دخل در معقولات کر کے خواہ مخواہ مرزا غلام احمد کی رسوائی اور جگ ہنسائی کا سامان فراہم کیا اور اب تین ماہ سے لمبی تانے پڑے ہیں اور ہنوز مدیر "ترجمان" کے جواب کی جرات نہیں ہوئی اور نہ ہی اس کے ذکر کردہ کسی حوالے کی تغلیط کی ہمت پڑی ہے اور نہ ہی پڑ سکتی ہے انشاء اللہ! وگرنہ ادھر تو فیصلہ ہے کہ مرزا غلام قادیانی کی امت کا آخری لمحات تک تعاقب کرنا ہے اور رسالت کے باب ختم نبوت کی زندگی کے آخری سانسوں تک چوکیداری کرنی ہے اور بنابریں ارشاد ربانی پر ہے:

و ان تعودوا نعدولن تغنی عنکم فئتکم شیئا ولو کثرت و ان اللہ مع المومنین [1]

اور اگر تم باز نہ آئے اور دوبارہ مقابلہ کے لیے نکلے تو ہم بھی نکلیں گے اور تمہارا گروہ اپنی کثرت کے باوجود تمہارے کچھ کام نہ آسکے گا اور اللہ مومنوں کے ساتھ ہے۔

بہرحال " پیغام صلح" تو تب سے خاموش ہے۔ لیکن "الفرقان" ربوہ نے

۱۔ سورۃ الانفال، آیت ۱۹

اپنے قارئین کو فریب دینے کی کوشش کی ہے' چنانچہ فروری' مارچ کے شمارہ میں "ترجمان الحدیث" کے نومبر اور جنوری کے شمارہ میں اٹھائے گئے سوالات اور اعتراضات کو چھوا تک نہیں گیا اور مرزا غلام احمد کے بارہ میں اس کی اپنی ذکر کردہ عبارتوں میں جس میں اس نے خود اپنے انگریز کے پروردہ اور انگریز کے غلام ہونے پر فخرو مباہات کیا ہے' ایسی تاویل کی ہے جو شاید مرزا غلام احمد کو بھی سوجھی نہ ہو گی اور پھر قصداً" اس بات سے گریز کیا گیا اور ان حوالہ جات سے اعراض کیا گیا جس میں انگریز کے لیے اپنی اور اپنی جماعت کی خدمات کا ذکر ہے اور ان خدمات کو ڈھانپنے کے لیے دیگر اسلامی فرقوں کے علماء اور اکابرین کے ایسے حوالے پیش کئے گئے ہیں' جن میں انگریز کے کسی اصلاحی کا . پر یا مخالفین کی طرف سے حکومت کو انگیخت کرنے کی چالوں کو ناکام بنانے کے لیے اپنی برات کا ثبوت پیش کیا گیا ہے' اس کے برعکس ہم نے غلام قادیانی اور قادیانیت کو خود اس کے اپنے حوالوں سے نہ صرف انگریز کا مداح بلکہ پروردہ' آلہ کار اور ایجنٹ ثابت کیا ہے جسے "الفرقان" کا برخود غلط مدیر مدح پر محمول کر کے اپنے آقا اور اپنی امت کے انگریزی استعمار کی تخلیق ہونے پر پردہ ڈالنا چاہتا اور انگریز کے لیے اس گراں قدر خدمات کو چھپانا چاہتا ہے۔ اس سلسلہ میں ہمارا اس موضوع پر مفصل مضمون تو پھر کبھی آئے گا' اس وقت صرف ایک حوالہ پیش خدمت ہے جس میں "الفرقان" کے کج دل' کج دماغ اور کج فہم مدیر کے احتذار اور فرار کے برعکس واضح طور پر انگریزی سرکار کی ذلہ خواری اور کاسہ لیسی کی گئی ہے اور متنبی قادیان انگریز کی اس خدمت میں اس حد تک آگے بڑھ گیا ہے کہ وہ اپنے ہی وطن کے سپوتوں اور اپنی ہی قوم کے جیالوں کے خلاف جاسوسی ایسے فعل قبیح سے بھی گریز نہیں کرتا جس کی بناء پر نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ ایسے حریت پسندوں اور مجاہدوں کے سرپرست اور مربی کو تخت ریاست سے معزول ہونا اور انواع و اقسام کے محن اور فتن کا شکار ہونا پڑا اور مجاہدین آزادی کو کمک پہنچانے اور ان کی سپلائی لائن کو برقرار

رکھنے کے لیے انہیں مصلحتاً انگریز کی خیر خواہی کے کلمات کہنے پڑے اور یہ داستان ایک دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے، جس کی صداقت سے کوئی صاحب علم انکار نہیں کر سکتا اور اسی طرح ہندوستان میں مسلمانوں کے وکیل حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ان بے گناہ معصوم لوگوں پر ہونے والے مظالم کو روکنے کے لیے انگریزی حکومت کو اطمینان دلانے کی ضرورت پیش آئی، جن کی رپٹ غلام قادیان ایسے انگریزی ایجنٹ اور مسلم کش ملت دشمن افراد تھانوں میں جا جا کر لکھوا رہے تھے، چنانچہ اس کا ثبوت ہماری زبان سے نہیں۔ اپنے آقا کی زبان سے سنئے۔ غلام ہندی ولایتی آقاؤں کی خدمت اقدس میں گزارش پذیر ہے:

"چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے لیے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کیے جائیں جو در پردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں لہٰذا یہ نقشہ اسی غرض کے لیے تجویز کیا گیا، تاکہ اس میں ان ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں جو اس باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں، اگرچہ گورنمنٹ کو خوش قسمتی سے برٹش انڈیا میں ایسے لوگ معلوم ہو سکتے ہیں، جن کے نہایت مخفی ارادے گورنمنٹ کے برخلاف ہیں، اس لیے ہم نے اپنی محسن گورنمنٹ کی پولٹیکل خیر خواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو ان شریر لوگوں کے نام ضبط کیے جائیں جو اپنے عقیدے سے اپنی مفسدانہ حالتیں ثابت کرتے ہیں اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی۔ ایسے لوگوں کے نام مع پتہ و نشان یہ ہیں" (۲)

اللہ دتہ مرزائی صاحب! بتلائیے اب بھی غلام قادیانی کے غلام انگریز کے ہونے اور مرزائیت کے انگریزی استعمار کے خود کاشتہ پودا اور کفر کی کاسہ لیسی میں کوئی شبہ

ہے؟ اور اگر ابھی تک کچھ شکوک و شبہات باقی ہیں تو ہمیں اطلاع دیں۔ ہم آئندہ آپ کی پوری تشفی کر دیں گے۔ یہ الگ بات ہے(۲)۔ ہم ویسے ہی ان کی تشفی و تسلی کے لیے نیو رکھ چکے ہیں' تاکہ شاید اس سے کچھ حق کی متلاشی روحیں شقاوت ازلی سے بچ کر سعادت ابدی کو حاصل کر سکیں۔

آخر میں اس لطیفہ کا ذکر بے جا نہیں ہوگا' کہ مرزائی پرچہ "الفرقان" ربوہ پر "ترجمان الحدیث" کی گرفتوں سے اس قدر بوکھلاہٹ طاری ہے اور مرزائیت کا بزدل برخود غلط "خالد"(۳) اس قدر حواس باختہ ہے کہ اپنے اس پرچہ میں تقریباً دس مرتبہ ترجمان کا ذکر کرتا ہے' لیکن ماسوا ایک مرتبہ کے ہر دفعہ "ترجمان" کا نام تک غلط لکھتا ہے اور اس پرچہ کے ہر ہر صفحہ پر اور پرچے کے سرورق پر اتنے موٹے اور جلی قلم سے لکھا ہوا نام تک پڑھتا نہیں آیا۔ متنبی قادیان کی امت کے مقابلہ میں متنبی عرب کے اس شعر کو نقل کرنے کو کس قدر دل چاہتا ہے۔

انا صخرة الوادی اذا ما زوحمت
و اذا انطقت فاننی الجوزاء

(بحوالہ ترجمان الحدیث' مئی ۱۹۷۱ء)

۲۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا عریضہ بعنوان "قابل توجہ گورنمنٹ" مندرجہ "تبلیغ رسالت" ج ۵' ص ۱۱۔

۳۔ یاد رہے کہ اللہ دتہ مرزائی مدیر "الفرقان" کو مرزائیت کے خلیفہ ثانی اور مرزا غلام احمد کے فرزند مرزا محمود احمد نے "خالد احمدیت" کا لقب عطا کر رکھا ہے' حالانکہ گیڈر کو اگر شیر کی کھال پہنا دی جائے تو وہ شیر نہیں بن جاتا' اور یہاں "چہ نسبت خاک رابہ عالم پاک" کا معاملہ بھی ہے۔